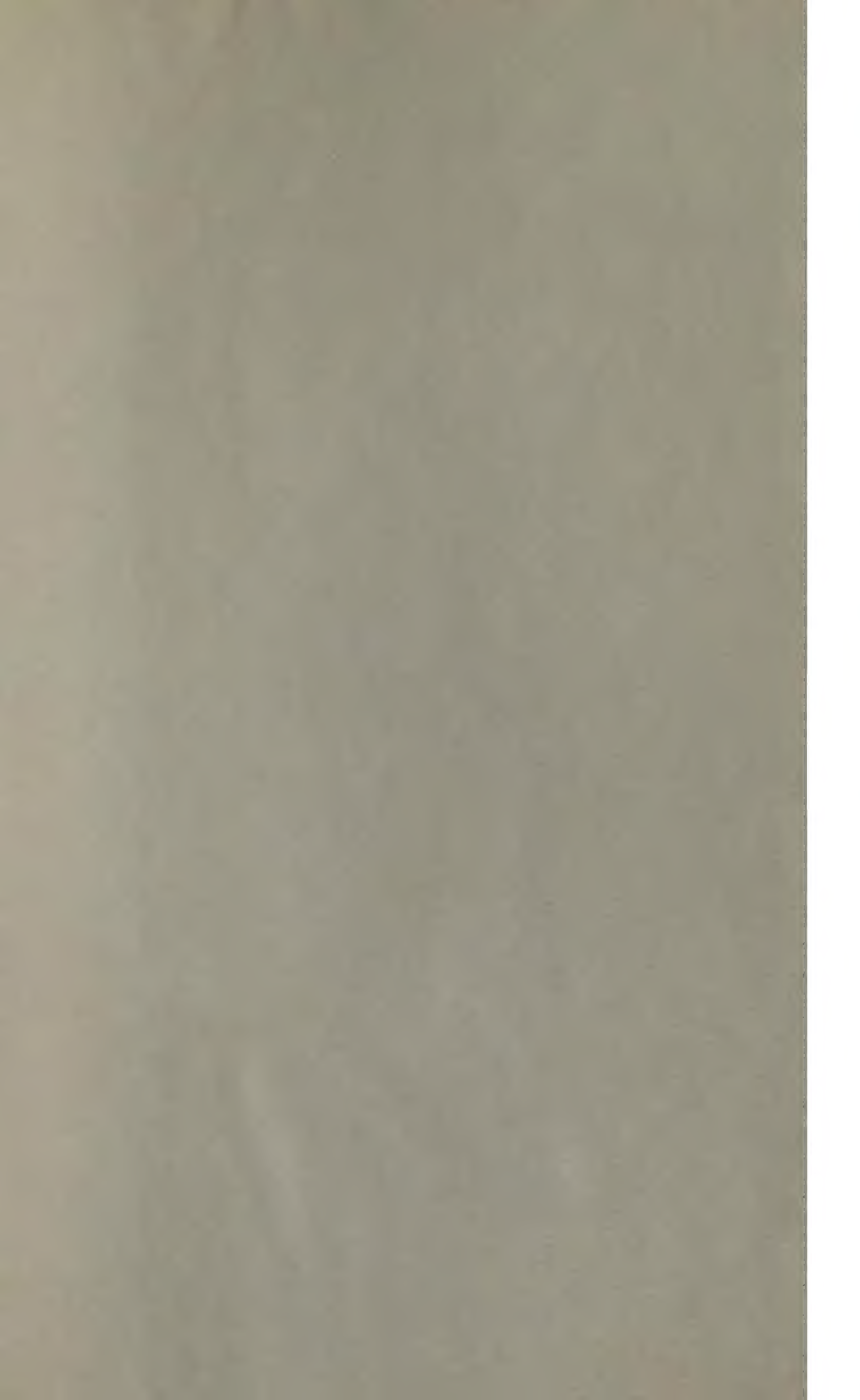


بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مَنْ عَادَ

دَاكْطَر غلام حبیبانی
برق



اللہ کی عادت

(رازِ مسرّت کی تفصیل)

ڈاکٹر غلام جیلانی برقی

شیخ غلام علی آئینڈ سنٹر (پرائیویٹ) لمیٹڈ، پبلشرز،

لاہور ○ حیدر آباد ○ کراچی

جملہ حقوق محفوظ

TECHNICAL SUPPORT BY



CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY



مطابع : شیخ نسیا ز احمد

مطبوع : غلام علی پرنٹرز

جامعہ اشرفیہ، ایچ ۵، لاہور

مقام اشاعت :

شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ پبلیشرز

ادبی مارکیٹ، چوک انارکلی، لاہور

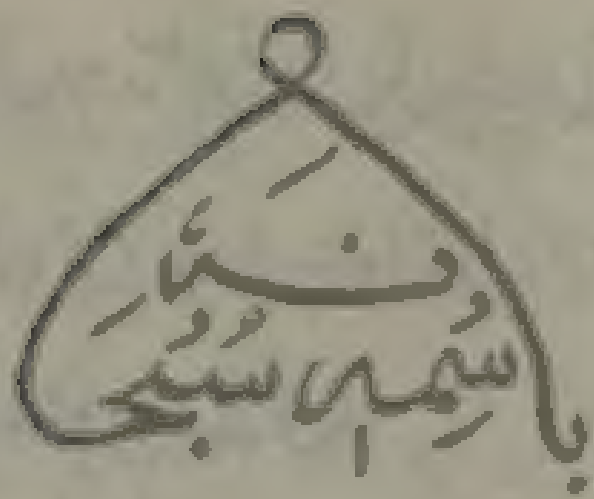
انشاب

- ۱۔ مجھے اللہ نے رازِ مسرت سمجھایا
 - ۲۔ اسی نے یہ کتاب لکھنے کا خیال دل میں ڈالا
 - ۳۔ بیماری کے شدید حملوں کے باوجود اسی نے تکمیل کتاب کی ہمت دی
 - ۴۔ اللہ ہی میری چٹان، میرا حصار، میری پناہ اور میرا آخری سہارا ہے۔
- اس لیے
- میں یہ ناچیز کتاب اسی کی بارگاہِ اقدس میں پیش کرنے کی جرات کرتا ہوں۔

فہرست

صفحہ		صفحہ	
۹۹	۱۵۔ الہامی کہانیاں	۷	۱۔ ویساچہ
۱۱۹	۱۶۔ راہِ نجات	۱۰	۲۔ اللہ کی عبادت
۱۲۵	۱۷۔ توبہ	۱۲	۳۔ وجودِ باری تعالیٰ
۱۳۰	۱۸۔ تیرد و حیاتِ بندِ غم	۱۵	۴۔ خدا کا علم
۱۳۴	۱۹۔ مسرت	۱۷	۵۔ کیا ہمارے شخصی و اجتماعی
۱۴۰	۲۰۔ ایک مثالی انسان		اعمال میں دلچسپی لے رہا ہے؟
۱۴۴	۲۱۔ حوادث ہیں اختیار کی حفاظت	۲۱	۶۔ تقسیم انصاف
۱۵۹	۲۲۔ عفو و مغفرت	۲۴	۷۔ نوعیت انصاف
۱۶۶	۲۳۔ انسانی تجربہ	۴۰	۸۔ نیکی کا صلہ
۱۶۲	۲۴۔ مسئلہ خیر و شر	۴۸	۹۔ دیگر الہامی مصالک کا فیصلہ
۱۹۵	۲۵۔ سقراط	۷۷	۱۰۔ منطقی نقطہ نگاہ سے
۷	۲۶۔ انطاگون	۸۰	۱۱۔ ایک تمثیل
۱۹۷	۲۷۔ ارسلو	۸۵	۱۲۔ ایک واقعہ
۱۹۹	۲۸۔ معاصرین سقراط	۸۶	۱۳۔ دو کہانیاں
۷	۲۹۔ معاصرین ارسلو	۸۸	۱۴۔ میرا مشاہدہ

صفحہ		صفحہ	
۲۱۶	۴۶- ہیوم	۲۰۰	۲۰- بعد از اسطو
۲۱۸	۴۸- کانٹ	۲۰۱	۲۱- نویں سے پندرہویں صدی تک
۲۱۹	۴۹- نشتے	"	۳۲- فلسفہ جدید (پالسن)
۲۲۰	۵۰- شینگ	۲۰۳	۳۳- اسپینوزا
"	۵۱- میگل	"	۳۴- فلسفہ جدید کے مختلف مکاتب
۲۲۲	۵۲- شوپن ہار	۲۰۵	۳۵- بکن
۲۲۳	۵۳- نشتے	۲۰۶	۳۶- گڈورنٹھ
۲۲۱	۵۴- ملنفس	۲۰۷	۳۷- سیمول کلاک
۲۲۳	۵۵- کیا خیر و شر میں ارتقا ہوا؟	۲۰۸	۳۸- اسکی
۲۲۵	۵۶- ایک شدید چوٹ	"	۳۹- آدم سمٹھ
۲۲۹	۵۷- دیر و حرم میں تصور خیر و شر	۲۰۹	۴۰- بٹلر
۲۳۲	۵۸- قرآن کا تفسیر خیر	۲۱۰	۴۱- بینٹھم
	۵۹- دیگر الہامی صحائف	"	۴۲- مل
۲۵۹	۶۰- اور خیر و شر	۲۱۱	۴۳- ڈارون
۲۶۵	۶۱- گداگری	"	۴۴- سپنسر
۲۷۶	۶۲- کچھ عورتوں کے متعلق	۲۱۲	۴۵- رشل
۲۹۲	۶۳- حرف آخر	۲۱۳	۴۶- والٹیر



۱۹۴۷ء میں دورِ حاضر کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت یعنی قیامِ پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ اس وقت سے لے کر آج تک اخلاقی انحطاط، ملی انتشار، خود غرضی، شکم پرستی اور نفسا نفسی کے جو مناظر نگاہ سے گزر رہے۔ ان سے مجھے خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ کہیں نصیبِ اعدا ہمارا یہ ایوانِ سیاست و اقتدار و احترام سے زمین پر نہ آ رہے اور ہماری یہ داستانِ حریت و آزادی جو دس لاکھ نفوس کے لہو سے لکھی گئی ہے۔ فسانہٴ ماضی نہ بن جائے۔

تاریخِ عالم ایسی ہزار ہا اقوام کی داستانوں سے لبریز ہے۔ جو کسی وقت دنیا میں برسرِ اقتدار آئیں، خشک و تر پر اُن کے پرچم لہرائے۔ علوم و فنون کے دریا بہائے تہذیب و تمدن کے خم لٹھکائے اور ہم ہستی میں بڑے بڑے طوفان اٹھائے اور پھر لوں تباہ ہوئیں اگر اُن پر آنسو بہانے والا کوئی نہ رہا۔ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ کیوں تباہ ہوئیں؟۔ کیا اس لیے کہ انھوں نے گوشت کی جگہ سبزی کھانا شروع کر دی تھی؟ یا اس لیے کہ ان کی زبان عبرانی سے لاطینی ہو گئی تھی آیا اس لیے کہ ان کا طریقِ عبادت دیگر اقوام سے جدا لگانہ تھا؟ ان میں سے کوئی بات نہیں تھی۔ اقوامِ عالم کی تباہی کی وجہ صرف ایک تھی، ایک ہے اور ایک ہی رہے گی۔ یعنی اخلاقی انحطاط۔ انسانی انحطاط وہ دیرِ آدم خور ہے، جس کا پیٹ ہزار ہا اقوام کا مدفن ہے۔ یونانیوں، کلدانیوں،

مصریوں، رومنوں، عیسائیوں اور سلجوقیوں کی ہڈیاں آپ کو اسی گورستان میں
 ملیں گی اور اگر میری نوجوان قوم نے اپنے اعمال کا بہت جلد مٹا سبہ نہ کیا تو وہ
 بھی اسی خاک میں مل کر خاک ہو جائے گی۔

قیام پاکستان سے پہلے میری قوم سخت زار و زبول تھی۔ یہ غلام تھی، جاہل تھی،
 مفلس تھی، بے دست و پا تھی۔ بے نوا تھی۔ بے احترام تھی اور بے مقام تھی۔ اللہ
 نے اس کا اضطراب دیکھا اور اس کی فریاد سنی۔ یہ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کی شام تک
 سیاسی و معاشی استبداد کے سلاسل گراں میں جکڑی ہوئی گمراہ رہی تھی۔ لیکن ۱۵ اگست
 کی صبح کو اس کے ارض و سما قاطبتہ بدل گئے۔ یہ فرش غلامی سے اچھک کر
 اورنگ جہاں بانی پہ جا بیٹھی۔ یہ ہزار ہا کارخانوں، عظیم الشان ایوانوں، منڈیوں،
 بازاروں، بندرگاہوں، سمندروں اور صحراؤں کی مالک بن گئی۔ اس کا ہلالی پرچم
 چار لاکھ مربع میل زمین پر لہرانے لگا۔ اس کے درباروں میں کینسر وان کینتی کے
 پیامائے تسنیت و محبت آنے لگے۔ اس کے اپنے سفرا سبز پرچم ہاتھوں میں
 لیے دنیا کے ہر کونے میں جا پہنچے۔ الغرض ہماری زمین ہم دوش فلک بن گئی۔
 اور فلک ہم پایۂ عرش۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس نعمت بیکراں پر ساری قوم سجدۂ شکر
 بجالاتی، اللہ سے عہد نامی و عہودیت استوار کرتی۔ سیدھی راہوں پر چل کر اس
 دور استقلال کو باندھ دے۔ لیکن ہوا یہ کہ اکابر سیاسی، زقابتوں، سازشوں
 اور پست ریشہ دوانیوں کی آگ میں کود پڑے۔ تاجرا، گمراہ فروشی، چور بازاری
 زراعت و زری اور شکم پروری کی پستیوں میں گر گئے۔ ملازمین حکومت کی ایک
 کثیر تعداد عوام کے کپڑے اٹارنے میں مصروف ہو گئی اور عوام اس کش مکش

سود و زیان اور جتنا وہ خود و بزرگ در میں ہشتم تیراں ہی کر رہے تھے۔

یہ مذاک نہانہ دیکھ کر میرے دل میں ایک جھوک تھی اور یہ جھوک ایک
 فریب دین کرنے کی تھی جس میں تھی۔ انوار میں ہر کی مکمل تھی یہ میرے ساتھ ہے
 یہ نہ نہ تھی انوار کی۔ سنوں سے چھاپا تھا۔ مجھے بول معلوم ہوتا ہے کہ
 نہ ہر اہمیت کی دوروں کا جب کہ کتہہ ہیں۔ زمین کی نہ ہیں آتش فشاں پہاڑوں
 اور اہل رہا ہے۔ جو نہیں کوئی قوم، میں شہا سہرا کہ چھوڑ تھی ہے۔ وہ کہ دستے بدستے
 جہنم میں جا لیتی ہے اور اس کی حیات تمام اور کائنات ملک باقی نہیں رہتا۔
 بدستہ بدستہ اور کیوں مست جاتی ہیں، اور بلند شمار تو ہیں کیوں زمین و آسمان
 ہیں اس کا جواب صرف ایک ہے کہ

اللہ کی عادت

یہی ہے:

اللہ کی عبادت

اللہ کی عبادت یعنی طریق ہمارو سنت پر روشنی ڈالتا ہے جسے ہمیں عبادت

کا جواب دینا ضروری ہے :-

اول :- کیا خدا موجود ہے -

دوم :- کیا اس کو تمام کائنات پر محبت ہے ؟

سوم :- کیا وہ افراد و اقوام کے انفرادی و اجتماعی اعمال میں کوئی دخل

کے رہا ہے یا اس کی ذات میں خشنواں تہ بلند و بجا رہے ؟

وہ جو دبار کی نسبت آج ایک ایسی حقیقت ہے :-

وجودِ بار کی تعالیٰ

جس پر مذہب و بتاوری کی ایک طرف ان کے

ایک جہل یعنی کہ ان کے دل میں کتنے کتنے سوالات کی شرافت

پیش آتی ہیں جو ہمیں بہت دور سے پہنچا کر رہا ہے ۔

کتنے کتنے مسائل ہیں جس کے حلقے میں کتنے کتنے مسائل ہیں جو ہمیں

مشاورت و درجہ بھر میں ہر روز ہر گھنٹہ گزر رہا ہے کہ ہر گھنٹہ

کی ہر گھنٹہ ہمیں جو کچھ ہر گھنٹہ میں رہتا ہے ہر گھنٹہ کی ہر گھنٹہ

ہر گھنٹہ میں ہر گھنٹہ میں ہر گھنٹہ میں ہر گھنٹہ میں ہر گھنٹہ

ہر گھنٹہ میں ہر گھنٹہ میں ہر گھنٹہ میں ہر گھنٹہ میں ہر گھنٹہ

ہر گھنٹہ میں

زمین سے

۱۔ زمین ایک اور خوشبودار ہے

۲۔ زمین اور آفتاب سے

۳۔ زمین اور آسمان زمین سے ہر موسم میں درجہ حرارت خوشبودار ہے

۴۔ زمین سے حاصل ہونے والی کوچر و چرک پھل کرکٹ و دیگر

۵۔ زمین پر پیدا ہونے والی درخت و پھل و پھل و پھل و پھل

۶۔ زمین پر ایک کوڑھ و ایک کوڑھ کے پھل سے تمام پھل و پھل

۷۔ زمین پر ہر موسم میں سے سبھی پیدا ہوتا ہے ہر موسم میں

۸۔ زمین پر ہر آفتاب کے ساتھ و ب و ب کے پھل و پھل

۹۔ زمین میں ہر موسم سے ہر موسم و ہر موسم کے پھل و پھل

۱۰۔ زمین پر ہر موسم میں سے ہر موسم کے پھل و پھل

۱۱۔ زمین پر ہر موسم میں سے ہر موسم کے پھل و پھل

۱۲۔ زمین پر ہر موسم میں سے ہر موسم کے پھل و پھل

۱۳۔ زمین پر ہر موسم میں سے ہر موسم کے پھل و پھل

۱۴۔ زمین پر ہر موسم میں سے ہر موسم کے پھل و پھل

۱۵۔ زمین پر ہر موسم میں سے ہر موسم کے پھل و پھل

۱۶۔ زمین پر ہر موسم میں سے ہر موسم کے پھل و پھل

۱۷۔ زمین پر ہر موسم میں سے ہر موسم کے پھل و پھل

۱۸۔ زمین پر ہر موسم میں سے ہر موسم کے پھل و پھل

جوفٹ بند نہ ہیں ہیں شیب سے اور جس پر آفتاب کی شعاعیں بھی بہ روز
 پڑتی ہیں۔ کیوں جا من یا آؤ نہیں گئے۔ خود میں سے ہوتے ہیں۔
 کیوں نہیں پھوٹتے؟ مٹا رہی کہیں کیوں سر ہیز نہیں ہو پاتیں؟ یہ
 رہتے ہیں کہ کوسے چیل، مٹش، کھونڈ اور زہل کی گزریں۔ یہ فری سے
 کیا بات ہے کہ ہر کوا کا ہیں عین کمر رہا ہے اور کھونڈ کی سن مٹو فریوں
 کرتا ہے اور نہ مٹش کی طرت اذان دیتا ہے۔ یہ ان لاندہ و پلور کو بھیج
 ہوں کس نے ملک کی نگہ سے کو گدا اور کبھی کو پھر کس سے بنایا۔ کشت
 کے کروڑوں عیب فتنوں کے باوجود رات کے وقت زمین پر اندہ ہوا
 کیسے چل جاتا ہے؟ اور اسی زمین سے لکھوں گنا تر سے آفتاب کو بھیج
 شہیت تو ہر کی چل نہیں سے کچھ کر مشرق کی طرف سے کون آتا ہے؟
 وہ آواز آتا ہے جس سے سب کچھ تھکتا ہے۔ وہ آواز
 اتنی مہذب سے آواز ہے کہ سب کو تھکا دیتا ہے۔
 جس کو آیت میں ہے کہ سب کچھ تھکا دیتا ہے۔
 جس سے آواز آتا ہے کہ سب کچھ تھکا دیتا ہے۔

(مستحق)

اندر سوچو کہ اگر اندر سے ہوا دین پھیل کر آتے دین فیا مٹتے ہوتے
 تو کیا اند کے بغیر کوئی اور حالت ایسے ہے جو نہیں ہوگی؟ نعمت ان کرشمہ
 کیا ترستے نہیں؟ اور یہ بھی سوچو کہ اگر خدا دن کو تھکا دیتا تو کیا
 تو کیا اند کے بغیر کوئی اور حالت ایسی ہے جو نہیں سکون پر دور رفت کی

آلودگیوں میں بہت ترسناک اور خطرناک ہیں۔

یہ بات کیا ہے کہ بلی، مرغ کی، ویران اور باغیچہ میں پر تیب شاہیں برقی ہیں۔
 تو اس کی شش شش سے اعلیٰ ب و فیل کی جھٹکیں پھوٹ اٹھتی ہیں، یہ تو ترسناک
 کے رنگ۔ ڈانٹ اور تشدد میں سخت کس سے پیدا کیا۔ ترسناک زمین سے
 کس سے؟ آفتاب سے؟ یا مدد سے؟

ویران شاہی ڈانٹ میں ہلکا کھینک دھماکا اور اعلیٰ ترسناک
 حب فیل سے باغیچوں، فیل سے فیل سے جھانک تھیں اور
 سب سے زیادہ ترسناک میں عجیب و غریب کھانے والی تھیں اور
 ایک مسموم یا نیم مسموم فیل کیسے مسموم۔

انہی سے

انہی سے بلی، مرغ کی، ویران اور باغیچہ میں پر تیب شاہیں برقی ہیں۔
 زندہ ترسناک کے بعد اس سے شاہی ڈانٹ پیدا کرتے ہیں۔ کچھ اور اور انکو
 کے ہاتھ سے اکاٹتے ہیں۔ نیز اس کی انہوں میں چٹنے ہمارے کر دیتے ہیں اور
 ہر سہ پہل لکھاتے ہیں جو ان کے ہاتھوں کی تخلیق نہیں ہوتے بلکہ یہ
 ہمارے تخلیق ہیں۔ یہ ترسناک ہے کہ ہمارے غصوں کا پتہ بھی شکر یہ اور
 نہیں کرتے۔

ہاں ہاں کے وہ چٹنے کس نے روک لیے۔ جن سے ترسناکی حاصل
 نہ ہو۔ نہ ہو ہاں میں، تو کوئی سبب جو نہیں دہرایا۔

تاریخ و جغرافیہ

منه

بسم الله الرحمن الرحيم

حضرت آقا محمد باقر علیه السلام فرموده است :-

سید کو کشتہ چھوڑ کر واپس لوٹنے کی بجائے کشتہ چھوڑ کر

۱- در صورتی که در وقت نوشتن این کتاب، من و کیا تو یکدیگر را ندانستیم

خوشتر سے ہے دوس کو انہوں نے دیا

پہلے سے کہہ چکا تھا کہ

۱. بے کرب و پاپ

بہارِ مہینے زوردار زکریا مسطورہ فریادِ بے قرار میں جا کر

نہیں کہ جس کی پتھر کوٹ دیکھ کر یہ سب یاد آئے

کتابخانه میں سے کچھ انڈیا کے نقش و نگاروں کی ایک مجموعہ

۱۔ میں نے پڑھنے کے لئے ستر پونے اسی ہجرتوں کی مشق کی ہے۔

مفتی محمد رفیع الرحمن صاحب مدظلہ العالی

سید محمد علی میرزا

فصل نهم در بیان سیر حرم است باینکه در این سیر که هر وقت در آن است

تاریخ و سیرت مولانا ابوالحسن علی Nadwi

جے ڈی ایچ۔ راجپوت کے ہمنام سے ایک نیا پارٹی کارڈ نکال دیا۔

— 11 —

اور پانی میں درج ہے :-

وہ خد جس نے کان بیکہ رکھے ، کیا خود نہیں سنتا ، وہ جس نے آنکھ
بنائی ، کیا خود نہیں دیکھتا اور وہ جس نے انسان کو دانش سکائی
کیا خود بے دانش ہے ؟

از ہر کلمہ

کیا خدایا اسے شخصوں و اجتماعی اعمال میں دلچسپی ہے ؟

یقیناً ہے ۔ وہ دیکھتا ہے کہ زمین پر خربوزے کی تنخی کی بیڑ زمین سے

اٹ رہی ہے ۔ اس کے دربارک سے پتہ ہیں ۔ اس کی جڑ اس قدر کمزور ہے ۔

کہ وہ زمین سے غذا حاصل نہیں کر سکتی ۔ اس کے پتوں کے ساتھ اس کا بیڑ

وہ حصوں میں بٹ کر زمین پر اسے یہ پتہ پورا اسی طرح سے غذا سے رہا ہے ۔

جب دو چار روز کے بعد اس کی جڑ حصوں غذا کے قابل ہو جائے گی ۔ تو یہ

پتہ آج کے ہے ۔

ہاں کدو بیٹ بیٹ انسان کے بہت بڑے موٹور منت و نہ دودھ اور نہ پھل ۔

مگر اسے ایک بڑے بڑے لڑیچے سے قوام تک غذا بہم پہنچانی باہر کیا تو بیٹ

کھینک و نہ بڑے بڑے ہاتھ سمٹ کر اترتے ۔ وہ روٹی نم کے قابل

نہ تھا ۔ مگر اس کی ماں کی آہاٹیوں میں انبیٹ و شرافت دودھ کے چھنے

روں مر سبب ۔ جب دو برس کے بعد دانستہ شکل آئے ، تو یہ چھٹے سو گھنٹے

ورژیا کے لئے تھا ، کہ جب وہ زمین زمین سے اپنی غذا تلاش کر رہا اس کے

بعد اللہ اور ابن آدم میں حسب ذیل مکالمہ ہوا۔

ابن آدم : اے خداوند بزرگ و بزرگوار! میں زمین کے بیٹے سے کیسے خدا
حاصل کروں

اللہ : یہ لو چند دسٹ، انہیں زمین میں بکھیر دو۔ ہمارے زمین خورد بخورد
انہیں پوروں اور خوشوں میں تبدیل کر دے گی۔

ابن آدم : لیکن اگر میں نے گندم بونی اور بکرا اُٹا پڑا تو پھر؟

اللہ : یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ اول۔ اس سے کہ فائدت کی ہر چیز باری شہادت

کو بھارنے پر مجبور ہے اور دوم اس سے کہ ہر بریل کی ہر منزل پر نمرانی

کرتے ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ گندم سے ہو پید ہو، اور انکو رست بادم۔

ابن آدم : لیکن اتنے بڑے بھیت کو میرا بکھٹ کے لیے ہیں یا فی عمارت

لاؤں گا؟

خدا : پانی کا ایک سمندر زمین کی نقول میں رواں ہے۔ چند کنوئیں نمودر

اور جتنا چاہو پانی نکال لو۔ اور اگر کرنا چاہو دسٹ کی بھیت نہ ہو، تو

کوئی ہرج تہیں، ہم آفتاب کی شعاعوں کے ڈول سمندر میں ڈوبیں گے۔

اکھوں ٹن پانی ہوا کے کنوئیںوں پر پلادیں گے۔ ہوا اس بوجھ کوٹے کہ

برفانی کھساروں کی طرف چل دے گی۔ وہاں یہ پانی کشتاروں میں تبدیل

ہو جائے گا اور کشتا میں تمہارے بھیت پر جا برسے گی۔

ابن آدم : آپ کتنے اچھے رب ہیں۔ اس میرے شافی! مجھے یقین دلائیے

کہ آپ کا سایہ شفقت و برکت میرے سر پر علی ابدوام رہے گا۔ ورنہ

مختار سے دست و پا کو بزان کا حکم نافذ کرے گا۔ جب جسمانی مشقت سے
 تم تھک جاؤ گے، تو ہم نیند کی راحت انگیز آغوش میں تمہیں سلا دیں گے۔
 جب مختار سے جسم میں غلاتیں جمع ہو جائیں گی تو ہم پسینہ، تنفس و سرگردوں
 کے راستے انہیں باہر بھینک دیں گے۔ اگر غلات کثرت کو موثر قدرت زیادہ پورا
 تو ہم مختار سے جسم میں حرارت و بجائے تپ پیدا کر کے کٹ جائیں گے۔
 ابن آدم: اَلْمَجْهَرُ رَنْتُ كُنْتُ اِلٰهِي

مختار سے جسم میں ایک چیز دل بھی جتنے تمام ہند باطن شیعہ کا سرچشمہ
 ہے۔ محبت۔ اخوت۔ مروت، شہادت اور دیگر صفات عالیہ ہیں۔ مختار ہیں۔
 جب تیری زمین دل ویران ہو جائے گی، تو ہم اہل مملکت بلندیوں سے حسین
 کھانیں برس کر تیرے دل کی بستی کو حیات زندہ کر دیں گے۔ ہم تمہیں زندگی
 کی بند سے بند نرمن زل کی طرف بلاتے رہیں گے۔ اگر تم سے ہر روز بات
 سنیں اور ہمارے اشاروں کو سمجھیں تو ایک دن تم ہر روز ہمارے اندر میں ہیں
 پہنچ جاؤ گے۔

افسون

وَ اِنَّ لِيْ رِبِّيْ مُنْتَقِلِيْ

ابن آدم: اسے رتبہ کرم، تو میرا پارچہ منت ہے۔ تیری نوازشوں اور عنایتوں
 کا کوئی شمار نہیں۔ اسے عیب آفتابوں اور آفتابوں کے منت
 میں تیری اس بند و پروری کو کیسے بھول سکتا ہوں کہ تو اس ندرت پر تیرے
 ہونے کے بارے میں مجھ جیسے ایک حقیر کیڑے پر اس ندرت پر بان ہے میرا
 تمام حیات چھو رہا ہے۔ میری روح فی تربیت کا اُن کی کر رہا ہے۔

مختلہ فطروں سے بچا رہا ہے۔ میری مدد دین پر کھٹائیں برسا رہا ہے بہت
 نہریک مسکن میں مدد و انجمن کی شمعیں جلا رہا ہے۔ میرے بہادر آئین کو تان لگائے
 بہار سے بہار رہا ہے اور میری سونے کی فنائوں کو سور و تاب کے ترانوں
 سے سرشار کر رہا ہے۔ کون کتنا ہے کہ تو میرے اعمال اور میری نہ وریات و
 دین سے بے نیاز ہے۔ ہرگز نہیں۔ تو اب ہر صفت کی طرح سدا مجد پر سایہ نقی
 ہے۔ ہیں حیرتیں رہا ہوتا ہوں۔ تو تیرے قدموں کی چاہ بہت قریب
 سے سنائی دیتی ہے۔ میں اندھا ٹٹتا ہوں تو تیری بجلیاں نیگاہوں انصافوں
 میں روں دواں اندھا کی ہیں۔ ہیں کائنات کا تار ہوں۔ تو مصلحت فطرت میرے
 رہے کہت میری صامت ہیں انڈیاں دیتی ہے۔ سے میرے عشق و حیل
 رہا۔ میری جہین جو دینت کے یہ چند سہ تاب سجدے قبول فرما۔ اور
 نیلے سائے کی حسرتیں ہیں۔ کہہ کہ تیرا قرب میری جنت ہے اور ابد جہنم۔
 ن تو نیل سے یہ حقیقت سانسے آئی۔ کہ اللہ کا علم تمام کائنات کو
 محیط ہے۔ اور کہ وہ نہ صرف ہمارے تمام اعمال کی نگراں کر رہا ہے۔
 بلکہ ہمارے بہت سے شخصوں امور کو وہ خود سر انجام بھی دے
 رہا ہے۔

تب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ تمام
 تفسیر انصاف
 اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ ہمارے ذاتی امور
 میں کس کی دیکھ رہا ہے۔ اور پھر وہ فرمانروائے کائنات بھی ہے تو کیا
 وہ ہمارے اپنے اور ہمارے اعمال پر انجام جزو و سزا بھی نازل کر رہا ہے

یا نہیں۔ غفل کے نزدیک یہ بات ناقابلِ تسلیم ہے کہ وہ مظلوموں پر مستکروں
 کے دشمن اور بیکشتارست اور خاموش رست۔ کوئی اچھا بادشاہ اپنی مایا پر نعم و نعم
 بر داشت نہیں کر سکتا۔ اگر نہ واقفی اچھا ہے تو پھر وہ کیسے دیکھ سکتا ہے۔
 کہ ایک چور کسی پیکس بیوہ کا سب کچھ لوٹ کر رہو چور ہو جائے یا نہ ہو
 تنہا نینداری کسی شریف خان کو نہیں اس لیے کسی مفقود ہے ہیں جڑے وہ کہ میں کی
 دولت سے اپنے ہاتھ رنگ کے۔ یا کوئی راشی و بدکار افسر کی غفلت اور غریب
 مزدور کے حقوق پر غفلت اس سے پھر اپنی دست کہ وہ اس کی غفلت سے
 اگر بھر نہیں بن سکتا اگر اللہ واقعی مالک ملک ہے اگر وہ واقعی عادل و شریف
 ہے۔ تو اس کا یہ خدائی فرض ہے کہ وہ مظلوموں سے غفلت کرے۔ نہ کہ
 سزا دے اور بلند کاروں کو نینداری سے نوازے۔

فَإِنْ تَرَوْهُ مُتَعَدِّلاً سَتَجِدُنَا أَيْنَمَا تَكُنْ سَتَجِدُنَا جُنُودًا

(التین)

اگر تم اسے متعادل دیکھو تو تم مجھے جہاں کہو گے پائے گے۔

(جج نہیں؟)

وَاللّٰهُ تَزَجُّدُ الْاُمُورِ (النور)

اللہ ہر چیز کو جگہ سے جگہ لے کر لے جاتا ہے۔

اللّٰهُ يَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُ جُودٌ يَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُ جُودٌ

اللہ چاہتا ہے جو دے گا وہ دے گا۔

بِ حَبِ اللّٰهِ كَاتُخْتِ الشّٰفِ وَصَدَقْتَ كَ

نوعیت انصاف

ستونوں پر قائم ہے انوکھا ہر سہ کہ اس کا

ہر فیصلہ انصاف پر مبنی ہو گا۔ وہ بدکاروں پر لعنت، تباہی، بچھڑوک، مرض، وبا، بیماری اور ذلت مسلط کرتا ہو گا اور نیکوکاروں کو نرش، ابالی، خوشحالی، امن و سکون اور رحمت و برکت کی بشارت دیتا ہو گا۔

مجھے یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ مسندِ عدل پر ٹھکانا ہے۔ اس کے سامنے معاصاتِ انسان ہر دم پیش ہو رہے ہیں اور وہ مختلف نرا ہیں نائنہ کر رہا ہے۔ دنیا کی عدالتوں اور عدالتی عدالتوں میں یہ فرق ہے کہ یہاں فیصلے ہم جتنے دلوں سے سنتے ہیں۔ اور ان کی تنول میں حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن عدالتی فیصلوں کی تنول نہیں مل سکتیں۔ ورنہ فیصلہ اپنا کہ دلوں سے سن سکتے ہیں۔ خدا کی فیصلے کچھ اس طرح کے ہوتے ہوں گے :-

۱۔ نروں بدکار کو ذوق کی سزا دی جاتی ہے۔

۲۔ نروں کو تنگ دستی میں مبتلا کیا جاتا ہے۔

۳۔ نروں کے جسم میں کیڑے واس دو۔

۴۔ نروں کو سبے اور درد۔

۵۔ نروں کو شریف جگر کی سزا دو۔

۶۔ نروں کو موٹر کے حادثے میں بیٹھا دو۔

۷۔ نروں کی رتیں توڑ دو۔

۸۔ نروں سے آنکھیں پھین دو۔

۱۔ اسے تہذیب اور بیوی دو۔

وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ مذکور کے متعلق اس قسم کے احکام نہ ملتے ہوں گے۔

۱۔ اس کی روز کی فراخ کر دو۔

۲۔ اس کے منصب و عزت میں اضافہ کر دو۔

۳۔ اسے پیار بچوں سے بچاؤ۔

۴۔ اسے قابل اولاد دو۔

۵۔ اسے حسین مصلح اور دانش مند بیوی دو۔

۶۔ بحیثیت اریب و فلسفی اس کی شہرت میں چار پانچ دو۔

۷۔ نوکروں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دو۔

۸۔ اسے اتنا ترک یا تاثرِ مسلم بنا دو۔

۹۔ اس میں علم و مروت کا شوق بکثرت دو۔

وغیرہ وغیرہ۔

یہ نہ بے میرا قیاس ہی نہیں، بلکہ مجھے یقین ہے کہ خدا کی فیہرہاں کی توحیدیت

میں جوئی ہے۔ اس معاملے پر خود اللہ تعالیٰ کی شہادت پر حلف فرمائیے:

أَنَا جَعَلْتُ مُسْلِمِينَ كَمُجْرِمِينَ دَمًا سَحَابًا كَيْفَ خَدُونَ

، مسلم

ایسا تم یہودیوں اور بنیوں سے، یہ جیسا ملوک کرتے ہیں مجھ سے

کیا کہہ رہے ہو

بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ وَكَرِهَتْهُمْ
الضائق

اے کافر مشرک کذاب میں منسروف ہیں۔ اور انہیں ہر قسم سے
کچھ سے بدست ہے۔

عاد و ثمود نے ان کو چھوڑا۔

فَمَنْ تَبَوَّءَ لَكُمْ مَسَاجِدَ غَيْرَ مَسَاجِدِ اللَّهِ
مُؤَيَّدَةً فِي الْكِتَابِ

اور تم لو ایک بڑا مکان کرنے سے تباہ کر دیتے ہو۔ اور ان کو
ایک تندرست و تیز زندہ ہو کر رہتی۔

بدنامیوں کو یہ بھوک، غلامی اور سب جہنمی کے سبب میں بکرا دیا جاتا ہے
اور ان کے چل کرک میں دھکیل دیا جاتے ہیں۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
الضائق

ایمان لائے اور کاموں کے لیے یہاں نہ بخیر نہ بدیریاں اور ان کے جہنم
تیار رکھا ہوا ہے۔

مَنْ خَشِيَ اللَّهَ جَعَلْنا لَهُ مَخْرَجًا

جو اللہ سے ڈرتا ہے، ہم نے اس کے لیے نکلنے کا راستہ

وَمَنْ يَخُفْ اللَّهَ كَرَّرْنا بَابَ رَحْمَتِنَا لِقَوْمٍ

جو اللہ سے ڈرتے ہیں، ہم نے ان کے لیے دروازے کو بار بار کھولا ہے۔

برکت تک نہیں ہوا کہ بددیانت، بدکار، فاسق اور خدا اور رسول کے علی و دشمن
اور بدرفتار سے بچ گئے ہوں۔ ایسے لوگ ہمیشہ منہ کے بل گرے اور اپنی قبریں
ان کا حشر ہیں ہوتا رہے گا۔

وَلَا تَجْعَلْ لِّدِينِكَ دُونِ الدِّينِ وَرُسُلَهُ كُفْرًا كَمَا كُنْتَ تُذِيبُ
فِي الْقُبُورِ مَنَاسِكًا ۝ (مجادلہ)

اور رسول کے دشمن پیسہ بدکاروں کی طرح منہ کے بل نہ گئے (۱)
اور نہ ہی نہایت عاقل و منصف خدا نیک بندوں کے مدارج بند کرتا ہے۔
انہیں خوشی کی دھاریں ابدی، امن و سکون اور ازوال مسرت کی نعمتوں سے
نوازتا ہے۔

يَوْمَ لَا تَدْرِيْنَ مَنُؤْمِنُهُ وَالَّذِيْنَ كُفَرُوْا نَعْمَ لِّلرَّجِيْنِ
(مجادلہ)

اور جس دن تو نہیں اور اسباب سمجھو مدارج کی کیا پائی نہ کرتا ہے (۱)
اور جس دن تو نہیں روح القدس سے ان کی مدد کرتا ہے۔

وَابْتَكَ لَهَا بِرُوحِهِ

اور تو نے اسے ان کی امداد کرتا ہے (۱)

یہ دو ذیل جہانوں میں مادی اور روحانی مسرتیں ملتا کرتا ہے۔

فَرَحٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ حُبِّ سَدِّیْكَ وَحُسْنِ حُبِّكَ

(عصران)

نہیں دینا و آخرت پر اور جہان مادی سے تامل دیتا ہے (۱)

ان کی دنیا سے قلب و روح نوری سے معمور ہو جاتی ہے۔

نورِ حق بنی ہیں یہ بے بند و باریک نہایت
نعمتِ خود (ان کے لئے)

(ان کے ساتھ و درمیان طرفِ نکلیاں و وارتی ہیں ورنہ کیوں)

یہ جوتی ہے کہ اسے خدا اس نور کو حاصل فرما)

مجھے اپنے وسیع حلقہٴ احباب میں مختلف قسم کے دوست نظر آتے ہیں۔ ایک صاحب
امریکہ سے ابھی ابھی آئے ہیں۔ ان سے کوئی بات کہیں: وہ فوراً امریکہ چلے جاتے
اور وہاں کے معاشرہ پر ایک حویلی تقریر جماؤں گے۔ کہیں اس کے دماغ پر
امریکہ چھایا ہوا ہے۔ ایک اور صاحب ہر وقت کرکٹ کی داستانیں سناتے رہتے
ہیں۔ ان کے دماغ پر بھاری ڈال۔ ڈال ڈال۔ ہارڈ ڈال اور ٹیسٹ سو ریز۔ ایک صاحب
عمرتِ حسیقت پر گفتگو کیا کرتے ہیں۔ کچھ ایسے لوگوں سے بھی واسطہ پڑا۔ جو
کسی چھوٹی سی غرض کو پورا کرنے کے لیے دوسروں کا سبیل تباہ کر دیتے ہیں
میں سے ان کو بیٹھ سارے شوں اور ہر منہ شیون میں سرور و پایا۔ اور ہر وہ
لوگ ہیں۔ جن کے دل و دماغ پر شیون کی بجائے سیران نہر تپاؤ پر مشتمل ہے۔
میں سے ہر لوگ بسترِ شرین بناتے ہیں۔ ان کے اعمال گندے و قوس فیر و راز
بھیانک، ہر اقدام قابلِ نرسہ۔ اور یہ خود مکمل نعمت ہوتے ہیں۔ کسی سان پر

کے لئے دنیا سے نوری سے معمور ہو جاتی ہے۔

یہ جوتی ہے کہ اسے خدا اس نور کو حاصل فرما)

بدکار و بد اندیش افراد کا ہوتا ہے۔ نجات تک۔ متبسم اور خوش مزاجی سے وہ
انعامات ہیں جو پاکیزہ لوگوں کو عاقل و منصف رب کی بارگاہ سے ملتا ہوتا
ہیں اور ذلیل و بد مزاج سے وہ لعنتیں ہیں جو بدکاروں پر مسترد کر دی جاتی ہیں۔
وَجُودُ يَوْمَئِذٍ مُّشْرِقٌ مُّذِجٌ لِّلْغَمَّةِ مُبَشِّرٌ لِّلرَّجْوَةِ وَدَّخِلُ لِّلْجَنَّةِ
مَبْنِيَّاتٌ مُّبَارَكَةٌ مُّسْتَقِيمَةٌ لِّلْغَمَّةِ مُبَشِّرَةٌ لِّلْخَيْرِ

(التكوير)

(اعمال کا اثر یہ ہوگا کہ اس روز کچھ بہتر روشنی، متبسم اور خوش مزاجی
ہوں گے۔ اور کچھ کروا کر اور دسیا ہوا، موخر کر کے اور نجات
ہوں گے)

رَبِّكَ ذُو الْعَرْشِ عَظِيمٌ
فِي وَجْهِهِ شَمْسٌ مِّثْلُ الْقُرْآنِ
تَصْفِي

پاکیزہ شمار ہوگے جنت میں یا نہیں گے۔ چہرہ زور پر پاکیزہ و نورانی
کا تماشا دیکھیں گے اور تم ان کے چہروں میں ہماروں کی تازگی
دیکھ رہے ہو)

اللہ کے بدکار چہروں کی تین علامات بیان کی ہیں : اقول یہ جنت کی وجہ سے
وہ گرد آلود ہوں گے سینہ سبز و دم آنکھیں نکول ہوں گی اور
ذلت بریں رہی ہوگی۔

خَالِيَةً كَمَا تَرَى فِي زُلَّةٍ

(آنکھیں بلی ہوئی اور منہ پر ذلت چھانی ہوئی)

کے راشنی و فیلم، بددیانت اور چور، ایٹکارو، ڈیندارو، و س کو اور پیشہ ور۔
 اگر متقا را خیال یہ ہے کہ تم نے رشوت چھپ کر فی حق کسی کو چپا نہیں کیا
 سنا اور تم ہر قسم کی سزا سے محفوظ ہو۔ تو تم سخت غصے پر ہو اس لئے کہ سب
 کے ساتھ جس نے تمہاری زندگیوں کو جہنم بنا رکھا ہے۔ تمہاری غصہ نہیں در
 شکہیں ہر دو مسخ ہو چکی ہیں۔ تمہاری پیشانیوں میں پاکیزگی کی کوئی جگہ
 باقی نہیں رہی۔ تمہاری آنکھیں تمہارے وال کی طرح سب نور ہو چکی ہیں۔ تمہارے
 چہرے وال پر ذات۔ دوست اور نہایت کا غبار چھا رہا ہے۔ اور ساتھ ہی عدت
 کے کاریک سائے از سرین پائنتے، بیس کی طرح پھیل چکے ہیں۔ اور اب تم
 یہ منہ پر رہتے ہو، میں نہیں بتوں، بددیانتیوں اور بدکاریوں کا ایک نامیق و مذکور
 اشتیاق رہیں چہ بہ اب تمک تر اندر سے قی خون کی گرفت سے نکلے ہو۔ کیا تم
 اللہ سے بھی بچ سکو گے؟ نہیں نہیں۔

تَعْرِفُ الْمُنَجِّمَانَ سَبَّحَ اللَّهُ فَبِإِذْ خَدَّيَا سَبَّحَ عَنِ الْمَلِكِ
 (رحمت)

(بدکار اپنے چہروں سے بھی نہ جانتے ہیں۔ جو انہیں جوڑوں سے
 پکڑیں گے اور ان کے پاؤں بیرونی ہیں جگر ہیں گے۔
 ان کو بدکار کی چہرے کو ذہن و سبب و کردہنی سے۔ سحران کوہ کی ستہ
 چشمہ و تہیں میں ایک خاص پاک و تازگی اور سادگی کی آجائی ہے۔ اور سببوں کی
 علامت یہ ہے۔

سَبَّحَ اللَّهُ فَبِإِذْ خَدَّيَا سَبَّحَ عَنِ الْمَلِكِ

ارتعین وان علت کے آثار ان کے چہروں سے عیاں ہیں ا

عام مفسرین کی رائے یہ ہے کہ چہرے کی سیاہی سفیدی کا تعلق پوہ قیامت سے ہے۔ مجھے ان مفسرین سے معرفت اتنا اختلاف ہے کہ یہ سلسلہ کسی زندگی میں شروع ہو جاتا ہے اور قیامت میں اس کی تکمیل ہوتی ہے۔ ہمارا یہ مشاہدہ ہے اور کہ لی شخص اس حقیقت سے آگے نہیں کر سکتا کہ عام و نفسی کا چہرہ جاہل سے جدا ہوتا ہے۔ ایک مدبر اور اتم کے خدوخال میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ اسی طرح نیک اور ناسخ، مسخرف اور متین، نیک اور مجمل، شرافت اور غارتگی، خوبی اور غیر خوبی، چہرہ اور پاسبان کی وضع قطع کام اک ہوتی ہے۔

ایک مشورہ کو خیال آیا کہ وہ نیکی کی تصویر تیار کرے۔ چنانچہ وہ شہر وں اور دیہاتوں میں برسوں گھومتا رہا۔ آخر ایک روز اسے ایک غایت حسین بچہ نظر آیا۔ جس کا رنگ گورامنی، آنکھیں سوائی اور چادر جسم سڈول اور ملائم پیشانی روشن اور فراخ، درست و پازم اور نازک، وہ فرخ مسرت سے جلا اٹھا، کہ میں کسی نیکی کی تصویر مل گئی۔ چنانچہ اس نے اس بچے کی تصویر اپنے سٹڈیو میں لگا دی اور بچے کو دیا۔

نیکی کی تصویر

کچھ عرصہ بعد اسے خیال آیا کہ بدی کی تصویر بھی تیار کرنی چاہیے۔ چنانچہ وہ اس مشق کے لیے دنیا میں نسل پڑا۔ اور بیس برس تک گھوما۔ کروڑوں چہرے دیکھے، ہر دستہ بدتر۔ لیکن اس کی نسل نہ ہوئی۔ آخر ایک دن اسے ایک عجیب چہرہ نظر آیا کہ دیکھنے ہی میں ہاں جذبات خیرت و خیرت سے بھر گیا۔

اور وہ پھر چلا آئی۔

”اے گئی، اے گئی، بدی کی تصویر“

اور یہ تصویر بھی اس کے سٹڈیو کی زینت بن گئی، وہ باب دانی میں سٹڈیو میں آئے اور پہلے جانتے، ایک دن ایک شخص اس سٹڈیو میں آیا اس دن اس سٹڈیو کے سامنے تصویر خیرت بن کر کھڑا ہو گیا۔ پھر اس کی آنکھوں سے تصویر بننے لگی اور دستور سے یہ کہہ کر چلا گیا کہ دونوں تصویر میری ہیں۔

دیکھا آپ نے کہ ایک ہی انسان کے چہرے میں سپر ہر کی کی وجہ سے کتنی جیسا ایک تبدیلی واقع ہوئی۔ میں نے خود اپنے کئی منظر دیکھے ہیں۔ مثلاً پورے سٹڈیو میں کہ ایک سکول کی ساتویں جماعت میں شاہ پورہ ایک رگلا و نعل ہو رہی ہے منظر آواز رہا تھا۔ ترچہ۔ شوخ و تندر۔ وہ جس طرف کو نکلتی ہیں وہیں وہیں اس کا تعاقب کرتے ہیں۔ اور لوگ انہرے کے اس شاہ پورہ کو دیکھ کر حیرت منہ کرتے۔ حالانکہ کچھ ایسا ہو گئے کہ بے وہاں سے آئے بڑا اس کے بعد نہ ہی رہا میں کب الگ ہو گئیں۔ درجہ ایک دوسرے سے مستند۔ جد ہو گئے پورے اکتالیس برس بعد یعنی آٹھ سے ایک برس پہلے انہی سے میرے دروازے پر دستک دی۔ میں باہر آیا۔ تو ایک اجنبی چہرے پر نظر پڑی۔ تارک و دروازہ۔ انہیں تنگ اور ستھور۔ پیشانی پہلی ہوئی۔ مگر چہرے ہوئی۔ رگلا و نعل کی پٹیاں سب طرح انہی کی ہوئی۔ آواز درشت اور خرد کی۔ دانت بید اور ہونٹ سے ہونٹ۔ تعارف کے بعد میری حیرت کی حد نہ رہی۔ کہ یہ آدمی نفرت سے بھی صبر کیا تھا۔ وہی سٹڈیو۔ شوخ و تندر پھر۔

کون کہتا ہے کہ اللہ نے سزا و جزا کا تمام سلسلہ قیامت کے دن تک
اختیار رکھا ہے۔ اور اس سے ہمیں یہاں بڑا ڈھچوڑا دیا ہے؟ ہمارے سامنے
لوگوں کو سماں حسد کی جزا مل رہی ہے۔ اور بدکاروں کی سزا اباب محنت
کے مناصب بلند ہو رہے ہیں۔ اور کاچھوریستی کے جہنم میں گر رہے ہیں۔ نیکوکار
اس دن زمین کی نعمت سے بہرہ ور ہیں۔ اور بدکار کرب و بلا میں مبتلا ہیں۔ قوت
کے چہرے دکھائی دیتے ہیں۔ اور بدکرداروں کے منہ پر خوسٹ و خست ہوتی
رہتی ہے۔

لَا تَسْبِقُ فِی الْوَجْهِ الْاَسْوَدُ وَجْهًا فَاَمَّا تِلْكَ اَنْفُسُ
الَّتِیْ هُمْ یَحْزَنُونَ کَفَرْتُمْ بَعْدَ اٰیٰتِنَا فَذُوقُوا عَذَابَ
بِمَا کُنتُمْ تَعْمَلُونَ وَکَمَّ تَذٰلِیْنِ بَیِّنَاتٍ اِلٰیھِمْ
فَنُفِیْ رَحْمٰتِ اللّٰهِ اِلَیْھِمْ فِیْہِمْ خَارِصُونَ ؕ

آل عمران ۱

اور وہ ان اکو رہے کہ جب بعض چہرے نورانی ہو جائیں گے اور بعض
تاریک و سیاہ و زور و شوکت سے کہو کہ تم نے اللہ کو نصیحت کرنے کے بعد
اس کے عہد سے انحراف کیا۔ اب اس بدکردار کی سزا تجھ کو۔ پائی رہے

کے چہرے کے نور سے مردہ کی سفیدی نہیں۔ اس لیے کہ فرزند عابد و زور
میں رہا ہے۔ یہ سب کا۔ خود کوئی شخص قسب کیوں رہتا ہے۔ بد سے مراد وہ
سب کہ نہ نیت اور چہرے میں جو نیکی اور رومی نیچہ ہے۔

سُورَةُ الْاٰنْجُوْدِ لوگ۔ تو یہ حضرات اللہ کی رحمت میں داخل نہیں گئے،
سزا کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ بدکار اقوام کو اورنگ جہان بانی سے الگ کر
فرست دلت یہ پہنچ دیا جاتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ مِّنْ تَّوْبَةٍ مِّنْكَ عَنْ اَمْرِ رَبِّكَ وَرُسُلِكَ فَكَ
سَبِّتَ هَاجِرًا بِاَسْرٍ يَدَاوِلُكَ بَيْنَ هَاجِرٍ وَنَظَرٍ
فَكَذَّبْتَ وَبَالَ اَمْرِكَ وَكَانَ سَاقِبَةً اَمْرًا خُسْرًا
اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا اَلَا تَتَّقُوْنَ اللّٰهَ يٰ اُولٰٓئِیْہِ الْاَوَّلٰی اَلْبَابُ ۝

(التخلیص)

دایسی کہتی ہی قومیں گزر چکی ہیں۔ جنہوں نے خدا اور انبیاء کی ہدایات کو
پس پشت ڈال دیا۔ چنانچہ ہم نے ان کا شدید عذاب کیا اور انہیں الٹا عذاب
دیا۔ یہ لوگ بدکاری کے نتائج سے نہ بچ سکے اور ان کی تمام تدابیر بے فائدہ
ہو گئیں۔ ابھی ایک اور دردناک عذاب ان کا منتظر ہے۔ وَاللّٰهُمَّ

(اللہ سے ڈرو۔)

سورۃ النمر میں چند ایسی اقوام کی تفصیل درج ہے۔ جنہیں اپنی بدکاریوں کی
سزا ملی۔ مثلاً قوم نوح سے نوح علیہ السلام کو جہنم بابتو

فَنفَخْنَا فِيْہِمْ اَنْجَابًا اَسْمٰیہِمْ وَصَنَعْنَا

اَبْرَاسًا اُنْیٰیہِمْ اَنْیٰیہِمْ اَنْیٰیہِمْ اَنْیٰیہِمْ اَنْیٰیہِمْ

قوم عاد نے یہی حرکت کی تو

وَإِذْ اَرْسَلْنَا سُلَیْمٰنَ بِرِیْدٍ فَجَاہِیْ یٰۤاٰمَنُ یٰۤاٰمَنُ یٰۤاٰمَنُ

تَنْزِعُ النَّاسَ عَنْ نَجْمِهِمْ، نَجَبٌ زُخْلٌ مُنْقَعٌ،

ایمہ نے ان پر ایک ہولناک دن کو مسلسل تند و تیز آندھی چلائی جس نے انہیں یوں اکھاڑ پیچھا کہ گویا وہ کھجور کے گرسے ہوئے درخت تھے،

تو دے نا فرمانی کی تو

رَأَى سَنَةً تَحِيَّتُهُمْ ضَائِعَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَالْمُتَبَيِّلِمِ الْمُنْتَظَرِ۔

وہم نے ان پر ایک ایسی کڑک بھیجی کہ وہ روند ست ہوئے بھس کی طرح پس گئے،

تو وہ لوگ نے راہ راست کو چھوڑا تو

إِنَّ أَمْرَ سَنَةٍ سَلِيْفُهُمْ خَاصِبًا

وہم نے ان پر پتھروں کا سینہ برسایا،

پتھروں کا سینہ کچھ برتا ہے؟ اہل آسمان سے تو چھوڑ دین پر ہلکے برسب

پورے تین برس تک دس دس ہزار ٹن بم برساتا رہا۔

جب آل فرعون کی ستم رانیوں سے زمین اُڑاس ہو گئی تو

فَكَانَ نَارُهَا خُضْرًا عَزِيزًا مُتَشَدِّدًا

وہم نے ان کو اپنی مضبوط اور آہنی گرفت میں لے لیا،

بدھرا تو دم کو میٹ دین اللہ کی عادت ہے۔ شہادت و رہا ہو، تو تاریخ عام

و پکتو۔ ص ۸۶ الفامیہ کا مطالعہ کرو اور یا اس زمین میں گھومو، تمہیں قدم قدم

پر اتر ممانش کی یاد دلائیں ملیں گی۔ کہیں عظیم ابراہیم نظر آئیں گے کہیں حسین و حمید

تاج محل۔ اور کہیں اُن کے دیار و مساکین کے کشدرت۔

لَا تُدْرِكُهُ فِي الْأُفُقِ نَيْتُورُ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
 السَّارِبِينَ كَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا لَهُمْ آسَافُ مِنْهُمْ قَوَّةٌ
 رَاشِدَةٌ فِي الْأَرْضِ فَاخَذُوا لَهُمْ تَارِيقَهُمْ وَرَبُّهُمْ
 كَانَ سَلِيمٌ مِنَ اللَّهِ مِنْ دَاقِ ه

(المومن)

اکیس سوک نہ ہیں میں کوم کر نہیں دیکھتے کہ پہلی اقوام وہ انجام کیا ہوا
 وہ لوگ قوت و تہذیب و تمدن میں ان سے برتر تھے۔ لیکن اللہ
 نے انہیں بدکاروں کی وجہ سے پکڑ لیا۔ اور انہیں انجام بدست
 کوئی نہ بچا سکا

اقوام کی چھوٹی موٹی لغزشوں کو اللہ ہمیشہ معاف کرتا رہا ہے۔ لیکن جب
 کسی قوم کی عیاشی و دست و رزمی شتم پروری اور بوس زنی سے فسق و فساد
 فطرتاً پیدا ہو جاتا ہے اور خدائی سچے ہیں جو جاتی سے ترند اس کے ہونے
 ایسی قوم کو کٹنے کے سبب سے تاب ہو جاتے ہیں۔ سنت اللہ کی زیادت ہے۔
 اللہ اپنی نعمتیں اعظم اسن رزق و غیرہ اپنی مخلوق میں اپنے نائب کی معرفت
 تقسیم کیا کرتا ہے۔ اگر یہ نائب ان نعمتوں کی تقسیم روکے۔ تاؤ خوش میں
 ڈوب جائے۔ سرکار کی خزانوں کو عیاشی میں اڑائے سکے۔ ٹرکوں کو زبردستی
 میں جند ہو۔ اور اپنے منصب سے فائدہ اٹھ کر اُسے چلے دے تو اللہ یہ
 فرد یا افراد کو اس منصب پر کبھی رہنے نہیں دیتا۔ وہ ایت حوٹوں کو تباہ کرنے
 کے لیے مختلف طریقوں سے ہم لیتا رہتا۔

فَصَلِّ خِزَانِ بِذُنُوبِهِمْ مَنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ
وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَنْ خَسَفْنَا بِهِ
الْأَرْضَ وَمِنْهُمْ مَنْ كُفِّرْنَا وَ مَا كَانَ لَكَ أَنْ يَنْظِمَهُمْ
وَلَكِنْ كَأَنَّهُمْ يَنْظِمُونَ ۝

(العنکبوت)

درجہ سب پر یک کو اس کے کرتوتوں کی سزا دی۔ یعنی پر پتھروں کا
پھینکنا۔ کسی کو گرد گھٹا کر دیا۔ یعنی کٹر زمین رکھ گئی اور کچھ
سمندر میں ڈوب گئے۔ ہم نے ان پر کوئی نعم نہیں کیا۔ بلکہ اپنی
نہایتی کی وجہ یہ خود گھٹتے۔

نزدیک ترانے کے وقت اور اس سے پہلے حنا سلطنت شخص واحد کے ہاتھ میں
ہوا کرتی تھی۔ اور اس شخص کی تباہی ساری قوم کو لے ڈوبتی تھی۔ ان تمام حکومت
جمہور کی ہے۔ اصل طاقت عوام کے ہاتھ میں ہے۔ عوام اپنے قائد سے چلتے
ہیں۔ جو امبیوں میں پہنچ کر وزیر بنتے ہیں۔ آج ایک دیواروں وزیروں کی تباہی
ست بار حکومت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آج کسی حکومت کی اچانکی یا برائی
ہا قبیلہ کرنے کے لیے سارے دن بچے کو دیکھنا پڑتا ہے کہ آیا حکومت کا پرچہ
میں ہمارے رہا ہے؟ اگر نہیں تو مخالفت کس کی ہے؟ آخر کی دتر دتر کی دتر دتر
عاید ہوتی ہے۔ وزیر کی برو کی ہا پڑیں ممبروں سے ہوتی ہے۔ اور اگر ممبر بھی
ذاتی امر میں کا شکار ہو جائیں تو پھر عوام ہا فرس ہو جاتا ہے کہ وہ انتخابت
میں تباہ کریں۔ اگر کسی جمہور کی تمام میں وزراء ہا منتہد نہ راہدہ کی ہوس اور

سپاسناموں کی فراہمی ہو۔ اگر حکام انصاف سچ رہے ہوں۔ پولیس غریبوں
کے کپڑے اتار رہی ہو۔ دارخانہ دار اور دکاندار چور بازار کی سے عوام
لہو پل رہے ہوں، علیات و منالجب صرف سٹارٹوں پر تقسیم ہوتے
ہوں پھر عوام گنک ہوں۔ یعنی پاسبان خفہ ہو، اور زربہ دار تو ایسی
قوم کی آزادی کا خدا حافظ۔

مکن ہے آپ یہ سوچ رہے ہوں کہ اقوام متحدہ سکچرٹری کی رٹ کی رٹ سے کتنی
کوئی قوم خواہ وہ کتنی ہی پست کمار و بدکردار کیوں نہ ہو درہدوں کی نہ دہیں
ہیں سکتی۔ شاید آپ کشمیر، حیدرآباد دکن اور جو ناگڈہ کی کہانی جوں پکے ہیں نہ بتا
آپ کو فلسطین میں سات لاکھ عہدوں کی تباہی یاد نہیں رہی۔ مکن ہے آپ ایسے ہا
مراش اور انڈونیشیا کے ڈرائے کو غیر حقیقی سمجھتے ہوں۔ لیکن کیا راستہ ہے۔ اس
خونی ڈرائے کے متعلق جو آج سے آٹھ سال پہلے آپ کی آنکھوں کے سامنے ہوا۔
اس خٹے میں جو آج مغربی پاکستان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ کسی وقت دہلی اور
ہندو آباد تھے۔ وہ کئی ہزار برس پہلے سے یہاں رہتے تھے وہ عیش و عشرت میں
کھانا پکھانے، دولت کے انباروں، نہروں، باغیچوں، کھیتوں، چیتوں، مندریوں اور
بازاروں کے مالک تھے، مناسب حکومت پر بھی کاغذ نہ تھے۔ شک و شبہ نہیں تھا
سکہ چلتا تھا۔ لیکن ان میں دو چار بڑی بڑی خرابیاں تھیں۔

اول : کہ زمانہ خدا تھا۔ اور وہ اس خدا تک پہنچنے کے لیے تمام
روحانی و اخلاقی اقدار کو ذبح کر دیتے تھے۔

دوم : وہ سود خور تھے۔ اور انہوں نے باقی تمام آبادی کو رعاشی سے مل

میں جکڑ رکھا تھا۔

سو : وہ متعصب و تنگ نظر تھے۔ ان معنوں میں کہ مسلمان کو کسی صورت
برداشت کرنے کے لیے تیار نہ کرتے۔ وہ یونیورسٹیوں میں مسلم طلبہ
کو، ٹول ٹوپس ہی نہ کرتے۔ اگر کرتے تو بدترین پوزیشن میں رکھتے
یہ حالات کئی سو برس تک جاری رہے۔ آخر جب یہ قوم کسی طرح نہ سنبھل سکی تو اس
نے ان جنات و جنات سے نکل کر باہر پھینک دیا اور آج بھی ان کی ایک
خاص تعداد وہی کی سڑکوں پر پڑیاں رکڑ رہی ہے۔

كَذٰلِكَ نَوْكَوْا مِنْ جَنّٰتٍ دُیُّوْنَ وَذُرُّوْا وَتَفٰہِرُ كَوْنِیْمٍ
وَنَمْنَمٍ عَلٰی نَوْنِبِہَا ذٰكِهٰی ۝

اور لوگ کتنی ہی جنتیں، چٹے، کھیتیاں، بلند منازل اور نعمتیں جن
سے وہ متمتع ہوا کرتے تھے، چھوڑ کر چلے گئے۔

آج ان کی بنائی ہوئی عمارتیں گر رہی ہیں۔ ان کی عبادت گاہیں ویران
میں اور ان کے کنوئیں اجاڑ ہیں۔

فَتَسَاوٰتْ مِنْ قَرْیَۃٍ اُھْلُہَا کَفَرُوْا فَھٰی خَدِیْمٌ قَبِیْ
خَادِیْدٍ عَلٰی سُرُوْشِبٍ وَبِئْرٍ مُّعٰظَلٰتٍ وَفَسٰہٍ مُّشِیْدٍ۔

الحجج

تہ بند و زر میں کچھ لوگ وسیع مشابہت کے دروازے پر بند سڑکیں تھیں، لیکن ان کی تعداد بہت
کم تھی۔ حدیث فقیرانہ کے حوالے پر یہ اندازہ ہو سکتا ہے۔

اہم کتنی ہی ایسی بدکار بستیوں کو تباہ کر چکے ہیں جن کی جہتیں آج
گہرے تھیں۔ ان کے گنواہیں برباد ہو چکے ہیں اور ان کے ٹھکانے منہ بولے

میں ہو کا عالم ہے)

انٹوں سے خوبصورت محل بنائے۔ لیکن ان میں نہ روکے۔ ان کے فکر و تدبیر
سے دنیا دہنی منہ بولے۔ یہیں جب مذہب کا وقت آنا پہنچا تو پھر

اٹلی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ روکے گا م کیا
دیکھو اس بیمار میں دل سے آخر کا م تمام کیا

اور آج ان کی منازل میں ہم آ رہے ہیں۔

وَمَكَرْنَاهُمْ فِي مَسْكِ بْنِ نَدِيْنٍ فَهَمَّوْا كُفْسَهُمْ وَنَبَّأُوهُ
كَهَيْفَ فَعَلُوْا بِحِمْرٍ وَفُتُوْهُنَّ لَكُمْ كَامُثْرًا وَقَدْ
مَكَّنُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ وَاِنْ مَدْرُوْهُ
لَسَتْ اُولٰٓئِكَ مِنْهُ مُجْبَلُوْنَ۔ (التجید)

اور ہم ان دھوکوں کے ٹھکانوں میں آباؤ بڑے ہو اپنے آپ پر غم
توڑ چکے تھے۔ تو ہانتے ہو کر ہم نے ان سے کیا سلوک کیا۔ ہم یہ
واقعات آج تمہیں بتا رہے ہیں۔ وہ لوگ ایسی گہر کی چاہیں
پہنچتے تھے کہ پہاڑ بھی اپنے مرکز سے ہل جاتے۔ لیکن خدا ان کی
چالوں کو جانتا ہے)

بندہ کی کتابیں اور اس کی چاہانہ کی ہر کتابیں نقشہ ہے اگر یہ تمام واقعات
جمعیت انوار کے ساتھ ہی ہر بڑے اور وہ جس سے مس نہ ہوئی۔ تو کل

اگر یہی حشر ہوا اور ہمیں اپنے کھر بار چھوڑ کر مکہ ن دوڑیں کی چٹانوں میں
 پناہ دین پڑے تو بیعت کو قطع کوئی اچھٹ نہیں ہوگی۔ ہم زندگی کی سبک
 دوڑوں سے نہیں ہٹ سکتے۔ بلکہ اس کے سوتے دل کی چٹانوں سے پھٹنا
 کرستے ہیں۔ کی ترس تباہی آسمان سے نہیں آتی۔ بلکہ اس عالمات ہم خود
 فراہم کرتے ہیں۔ چور درتی ہوں پر مددات ختم نہیں کرتی۔ بلکہ اپنے دشمن
 وہ خود ہوتے ہیں۔ حالت کا یہ مرنے کو نرا دینا اور منہدم کی مدد کرنا سب سے
 انتہا مجرمت ہے۔ اس کا یہ خدائی فرض ہے کہ وہ ہر سے کو نرا دت
 اور بیعت کی مدد کرتے۔

لَا تَنْفَعُكَ مِنْ تَرْكِ الْجَاهِلِ وَكَانَ حَقَّ سَبَبٍ
 فَضْلُ مَنْ مَنَعَهُ

اگر تم نے مجرم سے انکار کیا۔ اور اہل ایمان کی مدد کی۔ کہ یہ
 اُن کا حق تھا۔

دینا ہیں سزا کی ہزاروں صورتیں ہمارے سامنے ہیں۔ کوئی موذی مرض ہیں
 کریم رست کوئی سنگینہ انوس ہیں بکڑا ہوئے۔ کس کی اور دماغی ہے۔ کوئی
 اور ان سے محروم ہے۔ کس سے بدست پہچین لی گئی۔ کوئی بوش و خردست
 مرمور رہا گیا۔ کوئی باطل رہ گیا۔ حل ہزاروں ہیں سے جنس مرفوں کا
 نہ کہ حسب قرآن سے بھی کیا ہے شد

رَ تَرْكِ الْجَاهِلِ وَكَانَ حَقَّ سَبَبٍ فَضْلُ مَنْ مَنَعَهُ

اگر تم نے

بے شک

و جو لوگ ہمارے آیات کو (غفلت، جھٹلاتے ہیں اور انکڑتے ہیں)۔

آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔

کیسے؟ تفصیل اس آیت میں ملاحظہ فرمائیے:-

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ

يَوْمَ الْحَقِّ مَذْجًا أَسْفًى (خدا)

و جو لوگ میرے احکام کو بھول جائیں گے۔ ہم یہاں ان کی روزوں

تنگ کر دیں گے اور قیامت میں انہیں اندھ بن کر رکھ دیں گے۔

مزید تفصیل یہ ہے:-

وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَوْمًا كَانَتْ أَرْصَتُهُمْ مُتَمِثِلَةً قَبَائِلِهِمْ وَرَبُّ

رَحْمَةً مِنْ عِنْدِكَ يَنْفَخُ نَفْثَاتٍ بِأَنفِهِمْ سَمًّا كَرِهُوا سَمًّا

بِأَنفِهِمْ جَدْعًا وَنُفِثَتْ بِمَا كَانُوا يَسْتَعْجِلُونَ

(تفسیر)

اللہ نے انہیں ایک ایسی بستی کی بات بتاتا ہے۔ جو امن و سکون کی بات

میں زندگی بسر کرتے تھے اور اسے ہر حرف سے وسیع مزاحمت

پھر وہ ان نصیحت کی بات قدر کی کرتے تھے۔ چنانچہ ہم نے ان سے بدگلی

کی سزا بھڑک اور خوف کی صورت میں دی۔

یہاں خوف سے مراد کسی شیر یا بھیڑیے کا دور نہیں بلکہ وہ اضطراب ہے۔

راستی وہ دبانٹ اور چورک وال کو جہنم میں بدل دیتا ہے۔ ایک متاثرہ

سنا اس اضطراب کو جہنم کہتا ہے۔

اَمْ اَذَرَكَ الْغُلَامَ - نَذَرْتَهُ اَمْ قَدُلْتُ عَلَيْهِ

عَلَى الْاُفْسِدَةِ (ہمزہ)

ایک تم بابت ہو۔ کہ جہنم کیا ہے یہ اس بھڑکتی ہوئی آگ کا نام ہے۔

جو دلوں کو گھیر لیتی ہے)

یہ ہے ایک شخص نے حکومت کے خزانے سے فرغانہ سفر خرچ وصول کر لیا۔
 رقم بتیں کہیں کے قریب تھی، اپنے دو دوستوں اس فکر میں ٹھٹھا رہا کہ کہیں بات
 کسلی گئی تو کیا ہو گا۔ اس دوران میں اس کی نیند حرام ہو گئی اور بھوک جاتی
 رہی۔ آخر ایک روز کے بعد اس کا دل اس پر گر آگیا اور اس نے رقم لے لی۔
 دو روز کے بعد ہی نے شہادت کر دی اور حرام ہال نے جواب طلب کر لیا۔
 اس سلسلے میں اس کے دل و دماغ پر کیا بیٹی، اس نے کس قدر بھاگ دوڑ کی۔
 اور کتنے سو روپے خرچ کیے یہ ایک حویل کہانی ہے۔ میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ
 ہر شے وہاں دیانت لازم ہے چور بازو کی کرنے سے دکاندار پر حرج ہے۔
 شکر برست اور مورم کو بڑا چاٹے دوست ہے نہ دار کا دل خوف و اضطراب کا
 ایک ہنر بنا رہتا ہے۔ یہ لوگ چند سکوت کی خاطر اس حسین دنیا کو آہوں اور
 آنسوؤں کی وردی بنا جیتے ہیں۔ اور جو حشر ان کا آئے ہونا ہے وہ سب

پر عیاں ہے۔

اسے اندر و در اور ایک بات تو بتاؤ۔ امد کہنا ہے کہ میں ہر شے کو
 رزقی تسلیم کر دیتا ہوں۔ کیا تم کسی بیت حرام خورد کو جانتے ہو۔ جس کا رزقی
 درختیات کس وہ ہو۔ اور جس کے ساتھ ہاں حرام سے ونا کی ہو۔ ایک ڈاکو ایک

ہارون تجارت کو روٹ کر رکھوں گا مالک بن جاثم ہے۔ لیکن پھر بھی قیامت
 قیامت رہتا ہے، تب اللہ سے یہ وعدہ کر رکھتا ہے کہ وہ نبیوں کو رزق فراوان
 دے گا تو تم اس نکتہ کو آزمائے کیوں نہیں، اللہ کی ہر بات نہایت حکم و امتداد
 ہوتی ہے۔ امتحان کر کے دیکھو۔

فرعون کٹھ پڑا بادشاہ تھا۔ سارے منسروں کا واحد مالک اور بشارت دہندہ
 پر بادشاہت غیر سے تھا۔ لیکن جب اس کی سرکشی حدت پر پہنچی تو اس کی
 سریں اور حسدیاں اُسے نہ بچا سکیں اور وہ ایک ایک دھندہ قتل ہو گیا۔
 وَتَقْدُ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَنَحْنُ تَحْتِ سَامِرَاتٍ
 نَعْلَمُكُمْ يَذْكُرُونَ (سجۃ)

(ہم نے قوم فرعون کو قتل کی سزا دی اور ان کے ہیں کٹے)۔
 گزشتہ سال عمان کے ایک آدمی نے مجھے بتایا کہ عمان میں آٹھ سو برس
 میں پھیلنے والے وقت سبز رنگ مٹیوں کی ایک ٹلوان کہیں سے آ کر دینا ہے
 اور نوے فی صد پھیلنے والوں کو صاف کر دیتا ہے۔

کیبلر کی ایک علاقہ عجیب کہلاتا ہے۔ زقبہ سور میں مہاجر چھوڑتے ہیں
 چوڑا آبادی سوال کہ زمین نہایت زرخیز اور حد تک سبز رہی ہے۔ لوگ
 عام تاجر ہیں۔ قسبیں کہنے والے جو بوٹے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ آج سے
 سات آٹھ برس پہلے اپنی زمینوں میں بھریاں اور دیسی مٹا کر بوٹے لگتے۔ پھر یہاں
 امیریں ڈیڑھ گھنٹہ آگنی دہی جو کوئی نیک اور کیسٹل کرتے بناتی ہے۔ اس
 نے لوگوں کو ورہیلیاں مٹا کر کاشت کرنے کی ترغیب دی۔ یہ نسل اس قدر

مشتعل بخش تاب ہوئی کہ لوگ بہت آسودہ حال ہو گئے اور ساتھ ہی ان کی خواتین
 پر یہاں رہنمائی فرماتے تھے اور انہیں بڑھ کر کہیں نہ چنانچہ اس سال القحط میں وقت پر
 ایک عیش بھیجی۔ یہ بتایا کہ اس نے اس شخص کو جس نے اس کو بہت زیادہ کر دیا
 اور حسب کتاب میں ہے کہ اس نے اس کو بہت زیادہ کر دیا۔
 عنکبوت

ان کے بعد ان کے یہ کہہ رہے تھے کہ وہ ہم سے کہہ رہے ہیں کہ
 ان کا یہ خیال کس قدر لغو ہے

وہ کہہ رہے تھے کہ ان کے فرعون کو قحط و قحط شراستہ کی سزا دی رہی ہے۔
 فَمَنْ مِّنْهُمْ مُّجْرِمٌ يَّعَذَّبْهُ اللَّهُ وَهُوَ يَصُدُّهُ وَهُوَ يَصُدُّهُ
 رَبُّهُ فَتَعَذَّبُوهُ فِي حُكْمِهِ وَهُوَ يَصُدُّهُ

(اعراف)

ان کے بعد ان کے دل بڑھ رہے تھے اور انہیں بھیجی ان بات کی تمہیں
 پہنچ رہی ہے یہ اس نے کہ وہ لوگ جس سے کہیں اور بد گئی تھے
 ان کے درمیان سے ان کے قیام میں واقع ہوئے۔ اس کے پاس انہوں نے ان کے
 شراستہ ہیں۔ یہ وہی ہے کہ ان کے شراستہ اور محبت ان کے قحط ہیں۔ وہ
 ان کے بعد ان کے سوس اور پورے میں ہیں۔ وہ وہی کسی اور بات میں
 میں جس کی وہ وہی ہے کہ ان کے قحط میں ہے۔ ان کے قحط میں ہے
 ان کے قحط میں ہے۔ ان کے قحط میں ہے۔ ان کے قحط میں ہے۔
 ان کے قحط میں ہے۔ ان کے قحط میں ہے۔ ان کے قحط میں ہے۔

فطرتِ مائل بہ کرم ہے۔ اس کی سزائیں اور عقوبتیں محض قیامِ امن کے لیے ہوتی ہیں۔
 آخر وہ چور، بد معاش و فریبی کو آزاد کیسے چھوڑ دے۔ گناہگار انسان گناہ چھوڑ دے
 تو میرا یہ ایمان ہے کہ یہ دنیا جو آج آپوں اور گناہوں کا جہنم بنی ہوئی ہے۔
 کھلے کھلے بدستور چھینٹاٹوٹا ہوا بدل جائے۔ یہاں کوئی نیک نہ رہے نہ سب نیک نہ رہیں
 اور انسانی گھرانہ خدائی نعمتوں سے بہرہ نہ ہو جائے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا لِّتَعْمَدِ الْغُمَّةَ عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى
 يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

د بات یہ ہے کہ اللہ صرف اسی وقت کسی قوم سے اپنی نعمتیں ہٹاتا ہے

جب وہ قوم اللہ سے پھیر جائے،

گناہوں کی ایک اور سزا یہی ہے کہ وہ قوم اللہ سے پھیر جائے۔

فَلْيَسْزِئِمْ كُفْرًا سَتُغْلَبُوْنَ

(تم ان لوگوں سے کہہ دو کہ تم مغلوب ہو کر رہو گے)

بدکاروں کی تمام تمناؤں خاک میں مل جاتی ہیں۔

خَابَ كُلَّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ

(سرکش و مہم اند لوگ ناکام ہو جائیں گے)

اور یہ بھی ممکن ہے کہ خدا انھیں جمع و جمع سے محروم کر دے اور ان کے درمیان

بہیمان مہم اند لوگوں کے پاس پکیزہ و تشویر کا وہاں گزرتا ہے۔

فَاِذَا يَنْتَهٰى زُلْفٰى سَمِعَكُمْ وَاَلَمْتَ اَنْتُمْ وَخَلَفَ سٰى

فَلْيُذَكِّرْكُمْ وَلِيُذَكِّرْكُمْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

نہایت ناگوار تھا یہی فیصلہ فرما دیا

نہایت

ایک مرتبہ میں سوچا کہ اگر خدا تعالیٰ میں وہ سے محروم کر دے اور تمام
دوسرے پر تمام کر دے تو کوئی ایسی طاقت ہے جو انہیں یہ نہیں دے سکتی
مگر اسے وہ نہیں دے سکتی کہ ان کے چہرے میں جان کر رہے۔
ان کے چہرے میں نہیں جانتے

وہ ان کے چہرے پر نہایت خوبصورت اور خوبصورت ہے۔ کہ یہ بڑے متاثر جاتے
تو ان کی زندگی کا یہی ہے کہ وہ ان کی جان بچا دے۔ یہ ہے
یہ دوست نے ان کی سب سے زیادہ ایک بڑے آدمی کے
سے ان کی کوشش کے لیے ان کی کوشش کے لیے کہا کہ میں دوست
تجربہ کیا ہے کہ وہ ان کے دوست کے لیے کہا کہ وہ ان کے لیے
میں ایک سکول میں ان کی کوشش کے لیے کہا کہ وہ ان کے لیے
تجربہ میں سے یہ ہے کہ وہ ان کی کوشش کے لیے کہا کہ وہ ان کے لیے
بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے
نہایت بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے
سوال پڑھنا ہے۔

یہ کہ انہیں میں سے ایک پر متاثر کر دیا جائے۔ تو تو ان کی انہیں
کے لیے کوئی سہارا ہے کہ ان کے لیے

میں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں انہیں

وقت میرے دل پر مہر لگ گئی تھی اور میں تشفی بخش جواب دیتے تھے تو سر
 رہا تھا۔ ہر انسان کی زندگی میں، ایسے لمحات آتے ہیں کہ ایک غلط فیصلہ
 منزلیں حیات کو سینکڑوں فرسنگ دور پھینک دیتا ہے اور ایسے لمحات بھی
 کہ ایک صحیح اقدام آٹھ ماہ و مشتر کی ٹاپم حناں بنا دیتا ہے۔ یہ فیصلے دل میں
 جنم لیتے ہیں۔ اگر دل کی فضاؤں میں خدا آباد ہو تو دل، ہر فیصلہ باطل سے محفوظ
 رہتا ہے۔ زندگی سارا پادشہ کی ہے کہ خدا فی ہو گا۔ اور اگر وہاں شیطان
 رہتا ہو، تو پھر یہ فیصلے کی امید ہی نہ رکھیے۔ اس سے کہ

رَأَى الشَّيْطَانُ بِلَا تُشْكُ لَكَ سَدُّ مُبِينٍ

(شیطان انسان کا کُند دشمن ہے)

اگر عین حکیمیت میں جو بڑے بڑے بعد کھڑم کی امید بھی نہ رکھیے۔ تو بہت آہ
 برکز نہ مانگیے۔ اور نہ کرنے کے بعد کسی بہتر کی کو اتنی رُس صورت میں نہ کہیں
 کہ یہی کا انجام ہے۔ جو کسی دھن مل نہیں سکتا۔

تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَسَتَجِدُنِي مَعَ الْكَافِرِينَ وَهُوَ تَعَالَى

(مشواری)

انہی مومن کو دیکھو گے کہ وہ اپنے اعمال کے وبال سے ڈر رہے ہیں

(انہیں کہہ دو، کہ یہ وبال مل نہیں سکتا)

اگر یہ درست ہے کہ بدکار کی سے رزق تک پہنچتا ہے تو

سوال

پھر کیا وجہ ہے کہ بعض بڑے بڑے راشی اور حرام خور افراد

دشمن دولت ہیں کیلئے رہتے ہیں اور ان کے پاس جہاں بھی انہیں جوتیہ دیا

جس طرح نیک کے ہاتھ میں تھوڑی رحمت ہے اور ظالم

جواب

کے ہاتھ میں عنت۔ اسی طرح بڑے کے پاس دولت

رحمت ہے۔ ورنیک کے پاس لغت۔ ہو سکتا ہے کہ ایک بڑے آدمی کے

پاس دولت وراثت آئی ہو یا اس نے کسی بڑے ٹیک میں شہیدار کے ساتھ

مل کر ہاتھ دیکھتے ہوئے اس نے سرکاری خزانہ لوٹ لیا ہو یا کسی موٹی

اس کی کو سبب متحمل ہوئے ہیں پھینکا کر تجوڑیاں بھر لی ہوں۔ صورت کوئی ہو۔

یہ یہ فکر تھیں کہ اس میں حرام کے نتائج نہایت منک ہو گئے۔ یہ

لوٹ غویا غشی و شراب خوشی میں پڑ کر رحمت کا جنازہ نکال دیتے ہیں۔ دل کمزور

بکرنہ ہار دے کر دلوں میں ریت، جنس بیماریاں، فتنہ خون، ذیابیطس اور شہ لپٹ

کرن کن نصیبتوں میں پھنس جاتے ہیں۔ ان کی دولت کا چشمہ تین دھاروں میں

بٹ جاتا ہے۔ ایک دھارا غوائف خناسے کی طرف بہہ نکلتا ہے۔ دوسرا

شراب خناسے کی طرف اور تیسرا خناسے کی طرف۔ دل تمام نیکیوں کا

سر جھنڈا ہے۔ ان کا سینہ دل سے خالی ہوتا ہے۔ یہ لوگ نہایت پست افراد

سے بہ خوفناک قدم اٹھاتے ہیں اور اس لیے عموماً مقدمہ بازی میں آجئے

رہتے ہیں۔ انھیں اپنی ان تمام رکعت کے سبب چند غنڈے بھی رکھتے ہوتے ہیں۔

جن کی ہر جائز و ناجائز خواہش کے ساتھ انھیں گھبراہٹ پڑتا ہے۔ عوام میں

ناکونی حرام نہیں ہوتا اور ان کا خاتمہ عموماً عبرتناک ہوتا ہے۔

نراواری دولت کا ایک اور پہلو مجرم افکار ہے۔ میرے ایک دوست

تقسیم ہند کے بعد ہجرت پاکستان آ گئے۔ یہاں انھیں ایک غار نما رہائش

ہو گیا اور لاکھوں میں کھینے لگے۔ ایک دن طقات ہوئی۔ تو کتے کی نصیبت
 میں پھنس گیا ہوں۔ کجا وہ زمانہ کہ صرف ایک پاؤ آٹے کی فکر تھی۔ رہا
 یہ کہ دو سو ٹارکن ماٹن کے قبضے سے، شکاریوں اور قبیلوں سے اس پر مزید یہ کہ
 آج گودام میں آگ لگ گئی۔ خرواچی کیش سمیت ہوگ گیا۔ انجن کا پستھن ٹوٹ
 گیا۔ فیل کا ریکر نارمل ہو گیا۔ مال کا بھاؤ بکیر مگر گیا۔ مدنی سے زیادہ اندھیک
 ہو گیا۔ موٹر کھڑی جا پڑی۔ فزس اسپیکٹر کے نیور ہلے ہوئے ہیں اور
 سیانی کا ہیڈ کمرک دو ہزار روپیہ مانگتا ہے۔ کیا تباہی بابر عذاب ہیں

بہ کیا جیتے ہیں جہنم میں ہو کر اس

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے

ہم تو اس جیتے کے یا تنہوں میں

بار یا ایسا بھی ہوا ہے کہ ماہر زادہ صاحب پر جوانی کا بھوت سوار ہو گیا
 اور وہ تعلیم کو چھوڑ کر حسن آباد کی طرف نکل گئے۔ شرب بھی پینے لگے۔ اور
 جوا بھی کھینے لگے۔ واسدین کے افواہات جیتے ہیں۔ اور ان کے بڑے صاحب اور
 سہارا وہ لکھ سمجھتے۔ درخت کرتے ہیں، لیکن بدخود دار ہندوستان
 ہمارے ہی نہیں جیتے۔ ان کے بڑے بڑے گھرانے دوہن جاتے ہیں۔ انہیں
 میں جوتے ہیں۔ اور کبھی جیلخانے میں۔ انسانی کھیتے کہ کیا اس طرح کی درد
 یادداشت کس طرح بھی وہ بہتر سترت و رشتہ بن سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہی
 دولت اور یہی اور ایک عذاب ہے اور بہت بڑا عذاب۔

سرگندہ مہ کی دولت و نعمت تھی۔ اس سے شکرناک بن گئے۔ وہ کی حکومت

در اکتساب جواری کیے۔ بچاؤں اور قیدیوں کے لیے پناہ گاہیں تعمیر کیں اور خود
ایک عمارت میں شہرینہ زندگی بسر کی۔ لیکن ایک بد حال کی درست کبھی رہتے نہیں
ہیں سکتے۔ وہ دنیا شہاں میں پڑ کر خود تباہ ہوتے۔ وہ سیکڑوں حباب و افکار ب
ظاہر اظہار کرتے۔ وہ باتوں میں ظاہر نہ دار کی طرح سبکدوش پتوں میں
آہستہ جاتا ہے اور یہاں ڈنڈوش میں پتہ کردار و دھات کی تربیت سے نکلے ہو جاتا
ہے۔ اگر سنان صرف خورد و نوش کو بٹھائے مل بناے تو وہ دیویوں مہمن بن کر رہ
جاتا ہے۔ وہاں کو سورت سے مستراطہ و فرعون بن سکتا ہے اور دل کو آباد کرکے
نویں و پانچویں کی بنڈیاں پاتا ہے۔ کتنا احمق اور اندھا ہے وہ انسان جو
درمیانہ بینہ پر قائم ہو جائے اور اس کی زمینوں، رہائشوں اور
بنڈیوں سے بیکر ہو جائے۔

لَا تُخَيِّبْكَ مَا أَتَمُّوْا كَوَلَدُهُمْ ثُمَّ يَرْجِعُوْنَ
بِهِمْ بَسْمًا بَدًّا لِّىْ حَيَاتِيْ اَسَدًا نَّبْ وَ سَرَحًا لِّىْ سَسْبُوْ
لَهُمْ فَاَنْزِلُوْا۔

انتہی ان سے مل رہا ہے یہ نہ نہیں جوتی یا سب، عمارت اراد
یہ ہے کہ اس دنیا میں مل رہا ہے کوئی ان کے سبب ایک مستنیر مذاہب
مذاہب۔ وروں کی کافرانہ زندگی کے سائنس میں جہان سے شہسب ہو جاتا
ہے ایک روز کا بچ کے سناٹے میں مساکہ و دردا

دور اور آخر اٹھیں یہ بحث چل رہی ہے۔ میرے مذاہب یہ تھا کہ یہ ہیں انی ہو

یہ مذاہب اس پر ایک پرانیہ بھی لے سے ورا تہ تہل کر ایسے۔

اول : نبی و ولی مومنان ہوں سے بہتر ہوتے ہیں۔ یہی پھر ہمیں صاحب

ہا شہر بستے ہیں۔ کوئی قتل ہو تا ہے کوئی بیل میں کھینک دیا

جانتا ہے۔ ورنہ کو حلیب پر لڑکا دیا جاتا ہے۔

دوم : آمدنے صاحب کو اپنی فواست میں قرار دیا ہے۔ لہذا وہ

بستنی امتحان اس تعداد و وقت دیا پختہ کیے ہو تا ہے۔

نہ کر سزا دینے کے لیے۔ اگر کوئی شخص یہ رہو چاہے یہ شخص

تو سمجھ لیجئے کہ اس کا امتحان سے رہا ہے۔

جزو اول

پہلے ستر عجیب عجیب رنگ بدلتی ہے۔ کبھی چھل کود اور

جواب

تھنوں کے لباس میں تباہ و کھالی ہے۔ کبھی آسٹروں

روپ و تار جیتی ہے۔ فرض کیجئے کہ ایک بچہ ازواج میں ہر س کے بعد

ماں سے ملتا ہے۔ ماں کے دل میں مستی کا ایک ٹوٹا، کھڑکڑاٹوٹوں کی

شکل اختیار کرے گا۔ ہم جنس اوقات کوئی کائنات رہے ہوتے ہیں۔ کوئی

ایسا شعر آجاتا ہے کہ دل جنم میں شکت ہے اور آنکھوں سے آسٹروں کی بڑی

برستے لگتی ہے۔ جنس نوکوں کو کمر نور کی۔ کہ خوب بی۔ جسمانی شکت درمیان ہے۔

ہیں گے میں منہ نہ ملتی ہے۔ یہ ناک کا فلسفہ پیغمبر شراط و چارہ روز کے ہاں

نکڑے کے تار۔ ہر کی کے بالوں کے لباس پہنیں۔ اور ایک ٹوٹے ہوئے زب شکت

میں رہتا ہے۔ یہی حال ہے منور جسم اور آپ کے دل پر کرامات ہاں۔

ایک نور و دم کی زوہت کے ہاں کے سامنے تھے۔ یہی بہت کچھ اور

ہیں وہ لذت ہے کہ یہ طویل راہ ہوتے اور چھوٹے گٹ جاتی ہے۔ ذرا کے
 نشتر میں خوش ضرورت۔ لیکن نشتر و صنعت کی راہوں کے ساتھ اس خوشی کی
 حقیقت کی یاد دہانی ہے۔ لذت کی لذت ہے۔ لیکن ذرا ہی ہم
 اندازہ کی ہے۔ کہ ایک طرف وطن کے لکھوں افراد دشمن کی تلوار سے بھی جاتے
 ہیں۔ اور دوسری طرف شہیدانِ شہر و مشہور و مشاہیر ہیں جہاں جہاں ہے۔
 ایک طرف جنت اپنی لکھوں رعنائیوں کے ساتھ و عذت کی لذت ہے۔
 دوسری طرف دنیا میں نڈس سے تمام ایزد کی کی شہا ہیں جہاں کوشش رہتی ہے۔
 جہاں منزل اتنی جہل و بلبلی ہو تو راہ کی تمام دشواریاں ہیں۔ جہاں راحت ہوتی ہے۔
 اگر تمام دشواریوں کو ڈھکے چھپاتے ہو۔ اگر تمام دشواریوں کو ڈھکے چھپاتے ہو۔
 اگر تمام دشواریوں کو ڈھکے چھپاتے ہو۔ اگر تمام دشواریوں کو ڈھکے چھپاتے ہو۔
 ہیں کہ یہ وہ جہاں کرتے ہو تو وقت کی اس قدر فی و کھلا رہتی ہے کہ وہ
 نہیں۔ تمہارے مشیہ شہر سے خونِ حسین کے پھٹے ہوئے تھکے ہوئے کپڑے ہیں
 وہاں جہاں کے یہ وہاں ہے اور وہاں ہے اور وہاں ہے اور وہاں ہے اور وہاں ہے
 میں یہ جہاں ہے۔ کہ یہاں ہے اور یہاں ہے اور یہاں ہے اور یہاں ہے اور یہاں ہے
 لذت بیکراں غاندازہ نہ کہ اس کے رہتے یہ مددگار سر دے کر خیر رہا تھا۔
 مختار معیار۔ لذت و امداد سخت ہائیں و کٹاں ہے اور اس میں نہ کیا اور وہاں کل
 راہوں کو مناسب جتنے ہو کر کس اور وہاں ہیں۔ یہ تمہارے کس کس و کس کس
 کہ کیا جانو۔ غ

یہاں ہے اور یہاں ہے اور یہاں ہے اور یہاں ہے اور یہاں ہے

جز و دو و دو

ہر جہاں بھی عرض کر چکے ہیں کہ بلند منازل کی راہیں بڑی کٹھن ہوتی ہیں۔
 شہ دست کے یہ سر دینا پڑتا ہے۔ وطن کو آزاد کرانے کے لیے قید و بند کی
 سختیاں پہننا پڑتی ہیں۔ موم کو جہانے کے لیے جہان بھر کی خاک چھاننا
 پڑتی ہے۔ خدمت انسان ہی وہ بلند مقام ہے جس کے لیے انبیاء و اولیائے
 سب کچھ قربان ہوتا ہے۔ سب غریب بڑے بڑے مرثیے آتے ہیں۔ کبھی قید و بند۔
 کبھی بے روزگاری۔ کبھی بیمار اور کبھی کساد حیات ختم و خدمت انسان کی
 مدد کی انہیں ہے کہ ان مراعات سے ہر دنا پورا کرنا پڑتا ہے۔ آئندہ لوگوں میں نئی
 مرحمت و فرست ہے۔

وَسَيُجَنَّبُكَ الْأَسْخَفُ وَالْأَغْصَانُ الْهَامُ
 وَالْأَسْفَلُ وَالْأَسْفَلُ وَالْأَسْفَلُ وَالْأَسْفَلُ
 وَالْأَسْفَلُ وَالْأَسْفَلُ وَالْأَسْفَلُ وَالْأَسْفَلُ
 ہر شخص کی خدمت میں ڈالیں گے۔ کہیں غلوں میں لگے ہوئے
 کہیں ہاتھ پرٹائے آئیں گے۔ کہیں ہاتھ پرٹائے آئیں گے۔
 کہیں ہاتھ پرٹائے آئیں گے۔ کہیں ہاتھ پرٹائے آئیں گے۔
 جو مسرہ مند بہ دروں کو دیباہی کی بشارت دست و درجہ پر صاحب کے
 پہنچا کر دیں۔ اور وہ یہ ہیں کہ جو بھڑکے رہے ہیں اور زندگی کی تھمنا ہے
 منزل یعنی اس کے حرف جاریست ہیں۔

پھر یہ ہے کہ جو بھڑکے رہے ہیں اور زندگی کی تھمنا ہے

چارے ہیں یہ آیت آج مکتوم ترین آیت بن چکی ہے۔ اس کا مفہوم یہ تھا۔
 کہ اللہ کے راہی چھوٹے بڑے مصائب کو خاطر میں نہیں لاتے۔ اس سے کہ ان
 کی منزل بہت دُور ہے اور وہ اس منزل کو سر کرنے کے لیے سرتنگ کی
 پرہیز نہیں کرتے۔ لیکن آج یہ آیت صرف گورستانوں اور ماتمناؤں کے لیے
 مخصوص ہو چکی ہے۔ چھت گرسے تو انا اللہ۔ آگے تو انا اللہ۔ پورے تو انا اللہ۔
 سر پہ ڈھک پڑے تو انا اللہ، شام کے تو انا اللہ۔ پورے تو انا اللہ۔ اس
 اس آیت کی طرح ہمارا دستور ابتدا و منہاں بھی مسخ ہو چکا ہے۔ اب وہ دشواریاں
 جن سے مہمان النہایت کو بھر رنگ گزرنا پڑتا ہے۔ اور کجا وہ مشہور ہو
 ہم اپنی نادانی، کم کوشی، باہداری سے شریہ لیتے ہیں۔ مثالاً پورے کی وجہ سے
 کسی استغنیٰ میں قیل پوچھا۔ طوائف خانے سے کوئی سودی مرض شریہ نہ
 اپنے ہاتھوں اپنی شخصیت، جوانی اور مصحف کا سنبھالنا، کرین۔ یا قلعہ تانی
 کی وجہ سے جیل میں پٹے ہانا۔ اب اگر کوئی مسخر یہ کہے کہ میری پر بیماری ہو
 طوائف خانے سے۔ یا ہوں یا میری یہ حیات زندہ مصائب نہانی سے
 ایک خدائی امتحان ہے۔ تو اس کی سوزوں جگہ پائل خانہ ہے۔

تفصیل یا کا مکتول یہ کہ، مہمند عدل پر مشکان ہے۔ مہر سے مہر کی
 کی بارگاہ میں مسلسل پیش ہو رہے ہیں۔ ورنہ جزا و سزا کے پختہ مہر صادر
 کر رہا ہے، ایک منصف، ورنہ تفسیر کا کرے پر کرنا کرنا کرنا کرنا کرنا کرنا
 دے۔ اسے ظلم و سبب شرفی کی دعوت دینا ہے۔ اس کی طرف سے یہ امید
 رہنا کہ وہ قریب ہر پرہیزگار کی مدد کرے، ورنہ تو وہ شریہ کی پرہیزگار ہے۔

اُس کی ذلت اقدس کو انعام بدین انعام و سب الشرف قرار دینا ہے ۔ لہ
 نے آج تک بد کن کو معاف نہیں کیا ۔ اور نہ وہ آئندہ اپنی اس عداوت کو
 بدلتے کے لیے تیار ہے ۔

سَمِيعِيْبُ الَّذِيْنَ جَزَمُوْا اِسْعٰذَ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّكَ شَرِيْظٌ
 سَدَّ اَنْوَ يَمْسُوْنَ ۝

۱۔ انعام

درجہ جہانمہ روں کو بہت جلد ذلیل کر دیں گے اور انہیں عذاب اہم
 میں مبتلا کر دیں گے ۔ یہ اس سبب کہ یہ لوگ خدا کی سیدھی راہ کو چھوڑ
 کر بہاری تہا رہتے ہیں ۱

۱۔ اِنْجَلْ مَلِكُ شَتَّى لَا بِأَصِيْدٍ فَمَلْ بُشُوْرٍ لَا تُسَدِّ
 ۱۔ اِنْجَلْ مَلِكُ شَتَّى لَا بِأَصِيْدٍ فَمَلْ بُشُوْرٍ لَا تُسَدِّ
 ۱۔ اِنْجَلْ مَلِكُ شَتَّى لَا بِأَصِيْدٍ فَمَلْ بُشُوْرٍ لَا تُسَدِّ

۱۔ انعام

۱۔ انعام

بہاری چاہیں چاہیں ہمارے کیا کرتے ہیں ، کیا یہ لوگ اقوام
 سب کے اعمال کو اپنی ہر در سے گھیر لیں ؟ نہ ہاں ، انہیں
 معذور ہونا چاہیے کہ اس کی عداوت تو انہیں بدلتی اور نہ یہ
 اپنی راہ سے تڑپ بھر سکتی ہے ۱

مذمت پر ہمارے کی قسمت میں شکست نہ ہاں ، بے ہوش اور بے کس کہ
 دن سب کو ذلت جو اتنے کے میں نہیں کہ بدلتے کی قسمت میں ہو ؛

کَلَّا نَسْتَحْمُ سَرِيْنَ كَفَرُوْا كَرَّتْ ذُرِّيَّتُهُمْ
 بِمُؤْمِنٍ قَاتِلٍ ذُنُوْبُهُ سَتَدْرِ اَنْتَ اَنْتَ اَنْتَ اَنْتَ

قَبْلُ وَكَانَ يُحَدِّثُ سُنَّةَ اللَّهِ تَبْدِيلًا

(الفتح)

اگر بدکار ہوگ کبھی تمہارے مقابل آئے۔ تو رُم دبا کر جنگ
نکلیں گے اور پھر ان کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ مددگار۔ یہ اللہ
کی وہ عادت ہے جو ابتداء سے کائنات میں سرگرم تھیں۔
اس میں کبھی تبدیلی نہیں ہوگی۔

ایک جہت سے اعتقاد کھو بیٹھتا ہے، فریب کار و پانپاز کو
نیکی کا صلہ بر آدمی ذلیل بگستاخ ہے۔ راشی و نادم پر دیا لعنت
بھیجتی ہے اور زانی و قمار باز کو مدثرہ کی لعنت سمجھا جاتا ہے۔ دوسری
طرف ایک رہنما انسان دید و دل میں قائم رہتا ہے۔ اس کی بھی ہمدردی
کا ہر جہہ چرچا ہوتا ہے۔ یہ تو اس کی فیاضیوں کے کنکاش ہیں۔ ہر منہ
پر وہ صدر محض بنتا ہے۔ تو ملی مہمانت اس کی قیادت میں سر ہوتی ہیں۔
وہ ہر قسم کی استغاثہ کے خلاف لڑتا ہے۔ وہ دُست ہوؤں کے دشمن ہے۔
گمراہوں کو سہارا دینا اور اندھوں کو راہ پر ڈالنا ہے۔ اس کی زندگی خدمت
انسان کے لیے وقف ہوتی ہے۔ وہ دوسروں کے سکھتے خوش اور دُکھ
سے ملواں ہوتا ہے۔ یہ انسان کا محسن ہوتا ہے۔ اور اللہ کا دوست۔ اللہ
اسے مصائب سے بچتا رہے ہر قسم میں دمران ہوتا ہے۔ اس کی دعاؤں کو سنتا ہے اس
کی خواہشوں کو پورا کرتا ہے اور مقامات بلند پر فائز فرماتا ہے۔ ایک منظم
مہتمم مومنون کے مصائب بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں :-

وَسَيَكْفُرُ عَنْهُمْ مَغْفِرَةً أَرْضُكَ حَكِيمٌ
رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةً أَرْضُكَ حَكِيمٌ

ایہ لوگ صحیح معنوں میں ایسا نڈار ہیں۔ ہم انہیں بند درجات عنایت
اور ہدایت روز کی عطا کریں گے۔

تیسری مثال بشر کی کیا ب نعمت ہے اور بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے
بے غیر مسدوس کو تھپوٹ سی اور مسدوس کے حال و مقام پر زیادہ ڈیٹ کتنے
نوبت ہیں۔ جن کے حق میں باطل کی آمیزش موجود نہیں۔ انہوں نے پرستی میں
مبتلا ہیں۔ کروڑوں بیروں کے دم فریب میں گرفتار ہیں۔ کچھ آئمہ کو خدائی
نعمت حاصل سمجھتے ہیں۔ جنہوں نے صرف مفاد کو وجہ نجات قرار دیتے ہیں۔
وہ کچھ ایسے بھی ہیں جو جنگ نوشی کو کار خیر تصور کرتے ہیں۔ ہر سب کچھ
کی سب ہو رہا ہے کہ لوگ فرقان یعنی تمیز حق و باطل سے محروم ہیں یہ دھن
کر مناسب تو نہ ہو گا۔ اگر یہ دھن ان میں نہ ہوتا تو وہ
خیر کو شر سے کیسے جدا کرتے اور نیک اعمال کیسے بنتے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن نَسْنُوْا عَنْكُمْ
فَرِيقًا وَنَعْفِ عَنْكُمْ سَيَعْفِ عَنْكُمْ وَكَانَ

بِغَفَارٍ

اے ایمان والو! اگر ہم تم سے فریق کر دیں تو تم سے عفو ہو جائے گا
اور اگر ہم تم سے عفو کریں گے تو ہم تم سے عفو کریں گے اور اگر ہم تم سے عفو کریں گے
تو ہم تم سے عفو کریں گے اور اگر ہم تم سے عفو کریں گے تو ہم تم سے عفو کریں گے

دوست اس انسان کو کہتے ہیں جو بیمار سے دُکھ درد میں برابر شریک ہو
جو بیمار کی تنہائی سے تنہا چھین ہو جاسٹ۔ جس کی دماغیں، نیک آرزوئیں،
عملی امداد اور مفید مشورے ہر منزل پر شامل ہوں۔ جو کہتے ہیں کہ سبب
سمجھے جاتے ہیں۔ اگر کوئی با اختیار، حاکم یا کوئی مہتمم فرد ہمیں اپنی دوستی
میں قبول کرے یہ لوگ کسی غریب کو کہیں دوست نہیں بناتے۔ کہیں دوستی
میں انہیں ہمیشہ کچھ دینا ہی پڑتا ہے۔ انسانی دنیا میں دوستی تو مڑی و بڑی ہوتی
ہے۔ جہاں با تو لیں دین کے پڑے برابر ہوں اور یاد دہانی ہر زمانہ میں
زبانی جمع و خرچ تاک ممد و دہو۔ انسان کی طویل تاریخ میں ایسی ساری تقریبات
موجود ہی نہیں جہاں ایک دوست کا کام صرف دینا ہو۔ کرانا فنا
کہیں ایسی دوستی ہو بھی جاسے تو وہ محض چند روز ہوئی ہے۔ یہ دنیا زنجیر
الہ کو حاصل ہے۔ کہ وہ محض غریب انسانوں سے دوستی کا نفع دینا ہے۔ نہ
پر رحمتیں برساتا ہے۔ انہیں جہاں بھر کی نعمتیں دینا ہے۔ ہر مشکل میں نہ
کی مدد کرتا ہے۔ نہ کے نقصان کی تلافی کرتا ہے۔ اور انہیں ہمارے
کی راہیں بتاتا ہے۔

فَظَلَمُوا أَنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ نَفْعُ الْمَوْتِ وَ نَفْعُ الْحَيَاةِ

(الغالب)

اے ایمان و مومنین! تم کو کہہ دو کہ موت سے بہتر اور اچھا

دوست اور اعلیٰ مددگار ہے)

اِنَّ كَذٰلِكَ يَجْزٰى الْمُؤْمِنِيْنَ يَتَّبِعُهُ مُّجِيْبٌ

(جو لوگ جہاد سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ ہم انہیں کھمراہی کی راہوں

پر ڈال دیتے ہیں)

لَا تَأْتِ الْوَيْلَ مِنَ اللَّهِ لَخَوْفُ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ
الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ
الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ
هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

(یونس)

ایہ ذکر رکھو کہ اللہ کے دوست خوف و غم سے ہمیشہ محفوظ رہیں گے۔
وہی دوست جنہیں نعمتِ جہاد و سزا پر ایمان حاصل ہے اور جو اللہ کی
گرفت سے ڈرتے ہیں، انہیں بشارت دے دو کہ ہم ان کی دنیا و
آخرت پر دو کو امن و سرور سے بھر دیں گے۔ یہ اللہ کے وعدے ہیں
جو کبھی بدل نہیں سکتے اور مستحکم ہیں کہ نیکی بہت بڑی کا میابی ہے (۔
مرزا صاحب کا خیال یہ تھا کہ خدا دل میں رہتا ہے۔ اس لیے اگر خدا مہربان
ہو جائے تو انسانی دلوں کو مہربان ہو جانا یقینی ہے۔

سب کے دل میں ہے ہلکے تیر کی جو نورانی ہوا

موجود ہے گویا اک زمانہ مہربان ہو جائے گا (سب)

اس کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ لکھا ہے کہ ایک دن مسجد نبوی

کے پاس سے ایک جنازہ گزر رہا تھا۔ میں نے ایک نئے پوتیا۔ کس کا جنازہ ہے

جو سب بزرگواروں کا سب نے ہاتھ ملایا تھا۔ کہ یہ فتنہ ختم ہوا

حضرت علیہ السلام بھی وہیں تشریف فرما تھے سن کر گئے۔

تو داخل ہوا۔

(یہ آدمی جہنم میں جا پہنچا)

انشائی چند مدت کے بعد ایک اور جنازہ آگیا۔ جب معلوم ہوا کہ اس آدمی مر گیا ہے تو سب گئے۔ بڑا اچھا آدمی تھا۔ قبرستان میں دفن ہوا۔
صادق الثور اور خادم تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

تو داخل جہنم

یہ آدمی جنت میں پہنچ گیا ہے۔

اور ساتھ ہی ارشاد ہوا۔

اَنْتُمْ تَشْهَدُ اَنَا لَكُمْ عَلَى الْاَرْضِ

تم لوگ اس زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔ یعنی اس کی گواہی ہو۔

اور تمہاری رائے اللہ کی رائے ہے۔ حضور علیہ السلام کی محبوب ترین وصیہ تھی۔

اَنْتُمْ حَبِيبَتُنَّ اِنْ وَحَقَّتْ بَيْنَهُمْ اَحَدٌ

اسے اللہ دلوں کو میرا محبوب بنا اور مجھے ان کا

اور یہ منزلت حاصل کرنا آسان نہیں۔ اس کے سبب بڑے زکمر انسان پڑتے ہیں۔

سب کچھ چھوڑنا پڑتا ہے۔ اور سب کچھ دینا پڑتا ہے۔ لوگوں کو محبوب بننا

زندگی کی سب سے بڑی بندگی ہے۔ جو کچھ نکلنے والا ہے وہی ہے۔ کبھی تلواری کی دھماکہ

نہیں پڑتی ہے۔ اس کے لیے زہر کا پیو۔ پینا پڑتا ہے۔ اور کبھی آگ میں کودنا پڑتا ہے۔

اور مدت نہ تھوڑی ہے۔ یہ سب کچھ اپنی پیاری دنیا کی خاطر کیا جاتا ہے۔ اور یہ سب کچھ

اَبْنَا رَقِيٍّ اُتْمَعْنُتْ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زُرْعٍ عِنْدَ
بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۝ رَبَّنَا لِيُفِيْهِمُ الصَّلٰوةَ فَاَجْعَلْ لَّنَا اٰيَةً
مِّنَ النَّاسِ نَهْدِيْهُمْ -

(ابراہیم)

(اے رب میں نے اپنے جنس بچوں کو تیرے مقدس گھر کے پاس
ایک غیر مزرعہ وادے میں ٹھہرا دیا ہے۔ اے رب تو انھیں عبارت گزار
بنا اور لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر۔)

یہ عقیدہ ہمارے دنیاؤں کے حلقوں میں آج تک باقی ہے کہ یہ دنیا
کُتّہ و فبّہ کے سب سے اور مومن کے لیے صرف جنت ہے۔ اس دنیا کی
مذاہد و نعمت اس کا کوئی واسطہ نہیں۔ یہ عقیدہ غفلت و نقل بردار کے
خود سے ہے۔ کیا ایک نیک آدمی کو بھل سمجھنا ممنوع ہے کیا دنیا بھر کی عورتیں
اس پر حرام ہیں کیا وہ بھار کی رنگینیوں سے لطف اندوز نہیں ہو سکتی۔ کیا
وہ مردوں کے گیت نہیں سن سکتی۔ کیا وہ آبشاروں کا رقص نہیں دیکھ سکتی
کیا یہ بچن یہ بچھڑن، یہ سبز و یہ گھٹا نہیں، یہ سوائیں، یہ فتنیں صرف دُشمن کے
سب سے ہیں؟ کیا وہ فراموش کو اتنا پسند ہے کہ اس کا دل بھرنے کو مردانہ کی
مٹل سبائی، فتنوں میں مست گشتا میں تھیرکیں اور زین کا دامن گم ہونے
پھڑپھڑ سے بھرویا؟ کیا مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ پیٹ بھرے
کے سیدہ در در کی بھیک مانگے؟ اس کے دل پر صرف چھوڑے ہوئے بارے
دکھناؤں کے نظروں پر رات کاٹے؟ یہ درست ہے کہ دنیا کی لذتوں میں

اُچھد کر حیوان بن جانا، مال و دولت کو سہل چیات سمجھنا اور اخلاقی و
روحانی صداقتوں کو نظر انداز کر دینا حقیقت ہے لیکن اس سے بڑی حیرت
یہ ہے کہ طیباتِ ارضی کو مومن کے لیے حرام سمجھا جاتا ہے۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَطَيِّبَاتِ
مِنَ الدَّرَقِ -

(ذرائع سے پوچھو تو یہی کہ اللہ کی ان طیباتِ ارضی کو مومن کے
لیے کس نے حرام قرار دیا ہے؟)

یہی کا ایک اجر یہ بھی ہے کہ انسان کی دنیاوی خوشحالی میں اضافہ ہو جاتا ہے

لِلَّذِينَ احْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ (سُورۃ زمر)

(ان کو دوز کو اس دنیا میں بھی خوشخبری پہنچائی ہوگی)

اِنَّا لَنَسُوْرُ رُسُلَنَا وَكَلِمَاتِنَا لَنُخْرِجَنَّ عَنْهَا شَتَاِبَ

(المؤمن)

ہم انبیاء اور اہل ایمان کی مدد اس دنیا میں بھی کر رہے ہیں۔

ہر مشدک ذیل میں عرض کر چکے ہیں کہ ہر انسان یہ نہیں جانتا

سب اور جہاں ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ نیکوں کے دس درجے ہر فرشتوں

غیب ہو جاتا ہے جنہیں نہ سہم سہ اور فرشتہ پیرائش نہیں دیکھ سکتا

فلسفہ و فہور کی ترغیب اور انسان کی تباہی ہے۔ فرشتہ انسان کی

حفاظت کرتا ہے۔

لَا تُعَذِّبُهُمْ مِنْ بَلَدٍ يَدْرِيْدُ مِنْ خَلْقٍ يَخْتَفِيْنَ

(اردو)

مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ

اللہ نے انسان کے آگے اور پیچھے چند نگراں مقرر کر رکھے ہیں۔ ہر
خدا کی نشان دہی کرنے والی ہستی کی حفاظت کرتے ہیں۔
اُسے نیک مشورے دیتا، اُسے کامیابی کی راہیں سمجھاتا۔ مالی حیات کی
حفاظت اس کی رہنمائی کرتا اور امن و سکون کی بشارت دیتا ہے۔

اِنَّ كَذِبِيْنَ قَالُوْا اَدْبٰنَا اللّٰهُ ثُمَّ اَنْتُمْ مُّوْتٰنَا
عَلَيْهِمْ اَمْلٰ اُنْكَالًا اَلَا تَخٰفُوْا وَلَا تَحْزَنُوْنَ ۚ وَبَشِّرِ الصّٰلِحِيْنَ
اَتُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَكُمْ حَيْثُ يَشَآءُوْنَ ۚ اَمْ تُخٰفُوْنَ اَنْ يَّخْذَ اللّٰهُ
اَمْوَالَكُمْ فَيُغْنِيَكُمْ عَنْهَا ۚ اَمْ تُخٰفُوْنَ اَنْ يَّخْذَ اللّٰهُ
اَمْوَالَكُمْ فَيُغْنِيَكُمْ عَنْهَا ۚ اَمْ تُخٰفُوْنَ اَنْ يَّخْذَ اللّٰهُ

(سجده)

فِي الْآخِرَةِ ۚ

یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں بھڑکایا ہے اور ہمیں
موت دے دی ہے۔ لیکن اللہ نے ان کے لیے فرشتے بھیج دیے ہیں کہ ان کے
دوستوں کو بتا دیں کہ ان کے مال کا کچھ حصہ ان کے لیے ہے۔ ان کے
دوستوں کو بتا دیں کہ ان کے مال کا کچھ حصہ ان کے لیے ہے۔ ان کے
دوستوں کو بتا دیں کہ ان کے مال کا کچھ حصہ ان کے لیے ہے۔

نیک دنیا میں غالب رہتا ہے۔

اِنَّ جَنَدَنَا لَهُمُ غَدِيّوْنَ ۚ

(صرف ہمارے فوجی غالب رہتے ہیں)

اور اس کا انجام اچھا ہوتا ہے۔

وَيَوْمَ يُنْفَخُ الْكِتَابُ وَنُفْخُ السُّنْفِ

(اور اس کے بعد کتابیں اور سنوفیں)

دیگر الہامی صحائف کا فیصلہ

یہ نو تین خبر و شرک متعلق قرآن کا فیصلہ۔ قرآن سے پہلے بھی بے شمار انبیاء و نسل انسانی کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ جن میں سے بعض کے صحائف آج دنیا میں موجود ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ ان انبیاء کی رائے اس اہم مسئلے کے متعلق کیا تھی۔ یہ مست سمجھتے گا کہ ان انبیاء نے کسی کانفرنس میں شریک ہو کر ایک دوسرے کی صیغ یا غلط تائید کی سازش کر لی تھی۔ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اول اس لیے کہ ان میں عموماً طویل زمانے حامل تھے۔ اور دوم اس لیے کہ ان کے حلقہ تائید کا رابستہ تائید نبیانی اور نبیوں جدا جدا تھے۔ کوئی نبی بابل میں آیا۔ کوئی مصر و یونان میں اور کوئی ہندوستان میں۔ اس لیے ان کا اجتماع ناممکن تھا۔ اور کسی سازش کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بھلا انھیں ایسی سازش سے حاصل کیا تھا۔ وہ کس سے کچھ لینے نہیں دیتے۔ بلکہ سب کچھ لٹا دینے والے تھے۔ وہ سرداری نہیں چاہتے تھے۔ بلکہ اپنے پیروؤں کو نوع انسانی کا سردار بنانا چاہتے تھے۔ وہ خدمت نہیں چاہتے تھے۔ بلکہ ان کی زندگیوں دوسروں کی خدمت میں کٹ جاتی تھیں۔ وہ عیش کے طالب نہیں تھے۔ بلکہ ہر قسم کی عیش و سرور سے دور تھے۔ قریب بہ قریب کو بہ کو اللہ سے بہانے ہوؤں کو اللہ کی طرف بلاتے تھے۔ تاریخ عالم بہ بانگِ دہل اعلان کر رہی ہے کہ وہ لوگ بڑے مخلص و متواضع تھے۔ وہ بیکہ محبت اور ہمدردی اظہار کرتے تھے۔ ان کی مقصد زندگیوں صرف دوسروں کی

میں کٹ گئیں کہ ابن آدم کو گناہ کی آہنی گرفت سے نجات دلائیں۔ ان
 لکھواں بھی خوابات انسانی کی تاریخ میں جھوٹ اور فریب کا ایک ہلکا سا
 واقعہ نہیں ملتا۔ تو پھر ہم یہ کیسے فرض کر لیں کہ سبکی کی طرف بلائے میں
 ان کی کوئی غرض پنہاں تھی۔ اگر وہ ہرزاسے ہیں انسان کو گناہ سے
 ڈراتے رہے۔ تو یقین کیجیے کہ اس میں ہمارا ہی بھلا تھا۔ وہ لوگ رازدان تھے
 تھے۔ ہائیکے حقیقت شناس تھے۔ اللہ کی مشیت و عادت سے آگاہ تھے۔
 انسان کے عروج و زوال پر ان کی نظر تھی۔ اگر انھوں نے انسانی نجات
 خیر میں دیکھی تو میرا یہ ایمان ہے کہ ان کا یہ فیصلہ بہرہ صلیح تھا۔ آخر وہ
 یکے بعد دیگرے کتنے بھی تو کیوں؟ کیا غلط بیانی پر انھیں کسی اندام کی توقع
 تھی؟ کوئی بائیس مل جائے کی امید تھی؟ جب ہمیں اس حقیقت پر عین یقین
 حاصل ہے۔ کہ ان کی کسی بات میں خود غرضی کا کوئی شائبہ نہیں تھا۔ بلکہ
 ان کی زندگیوں دوسروں کی بہتری کے لیے وقف تھیں تو پھر ہم اس بات پر کیوں
 ایمان نہ لائیں کہ ہماری نجات انہی ہدایات کی پیروی میں ہے جو ان افراد کاملہ
 نے اللہ سے سچی کرہم نیک پہنچائی تھیں۔

دو مسئلے کے لیے اللہ کی تعلیمات کو رکھیے ایک طرف۔ اور اپنے مشاہدہ و تجربہ
 کی بنا پر بتائیے کہ کیا آپ نے کسی ظالم کا اچھا دیکھا ہے؟ کسی بد معاشر و بدکار
 کے متعلق سناتے کہ اسے زندگی کی سب سے بڑی نعمت عین سکون قلب
 حاصل تھا؟ دوسروں کو مچھوڑے اور خود اپنے متعلق صمیم صمیم بتائیے۔ کیا
 کیا آپ کوئی شخص ہے جس سے آج تک نہ مل سکے ہیں؟ کیا آپ واقعی دوسروں کا شکار

کہتے رہے۔ اور آپ کو کبھی کوئی گزند نہیں پہنچا، کیا خیانت و رشوت سے
 حقیقتاً آپ کی مسرت و دوست میں اضافہ ہو گیا ہے؟ کیا اس حرام کھانے کے
 بعد آپ تمام بیماریوں، پریشانیوں اور سبب چینیوں سے محفوظ رہیں گے؟ کیا یہ زمانہ
 زندگی کے باوجود آپ اپنے تمام اراکوں میں کامیاب ہو رہے ہیں؟ اگر تمام
 سوالات کا جواب نفی میں ہے تو پھر اس اصول کو قبول تسلیم نہ کیا جائے کہ
 انسانی فلاح خیر میں شہاں ہے اور اس کی تباہی، تباہی، تباہی، تباہی، تباہی
 کبھی کسی غمی، بے انداز شادانیاں، غلطیوں :-

”اگر تو ان آدمی پر جو آج تجھے دس روپایوں میں کر کے دے گا، تو
 یہ اندھونہ تجھے زمین کی قوموں میں سرفراز کرے گا۔ ساتی برہمن
 کچھ بہ نازل ہوں گی۔ تو شہر میں بھی مبارک ہو گی درختیت میں بھی
 تو کھر میں آتے وقت، دربارہ جاتے وقت مبارک ہو گا۔
 یہ کہ نامہ گدہ تیرے ساتھ ساتھ جائیں گے۔ گرد و آبک، روتے ہوئے
 کہیں گے۔ خوشات رہوں گے جہاں ہیں گے۔ خند و خند ہر دو زمین
 کے پیلوں میں فروزن دے گا۔ وہ اپنا خاص خزانہ تیرے آگے
 کھولے گا۔ آسمان تیرے زمین پر بہ وقت مینہ برسے گا۔
 تو وڑوں کو ترش دے گا پر خوش ترش رہے گا۔

یہ کہ آسمان سرور اللہ رحمت سے کہہ دے گی اس قوم کو خوش دے دے

وہ خوش رہے کہہ دے گی

ایں اگر توفیقے خداوند کی آواز نہ سنا۔ تو..... پھر تو شہر
 میں بھی لعنتی ہو گا اور گھیت میں بھی..... تو اندر رکت دریا بہتے
 وقت لعنتی ہو گا..... خداوند تیرے کاموں پر لعنت حیرت
 اور دست نازل کرے گا۔ یہاں تک کہ تو ہلک ہو جائے گا.....
 وہ تجھ سے پٹل ریت کی..... خداوند تجھ کو سوکھنڈی تپ۔
 جوش خون، سخت جھل رخنک سال اور گرم ٹوسے مارے کا تیرا
 آسمان پٹل کا اور تیری زمین سویت کی بن جائے گی۔ خداوند مینہ
 کے بدست تیر کی زمین پر خاک دھول برساتے گا..... تو اپنے
 دشمن پر ایک راہ سے حملہ کرے گا اور سات راہوں سے جگے گا
 خداوند تجھ کو دیوانگی، نابینائی اور جھراہٹ سے مام
 و جس طرح اندھ نابینا کیے، اندھ میرے میں ٹوٹنا ہے۔ تو دوسرے
 کو ٹوٹنا پھیرے گا..... تیرے بیٹے اور تیری بیٹیوں دوسری قوم
 کو دے دی جائیں گی۔ تو دیکھنا رہ جائے گا اور ان کے اٹھار میں
 تیری آنکھیں شعلہ جانیں گی۔ تیرے بازوؤں میں زور نہیں
 رہے گا۔ تیر کی مٹتوں کا پھیل ایک اجنبی قوم کھا جائے گی۔
 (کذاب موسیٰؑ، ستنائے ۲۹)

سے ہر ایک کو یہ یاد رہے کہ یہاں مذکور تمام باتوں کے وقت کو موقوف دشمنوں
 کے ہر ایک سے یہاں یہاں ہے اور ہر ایک کو یہ یاد رہے کہ یہاں مذکور تمام باتوں کے وقت کو موقوف دشمنوں

”اگر میری نسل دل و جان سے میری راجوں پر چلی تو وہ اسرائیل کے تخت سے کبھی خارج نہ ہوگی“

(سلاطین ۸: ۲۰)

”اگر تو میری شریعتوں اور عہداتوں کی حفاظت کرے گا۔ تو میں تیرے سلطنت کا تخت اسرائیل میں ہمیشہ قائم رکھوں گا..... اور اگر تم یا تمہارے اولاد میری پیروی کو چھوڑ بیٹھے..... تو میں اسرائیل کو اُس زمین سے جو میں نے انہیں دی ہے۔ کھا دیکھوں گا۔“

(سلاطین ۱۰: ۱۰)

”میں ان پر رحم کرتا ہوں۔ جو مجھے پیار کرتے اور میرے احکام کی حفاظت کرتے ہیں۔“

(کتاب موسیٰ خروج ۲۶: ۱۰)

”تم میرے احکام پر عمل کرو تا کہ تم زمین پر صبح و شام رہو۔ زمین تمہیں پہلے دے اور تم پیٹ بھر کر کھا سکو۔“

(کتاب موسیٰ اخبار ۱۴: ۱۴)

”اگر تم میری شریعتوں پر چلو گے..... تو میں تمہارے لیے دولت بر زمین برساؤں گا۔ زمین اپنی دولت تم کو دے گی..... میں تمہیں ساری نعمتوں کا..... تم اپنے دشمنوں کا بچا کرو گے..... میں تمہیں برومند کروں گا..... اپنا مسکن تم میں قائم

رکھوں گا۔ میری روح تم سے متنفر نہیں ہوگی، میں تمہارے ہاں
سیر کو آؤں گا اور تمہارا خدا رہوں گا..... اور اگر تم عہد شکنی
کر دو گے..... تو میں خوف۔ بزل اور تپ سوزاں تم پر مسلط
کروں گا..... تم دشمنوں کے سامنے قتل کیے جاؤ گے، دشمن
دشمن تم پر حکومت کریں گے۔ اور تم بغیر اس کے کہ کوئی تمہیں
رکھ دے بھاگتے جاؤ گے۔“

(اجبار ۲۶/۱۸-۳۷)

”اگر تم خداوند کے حضور شرارت کرو گے..... تو وہ تم کو
دیگر اقوام میں بکھیر دے گا۔“

(السا پہلے استثنائے)

”خداوند اپنے مقدسوں کے قدم پر نکاد رکھتا ہے، پر شریر
اندیشے میں جیب چاپ پڑے رہیں گے۔“

(۱۔ سموئیل - ۲)

”یاد کرو۔ کیا کبھی کوئی بے گناہ بنا ہوا۔ اور کبھی سچے لوگ
مارے گئے۔“

(ایوب ۲۱)

”ہاں شریہ کا چراغ ضرور بجایا جائے گا۔ اس کی آگ کا
شعلہ نہیں چکے گا..... اس کی طاقت کے قدم چھوٹے کیے
جائیں گے..... اس کا زور بھڑک سے جاتا رہے گا.....“

خوف اس کے گھر میں آجسے لگا..... اور اس کی یادگار
زمین سے رٹا دی جائے گی۔

(ایلیسٹ ۱۹/۵)

، صادق کا تھوڑا سا اثر تشریر کے مال و اسباب سے بہتر
ہے۔ تشریروں کے بازو توڑتے جانیں کے۔ اور خدا صدقوں
کو بھگامے گا۔ خدا دینداروں کے دلوں کو پانی سے پانی
کی میراث ابد کی ہوگی..... خداوند کے دشمن بدوں کی
جہلی کی مانند فنا ہوں گے اور دھوئیں کی طرح غائب ہو جائیں
محسوس..... جن پڑ خدا کی برکت سے وہ زمین کے کنارے
ہوں گے اور جن پر اس کی لعنت ہے۔ کٹ جائیں گے.....
میں نے صادق کی نسل کو ٹکڑے ٹکڑے ٹکڑے دیکھا..... جو اس کو
تاک وریتے پہ لگا رہے تھے۔ ایسے آدمی کو انجیل سے مستی ہے۔ پروردگار
سب بڑے ہو جائیں گے۔

(ایلیسٹ ۱۹/۵)

مگر سوچیں۔ سبھی سبھی۔ سبھی سبھی۔ سبھی سبھی۔ سبھی سبھی۔ سبھی سبھی۔
آج وہ ہیں بانی ہمارے۔ یہ ہم سے ملے ہیں۔ یہ ہم سے ملے ہیں۔ یہ ہم سے ملے ہیں۔
میں نے ان میں سے ملے ہیں۔

وَلَقَدْ كُنَّا فِي سَكْنَةٍ

وہم سے ملے ہیں۔ یہ ہم سے ملے ہیں۔ یہ ہم سے ملے ہیں۔ یہ ہم سے ملے ہیں۔

$$\frac{24}{25} = 0.96$$

پاش کہ میرے بندے میری صفات..... تو میں ان کے دشمنوں
کو مغلوب کر دیتا..... انہیں مغرے مغرے گھوڑوں پر کھاتا اور
چٹاؤں کے شہادت میرا کرتا۔

$$\left(\frac{1}{14-25} - \frac{1}{14-25} \right)$$

رہنمائی کی اور وہ مبارک ہو گی ۔۔۔ ہم سب کھڑے ہیں ۔۔۔ اور دوست
ہوئی ۔۔۔ اور اس کی صداقت اب تک قائم رہے گی ۔۔۔

$$\left(\frac{1}{2} \right)^{1/2}$$

ماست کرشن عبیدہ سلیم فرہانی

دُور سے کہہ رہی۔ پاکیزگی۔ نیکی میں ثابت قدمی۔ خیرات دینا۔
 غصہ۔ نفوس۔ ایثار۔ نوریت کو مرا برد۔ حیاتِ شوق سے نفرت۔ راسخا زلی۔
 لڑکھ نہ دینا۔ سچائی۔ شہتے سے بچنا۔ نہ بد۔ صبح پسند کی۔ مذاق سے اجتناب
 رحم۔ جیسی خواہشات سے احتراز۔ نرمی۔ ارادوں میں کھنسل۔ جوش۔
 عقیدہ۔ استقامت۔ غفونس اور نورِ طبع۔ خدائی صفات ہیں۔

بدر سرکی شرف من نفقت بکبر و غرور و عنایت بنده مریزی و زیادت

شیطانِ خصال میں۔ خدائی صفات کا مقصد انسان کو دکھوں سے
چھڑانا ہے اور شیطانِ خصال کا مقصد اُسے نہ بخیر ہیں نہ بُرا ہے۔

(گیتا ۱۲/۱)

”جو لوگ میری تعلیم پر عمل نہیں کرتے، ان کا انجام بُرا ہی ہے۔“

(گیتا ۱۲/۲)

”جو لوگ مختلف تشورات کی وادیوں میں حیران ہیں، خوفِ رب
کے جال میں گرفتار ہیں۔ جن کا مقصد حیاتِ آرزو ہائے نفس کو پورا
کرنا ہے انہیں پاک خونِ کجہنم میں اوندھا بینک دیا جائے گا۔“

(گیتا ۱۲/۳)

”اگر تم نے نفسِ نیت کی وجہ سے میری بات کو نہ سنا تو ایسنا تباہ
ہو جاؤ گے۔“

(گیتا ۱۲/۴)

میں اس حقیقت پر محکم ایدان رکھتا ہوں کہ ہر عمل کا کوئی نہ کوئی بدلہ ہے جو
انسان کو مل کر رہتا ہے۔ محنت کا بہرہ کامیابی، ورزش کا صحت، طلبِ علم کا
تغییرِ دل و دماغ، جہالت کا ظلمت، غفلت کا بیماری، شرارت کا عزت،
اور بدکاری کا بدلہ ذلت و رسوائی ہے۔ کوئی ہے جو اعمال کو ان کے بدلوں
سے جدا کر سکے؟ کوئی نہیں اور قطعا کوئی نہیں۔ یہ بات ہر حلِ بعید از بناس
ہے کہ ہم بُرائی کرنے کے بعد کسی عمدہ عمل کی تلافی میں بیٹھ جائیں، اس کی
مثال یوں ہوگی کہ ہم قتل کرنے کے بعد مفتوں کے وارثوں سے یہ توقع کریں

کہ وہ ہمارے گلے میں بار ڈال کر شہر میں ہمارا جلوس نکالیں گے۔ یا چور کی کے
بعد یہ خیال ہو جائے۔ کہ لٹے ہوئے مٹکانے کے خیال سے کہہ رہیں مبارک باد دینے
آئیں گے۔ حضرت مہاتما بڈھ علیہ السلام کا یہ ارشاد کتنا ایمان افروز ہے۔
"میرا اٹل، میری جائیداد اور وراثت سب تم نہ سمندر کی تہ میں۔ نہ
پہاڑوں کی غار میں اور نہ ہوا میں اپنے اٹل کے پھیل سنے چکے ہوئے
(بڈھ دست مٹرجہ شیو نارائن شیم مہنوا، ۹)

انبیاء و حکماء کے ارشادات کو ذرا الگ رکھ کر
منطقی نقطہ نگاہ سے سوچتے کہ برائے کا نتیجہ منطقی طور پر کیا ہو سکتا
ہے۔ ایک بھڑکے کو پیچھے نہ ہرے کہ اس کی بات پر کوئی شخص اعتماد نہیں
کرتا۔ اس سے ہر ایک کو نفرت ہوگی۔ اس کا کوئی دوست نہیں ہوگا۔
نیچوئے مسرت ہیں نہ نوکروں اس کا عمل ہمدرد ہوگا۔ اور نہ تو ان غمگسار، فزیبی۔
چور، زانی یا شرابی کو ہر فرد معاشرے کی محنت سمجھتا ہے۔ ہر شخص اس کی
تاک میں رہتا ہے اور جو غنی مولے ملتا ہے سانب کی طرح اس کا سر کھجک دیتا
ہے۔ اسے دن یہ نقل دے رہے ہیں کیوں ہوتی ہیں۔ محض اس لیے
دوسرے کے ناموس پر ہاتھ ڈالتے دے کہیں زشتی باتا ہے یا کوئی
جیب کٹرا موقع پر گرفتار ہو جاتا ہے یا کوئی بد معاشرہ کہیں کھربا تاتا ہے جس
حرج سانب اور بچھو پر ہر شخص وار کرتا ہے۔ اسی طرح جو لوگ اپنی بدکاریوں،
دست درزیوں اور ہوس کی وجہ سے مار و کٹر دم کی طرح شہرناک
بن جاتے ہیں انہیں کچن ہر شخص کے ہاں جزو ایمان بن جاتا ہے، اگر ایک طرح

حکومت راشی ہے تو کون ہے جو اس کی تباہی کے سبب ڈھوڑا رہا ہو نہیں
 کرے گا اور اگر کوئی حکم زندہ مزاج و بد فیہر ہے تو کون ہے جو اس کے
 نبادر و غفلت کا آرزو مند نہیں ہوگا۔ اور اگر کسی وقت بت حکام و ملازمین کے
 متعلق کوئی تحقیق شروع ہو جائے تو ان کے متعلق فائدہ نہیں دے سارے
 ہوتے ہیں نہیں ملے گا۔ ایسے لوگ یا تو بالآخر معزول ہو جائیں گے یا ان کی
 قربانیاں قرب جاتی ہیں۔ ایسی ہی زندگی کا نام دولت و منعت ہے۔

فرنس کیجیے کہ پاکستان کے تمام محکموں میں رشوت چلتی گھومتی ہے۔ ایک
 اور حکام کا خدمت کو دبا کر بیٹھ جاتے ہیں اور صرف وہی فائدہ دیتے رہتے ہیں۔
 جس کے ساتھ شہرہ رکھی ہو۔ رفتہ رفتہ ان لوگوں میں اندھا دھند اور باغی
 اب ملک سے غارت پیدا ہو جائے گی۔ بل بھگت جبرت کر جائیں گے اور بھگت
 حمد اور کی رزہ دیکھتے بیٹھ جائیں گے۔ جو نہیں کسی طرف سے تلو ہو گا۔ عوام غلام
 کا منہ مڑا لپیٹیں بن جائیں گے اور پتے حکام و وزراء کو چھین چھین کر ختم کریں گے۔
 اندرا ایک دھواؤ کرے۔ کہ میرا ایک شاگرد جو ایک بدنام ٹھکانے میں رہتا
 منسوب پر تھوڑے سے بیرس ہاں کیا اور کہنے کہ میں پاکستان کو چھوڑ کر کنڑا
 جانا چاہتا ہوں۔ میں نے چڑھ کر کہا کہ میں بدقسمتی سے دیانت درویش
 ہوا ہوں۔ اور ہر وقت بددیانتی کے خلاف برسرِ پیکار رہتا ہوں یہ کہہ کر۔ محکمہ میرے
 چھوڑ دیا گیا اور جو سکتا ہے کہ کسی وقت چند جھوٹے مل کر اٹھا جائے۔ یہ رشوت
 کا کون منہ مڑا رہا ہے۔ اور مجھے جیل کی ہوا اچھا نہیں آتی۔ اس سبب اس کی جیل سے
 کہ ایک چھوڑ دیا گیا۔ کہ میں اس سے نہیں ہٹاؤں۔ کہ میں اس سے نہیں ہٹاؤں۔

مشتے بھی ہیں۔ جن میں دیانت و روس کی گنجائش ہی نہیں۔ جن وہ لٹکتے ہیں جن کے لئے ملک ہیں بد دلی اور انٹریکٹو رستہ ہیں۔ یہ انتشار بڑا رہا ہے۔
لوگوں کی بابت ملک و ملت کے ہو رہی ہے۔ ہر چار سو ایک انٹریکٹو
میسوس ہو رہا ہے۔ بد دلی آخرت سے بدل رہی ہے۔ اور اگر اس نفرت سے
نکلیں انساو کی سورس، خیا رکری نو پھر ہندن کا خدا مان لے۔

اسے بد دیانت افسر اور بڈ کارو۔ کیا تم نے اس ہو ملک ابھی کبھی
نہا کیا ہے۔ یہ تمہیں ن۔ ٹھوں ہوؤں اور ٹھوں کی جینیں سناں رہی ہیں۔
ہوشتیں کی قتل کا ہوں سے، مگر رہی ہیں۔ وہ دونوں نے شہر سے ہیں جو ٹوٹے ہوئے
ہیں پرورش پارت ہیں۔ وہ ٹول تقارب رکھائی دیتے ہیں جو ٹوٹے ہوئے
رہے کی جن جینوں میں کر دے رہے ہیں۔ تم اپنی بدکاریوں سے ٹوٹے ہوئے
وہ ٹوٹے رہے ہوئے تقارب کے موت ہوئے ٹوٹے ہوئے۔ گت ش کو بٹا رہے۔
ہیں جن کو بٹا رہے ہوئے۔ خدا کے بندوں۔ تن نو سوچو۔ اگر عوام کا
رشتہ بہت دھن سے نہت کیا تو پھر اس کی خاصیت کو اس سے کہ وہ یہی
سوچو کہ کر مٹا رہی وہ ہے عوام کی ضروریات کے کہیں۔ ان کی منگولیت
ہوئی کہیں۔ اور ان میں انٹریکٹو پید ہو گیا۔ تو پکارتا ہے ہاں نہ ٹھوٹے
میں نہ جت نہ رہے کہ ہاں اور کان گھوں کہ سنو کہ ہر قوم کا اس میں
سب سے بڑا کہ علم کی جتنی شہیں، حرام ہو رہیں، بے نیاز ہیں اور
ہر قوم کے عوام کو بٹوڑے ملک سے متفر کر دیا تھا اور وہ ملک اپنی نجات
وہ ملک کی شہیں ہیں۔ گت کے گت۔ گت کے گت۔ گت کے گت۔ گت کے گت۔

تمام اقوام کے حارت۔ آریوں، منیریوں، ملا برائیوں، وریا بیوں سے سنے کر
 مغلوں تک۔ آپ کو ان کے زوال کی طرف ایک ہی وجہ ملے گی۔ کہ عوام میں
 بے چینی پیدا ہو گئی تھی۔ کیوں؟ اس لیے کہ کار پر داری حکومت از شافقتا منتخب
 عیاشی۔ زراعت و زری اور شکم پروری میں از سرتا پا ڈوب گئے تھے۔ انھیں زمین
 اپنا نفس۔ اپنا شکم، اپنی تجوریوں، اپنے کپڑے۔ اپنے بیڑے، اپنے گھوڑے اور کتے
 یا رہ گئے تھے اور باقی سب کچھ بھڑل گیا تھا۔ نتیجتاً عوام کا غیظ و غضب ایک
 مسبب سیلاب کی صورت اختیار کر گیا۔ اور اسباب اقتدار کے جوہر و جلال کو
 خشن و خشنک کی طرح بھاتے گیا

فرمان کیجیے کہ چند افراد، فرماں تجارت کچھ رقم جمع کر کے
ایک نمائندہ ایک کوآپریٹو سوسائٹی بناتے ہیں، اور سہولت کار کے
 لیے ایک مینجر مقرر کرتے ہیں۔ مینجر کا کام جو تناسب حساب رکھنا، غلط و گناہت
 کرنا، دفتر کا انتظام رکھنا اور خرید و فروخت کرنا۔ یہ مینجر سوسائٹی کا ملازم ہونا
 ہے اور سوسائٹی کے احکام کی تعمیل اور اس کی بہتری کا خیال اس کے فرمائش
 میں شامل ہوتا ہے۔

اب اگر یہ مینجر بددیانتی شروع کر دے۔ رو بہ عیاشی و رعبہ عیاشی میں
 اڑا دے۔ چند غنڈوں کو ساند مل کر ہر احتجاج کرنے والے ممبر کو پینا شروع
 کر دے۔ تو سوسائٹی کا فرمان بددیانتی ہے کہ وہ اس مینجر کو معزول کرنے کے بعد
 پولیس کے حوالے کر دے۔

حکومت کو ایک ایسی ہی سوسائٹی سمجھیے جس کے لیے عوام کا میدان غیرہ کی

مصورت میں روپیہ جمع کرتے ہیں۔ وزیر پیر ایک چیئر اور وزیر اعظم با صدر انٹیم
چینے کے سیٹ پر کرتے ہیں۔ کریمین پیر اس کا کوئی دزم فٹڈ ہیں نور پور
مشرع کر دے۔ مہاجرات کے باوجود اس سے اس نہ ہو۔ سوسائٹی اور جنس
ہے کہ اسے معزول کر دے۔ گروہ ٹیڈز کی اکثریت کو کسی طرح ساکنہ کر
جی منہ پر ہم جاسے اور احتجاج کرے وہ اس کا کھوٹنا شروع کر دے تو
پیر سوسائٹی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اسے کیئر کر دے تاکہ پہنچانے کے لیے
دوسروں کی مدد حاصل کرے اور کسی کا نام ہے تو می کرے۔

حکومت صرف وزیر ٹیڈز پر صدر عظیم کا نام نہیں بلکہ اس میں ہر چیئر ہاؤس
اور ہر برہنہ شریک ہوتا ہے۔ ایک سوڑے سیکڑوں پنڈتوں کے مجموعے کا نام
ہے۔ اگر ان میں سے ایک بڑے بھائی کو موت کی رقم ملے تو ہمارے میں رکاوٹ
پیدا ہو جاتی ہے۔ موڑ اس وقت تک چل سکتی ہے کہ ہر پنڈت دوسرے کے
ساتھ تعاون کرے۔ اگر کوئی پڑھ تیل کے ٹیک میں سوراخ نہ لے
بیٹھ جائے تو ہر سب کو دیر و زود یہ موڑ تباہ ہو کر رہے گی۔ اسی طرح
کر کوئی سب کو حکومت، حکومت کی کشتی میں سوراخ کرے پھر جائے تو اس
کشتی کا غرق ہو جانا یقینی ہے۔ عوامی مفید حکومت کے تختے ہیں۔ اگر ایک دن یا
بہتر روز شب و روز ان ٹکٹوں پر زندہ جاسے رہیں۔ تو اس ٹکٹوں کا ٹکٹ
ہو جاتا ہے۔

تو اگر وہ سب میں جاسے تو ہر منڈی ٹکٹوں کے تمام جمع ہوتے ہیں یہی
تو ہر منڈی ہے کہ ٹکٹوں، ٹکٹوں، ٹکٹوں اور ٹکٹوں کا ٹکٹ ہے۔

جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ ان کے خلاف کارروائی کیوں نہیں
کرتے تو معمولی جواب ملتے ہیں۔ اگلی شہادت کے بعد میں بانہوں سے
تو دہر جا کر نیک بات کہہ دوں۔ بیٹے سے تو پتہ چل گیا ہے کہ اس کے
خلاف آواز اٹھائیں۔ اور یہ جواب بڑے کی حد تک معیوب ہے۔ اس پر اس کی
علاج یا توبہ ہے کہ ہر کی وزارت حرام خوردی و ناہلیف کے سبب سے
تنبیہ کرے۔ شبہ پڑ جائے تو فوراً عازم کو معطل کرے ایک دہانت در فسر کو
تحقیق پر لگا دے۔ اگر حرام خوردی یا مزاجی تعطل ہی کے درست ہو جائے
اور اگر جرم کا یقین ہو جائے تو نسبت شخص کو ایسی عبرت ناک سرزد کی جائے کہ تمام
بددیانت اپنے اپنے مقام پر دہل جائیں اور یا یہ کہایت دوس کا پناہ دینا
نہ۔ ورنہ پر یہ تعیننت منکشت ہو جائے کہ حرم خوردی سے بچنے کی
تجائی ہوگی اور پھر تاک کی۔ مدد کی اس غارت کو مت بھولتے کہ وہ جرم
کو سنبھالنے کا موقع دیا کرتا ہے کہ شاید بانہ آجائے۔ اور جب اس کی رہنمائیوں
سے ملوثی کر سکتے ہیں۔ تو اس کی آتش انعام بڑے کھٹکتی ہے اور اسے
پریشانیوں و بانوں اور مصیبتوں کے چکر میں پھنسا دیتا ہے۔ بڑے مشن و دست بد
جو کہ دس قریب ہی نہ جائے۔ اور دوسرے درجے کے وہ جو قریب جا کر وہیں
وہم آئے۔ رشوت کھاتے و او۔ اگر قریب دماغوں میں مشن و خوردی کوئی
تکلی باقی ہے تو اس بڑے رہت اس وقت لوٹ جائے اور نہ بہت ہو کہ
بہت روزے۔ اور بہت فریاد کرو گے۔

وَأَنبِئُوهُنَّ أَنَّهُنَّ كَذَبَتْنَ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي عَلَيْكُمْ مَعَدَّةٌ

ان کے پاس رشوت لینے والے ٹھیکیداروں کے ساتھ مل کر میرٹھ کی خزانہ سے دس کی جگہ سو وصول کرنے والے عوام کی عرصیوں کو پکڑنے میں پیشینہ ولس حاجت مندوں سے نہایت وحشیانہ اور غیر انسانی سلوک کرنے والے اور ڈاکوئی میں انہماک اور مسائل پر اسٹاپ نہیں نہیں کریں گے۔ اور اگر ان میں بسا بد سرشت پیدا ہو جائے تو حکومت اسے کانا کھان دیتی ہے۔ میرٹھ حکومت کا جو موم کی مانند درخت ہے یہ انسانی و انسانی نہیں ہے کہ وہ ایسے سید کاروں کو منہ حکومت سے اٹھا کر گندے اندے کی طرح پتھر دھڑکی کی بار میں پھینک دے۔ آخر یہ کیا سخریاں ہیں کہ عوام کا ایک ہی دم دیباک سرورٹ (عوام ہی کی ہڈیاں چبانے لگے۔ کیا آپ بھر میں اسے موم کو براہ راست کر سکتے ہیں۔ جو گھر کی کاغذ یا شروع کر دے؟

ہمارے حکام اسے موم یا یہ کہا کرتے ہیں کہ ہم خورشیدوں کی بیخ کنی میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ لیکن وقت یہ ہے کہ ان کی بلدیاتیں ہمارے موم میں نہیں آئیں بہت اچھا صاحب! اگر آپ کی معلومات کا دورہ اتنا تک سب اور سپہ سالار نہایت اس قدر دانش اور پورا ہے تو آپ اپنی منہ کو غلوں کی دکانیں کرتے۔ شاید آپ کو معلوم ہو کہ پاکستان کا رقبہ اندازاً ساڑھے تین لاکھ مربع میل ہے۔ اور شہر نہ صرف موم کی سلطنت کی ہیں بلکہ سرحد میں بھی ہوتی ہیں۔ یعنی پاکستان سے آٹھ گن بڑی ٹھنی۔ پھر ان کے پاس اور ٹھنی ہے اور آپ کے پاس کیا ہے دو دن میں زیادہ سے زیادہ بارہ کوس کی مسافت سے کرتے تھے اور آپ بارہ گنتوں میں سارے پاکستان کے دو پورے کر سکتے ہیں ٹھنی

و قرار دیا میں پھر کہاں ہو جاؤں۔

آج سے تین برس پہلے تک میری یہ کیفیت تھی کہ کسی شخص کے منہ سے
ہمارے ملکی نظم و نسق اور اسباب اقتدار کے خد و خد کوئی سنتا نہ تھا اور میں بھی
بن کر اس کے ہاں شائے پہ جاگرا۔ لیکن آج میں ہر مجلس میں ہر منہ سے گفتگوں
ایسی باتیں سنتا ہوں اور خاموش رہتا ہوں کیوں؟ واقعات نے مجھے بدل
کر دیا ہے۔ میری یہ بددلی اس خطر سے میں تبدیل ہو گئی ہے جو اس کتاب
میں ملاحظہ ہے۔

۱۔ سند کی بوستان میں لکھتے ہیں کہ ایک بادشاہ شکار
دو گمانیاں شکار میں گیا۔ ایک چرواہے نے دور سے اسے دیکھا اور
بادشاہ کی مشرتا پر غصہ کرنے کے لیے دو ٹوک پڑا بادشاہ نے مجھ کو کافی دھمکی
دی۔ بہت تیرکمان پر چڑھا۔ اور چوڑے کوٹھا کے پردے پر بیٹھا دیکھتا رہا۔
میں سرحد کی پروردگاروں پر یہ بیڑا کب سے ہے میں بارہا آپ کے اس مکتوب کو
مر بار اور غصہ دیدہ
نہیں و سپہاۓ پڑ سیدہ

اور آپ نے مجھ پر جو کچھ حال پڑا ہے میری نسبت سے اس کی آپ نے
خوبچین سے کیا ہے میری نگرانی میں سیکڑوں کھوٹے اور
بزرگ جیٹے بکریاں اس رکھی ہیں۔ وہ مجھے معلوم ہے کہ اس وقت
میں کھوٹے یا بکری کی کال سے دور کسی حال میں ہے اور آپ کی یہ کیفیت
کہ بچہ دریا سے ہیں نہیں کر سکتے۔

دورں دارے ملک از غفل غم بود

کہ تدبیر شد از شبیاں کم بود

اُس عظمت کا خدا مافوق جس میں بادشاہ کا نظم و نسق ایک گڈریج

سے بھی کم درجہ کا بود

۲۔ ایک مسافر بیکل میں گزر رہا تھا کہ اس پر ایک کتے سے جو کسی

دبقتان سے پاں رکھا تھا غلہ کر دیا۔ اور اس کے پیڑ سے بھاڑ ڈالتا سوال پیدا

ہوتا ہے کہ مسافر کا وہ من کس نے چیرا کتے سے یا دبقتان سے؟ سودی فرماتا ہے

نہ ملک و من کا روانے و رید

کہ دبقتان ناداں کہ ملک پر و رید

مسافر کا وہ من کتے نے نہیں بھاڑا۔ بلکہ اس کم نیم دبقتان سے بھاڑا ہے

جس سے کتا پاں رکھتا ہے

ہر نام و راشی ملزم وہ کتا ہے جو غلام کے کپڑے بھاڑ رہا ہے اور اسے

پست کی ذمہ داری۔ زما حکومت پر پید ہوتی ہے۔ مشور علیہ السلام کا ارشاد ہے

کلکم مسئول عن عینہ

۱۔ سب چہ و ذات ہے اور نہ بہت مختار ہے۔ یہ بود کے متعلق ہر برس کی باتیں

میرا مشاہدہ

میری عمر اس وقت چھوٹا کے قریب ہے۔ اس عمر میں بہت سے
 مہرست انگیز واقعات گواہ سے گذرے ہیں جن سے سائنسوں کو تہذیب
 بدست اور بڑے بڑے قیاسیہ وہب پرہ کو شک میں آئے دیکھو۔
 میں نے درجنوں اقوام کو غلام بنے اور آزاد ہوتے دیکھے ہیں۔
 ایسے افراد دیکھے جن کی خوشیوں و غمیں ابالی و ابوان سے بیکار
 دیکھتے ہیں، زمین ہو گیا جن کے چوڑے چٹے سینے رقی اور اس سے
 ٹکڑے کئے۔ جنہیں اللہ نے سمیع و بصر سے محروم کر دیا۔ جو تار بازی و سحر
 میں جہنم کر دن و رات لگتے گئے۔ جنہیں مسلسل نامرادیوں سے تڑپا۔
 اور جن کا سینہ خوف و اضطراب کا ایک گھوٹا ہوا جہنم بن گیا۔

انسان کو کتا سے اور درہار پرندوں سے تمام سزا نازل ہو
 جاتے ہیں۔ یہ معلوم کرنا کہ کون سی سبب سے کس کس کی سزا نازل
 ہے۔ تاہم ایک بدکار کی پیہم سے سب کو دیکھ کر یقیناً ان مشن نہیں
 کہ گناہ و سزائیں چھوٹی و بڑی غارتگر ہے اور انہیں ایک دوسرے سے
 جدا کرنا ناممکن ہے۔

میں نے اپنی زندگی میں سب سے بڑی بات دیکھی ہے۔ نامناسب نہ ہو۔

رشتے ڈنچے چوپال سے بٹھ کر آیا۔ بہتر پہ راند ہو گیا۔ ہیز کی چھٹہ کات رہی تھی
جب خراٹوں کی آواز آنے لگی۔ تو ایک کونے سے دریاہ ماسے بڑھے ایک
کے پاس موٹا لٹکنا۔ اس نے بائیں پر کر لٹھ ہوا میں تھپا۔ اور پورے وقت
سے اس کے سر پہ دست مارا۔ ماسے نے تھوڑا بیاہڑی اچھل کر اس کی طرف
پہنچا۔ اور پورے غیص و غضب سے اس پر کالیاں اندر کتے پر مالتی۔
بہل کو ترختے کی بھی اجازت نہ ملی۔ اور وہ سخت کرب و احتیاط سے اس کی
پیش قدمی کو یہ کہ اس کے بعد نادموں نے اسے رہتوں میں جکڑا اور اس کی بہترین
پیرست کر کے رہا و گنویں ہیں پھینک دیا۔ پوہیں آئی تو سب سے زیادہ اور
انہی کی اور سے یہ۔ بیڑ کی۔ جھڑا سے ایک طرف گری اور بے ہوش رہ گئی۔
پہن لی نہ حسب منہ پر چڑا اور ڈھک کر مارا و فریاد کا وہ منتشر باندھی کہ ساری
فمنہ اور اس ہو گئی۔ سکتے نہ حسب جتن اٹھا کر چھپائی کو بیٹھے گئے۔ ان کا رست
میں ان کی تھوڑی پریشان کرتی تھوڑی

دن گزرتے گئے۔ فرضی نقل میں چار رہا بعد بری ہو گئے اور ہرقتیں ایک
ایسا مقدمہ بن گیا جسے حل کرنے میں تمام کوششیں نہ کام ہو سکیں۔

مقتولوں کی ایک جہیں تھیں تمام عمر چھ برس۔ وہ نقل کے بڑے ہیں چاکر
مکھی۔ یہی ماسوں کے سے چپے اوکھا یا۔ مال سے اس نے ور سے چاہتے رہا۔ سیکر
وہ دیر ہو کر بہتیں گھٹیں گیا۔ اور خوف سے اکھیں بند کر دیں۔ بعد ازاں
بڑی فوری اور سرست کا توں ہیں بھائی کے اس پائی گئی۔ اور اس بچے کو ساتھ
سے لے کر اس کے کھانے کی دکان بھی نہ رہا۔ دیا کر کیں بھروسہ ہیں راز نہ

لکھوں دست، آگے، و گھڑ گئے سپکے گرد و خواف ناک ڈرامہ بھول گیا، بعد کچھ موقوف
 آیا تھوڑا دیر اسے دست کو پتہ نہ ہوئے تھے اسے اپنے پاس سے کیا ایک دن بھر دارا
 کی گوری میں جس وقت کہ وہ اسے پہنچا۔

دور پہنچا، پھر ابا گھر پہنچا

پھر تار تار کے ہاتھ سے

دور وانی سے اٹھ کر ڈاک گھر پہنچا

پھر دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا

دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا

دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا

دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا

دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا

دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا

دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا

دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا

دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا

دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا

دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا

دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا

دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا، دیر سے پہنچا

پاؤں کی۔ سنوں کے ساتھ چند پتھر سے ان کے کچھ جواب کے کس شخصانہ
 ہیں۔ دیا ہیں چنا اور چیتا کے لئے اور باقی ماندہ کے متعلق قدرت کی
 ہی۔ شہر کی آمد پر کہ بار بار دروازے کے شش شش سے اٹھنے کی وجہ سے
 دروازہ کیا توڑ کٹروں کے میں کوٹھن ٹانستہ اس دروازہ دروازہ
 کے لئے۔ مقامی حاج جو کہی رہا۔ بین ریب کی فراہمی اور پابستہ گمروں
 دارمناک ہیں آگیا۔ خون اور ریب کے دریا ہیں ایک عینہ اور شہر کے
 کے بعد اس ہا آخر کی وقت آگیا۔ انہیں بہت کہیں۔ تین گھنٹہ ٹنکے
 اور بل خانہ بہت عین سے موت ہ ٹنکے کر کے پورے بند رہیں گذر
 کے۔ اور تین منٹ جاری رہی۔ آخر ایک دیہاتی ٹکیر کو رشوت دے کر
 اس پرستہ زن کی منتقلی کیا گیا۔ اور اس عین اس وقت شریب سے
 جان چھوٹا۔ سچ ہے۔

وَذَرْنِي فَنَسْ مَا مَكِمْ وَتَمُوا اسْمَرْبِ
 يَفْعَلُونَ۔ (الزمر)

اور خدا کے اس کے میں جو بڑا بد عمل کر رہا تھا۔ اور
 تہذیب انسانیت سے نہیں شریح بانہر ہے

(۳)

شہر ہذا کرست کر رہا ہیں۔ وقت کی حاجی ہر زمانہ یکہ میں
 یکہ تیز رہا۔ محسوس ہو کر کہ میں ایک بندہ و بیوہ ہوں۔ ان کے ساتھ
 رہتی ہیں۔ وہاں رہتے ہیں۔ وہاں رہتی ہیں۔ وہاں رہتی ہیں۔ وہاں رہتی ہیں۔

تلاش نہ ملے گا۔ لیکن پھر عرصہ جسکے ایک ہندوؤں کے بتایا۔
 کہ مشورہ کا نتیجہ اس واقعہ کے ذمہ دار تھا۔ جب یہ ہندو کے بعد حیرت
 سلسلہ شروع ہوا۔ تو کیمپور کے ایک قافلے پر چند دیوتوں سے مل کر وہ
 میں ہیں۔ اس واقعہ پر پتلا۔ پند، شیں ویاں پتہ کی تھیں۔ ان میں سے ایک
 کا کلیہ بڑی طرح بگاڑا ہوا تھا۔ باقی لاشوں کے ذمہ ایک دوست نے نہیں سے
 لیکن اس کے بسم چھپائی بنا ہوا تھا۔ اور ایک تھا تو اس کی تین آنکھیں ہیں۔
 معلوم ہوا کہ یہ اس مشورہ کے وہی تھے جو نتیجہ تھا۔

۱ کذب الخ کذب الخ کذب الخ کذب الخ کذب الخ

۲ الخ لا یثمہ مذہب و (خود)

انہی باتوں کو اسی طرح پکڑا کرتا ہے۔ اس کے بارے

بڑی مٹاؤ اور شہید ہوئی ہے۔

(۴)

میرے کہوں میں ایک ہندو رہا کرتا تھا۔ بڑا دانا۔ وہ ہندو مذہب پر نہ
 مصلوب ہوا۔ وہ مر رہا۔ وہ دانت ہندو مذہب سے ہر جوتھا۔ اور
 اگلے فاسر توڑ دیتا۔ اس سے تھی جس دوسرے کی ہڈیاں توڑیں۔ کتنی ہی تھیں
 کو بے عزت کیا۔ اور یہ کہ ایک غریب انسان کے ہتھکے سے اس کے
 کیفیت میں پیدا کیا۔ اس سے دیکھو یہ۔ موقع پر ہا کہ یہ اس کے بڑے طرح
 ہیں اور پھر ہندو اس کے دامن میں ڈلوادیا۔ اس نے اس دشمن انسانیت
 کو ہتھکے سے نہیں لیں۔ اس سے رزق کے نام پر وہاں چھینا۔

پھر اس کے دماغ میں ایک ایسا پھوڑا نکلا جس سے وہ بیہوش ہو کر رہ گیا۔
 چھینٹے۔ وہ کراہتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

قَدْ رُبَّمَا كَبَّاهُ صَدْرُ الْقُرْآنِ

(مختار رب بدکاروں کی کلمات ہیں رہتا ہے)

(۵)

میرے گاؤں کے ایک زیندہ کو عشق و بھڑکتا چمک گیا۔ اس نے بھڑکتا
 شادی کر لی۔ وہ پہلی بیوی پر شام کے دوپہار ٹنڈوٹ سے ہاتھ بات پر
 اس قدر چہا کہ وہ اپنی دونوں بیویوں کو تکرار کر کسی رشتہ دار کے ہاں
 جاتی تھی۔ سب بڑا بچہ جو ان ہوا اور اس سے ماں کی امن سے کہانی سن کر وہ
 شرم پر ریش گیا۔ ایک رات وہ کھانا اسے کربا پ کے گھر میں دیکر پک
 کر دھل ہو رہا پ کی بائیں پہرہ کر پوری طاقت سے نہیں دیکھ رہے تھے
 ۔ بھائی بہرہ دوسری دائیں کان کے قریب اور تیسری گردن پر پڑی باب
 سے نرس ہو کر سوتیلی ماں سے بھی وہی سلوک کیا اور چوڑا بھورہ کی شرارت
 سے ہو کر تلی ہیں۔ لیکن سندھ کے دونوں کو چند برسوں نے نہ رکھا۔
 آکر دس ماہ سپیناں ہیں اور چند ماہ گھر پر اور آخر کی سانس تک انھیں
 شہادت کے نتائج سے رہائی ملی۔

مَنْ بَعْضُ سُوءِ يُجْزِبُ وَلَا يَجْزِي ذَوْنِ سَدِّ

اِسْمَا

وَلِيَّاءُ اَنْصِبُوا

امیر بھٹ کی سزا پاٹ کر اور اللہ کے ہوا اس کا نہ کوئی

دوست ہو کر نہ بددعا کر

(۶۴)

میرے ایک دوست نے دوسری شادی کی۔ اور پہلی بیوی کو
اس کے دو بچوں سمیت بھرتے دے دیے۔ یہ سب کس نے کسی طرح اپنے پیار سے
کر کے وہاں تین سو روپے ہجوار کے ساتھ لے کر دیے۔ اور اس بیوی
سے بھی اور نیچے پیر ہوئے۔ بڑا جوش ہو کر پورا اور ہر منہ میں خوشی
پیوست کو دے کر ہو کر۔ کسی پرانے شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ہو آن کسی کو بہاں فطرت کا یہ یاد رہے و دیکھیں نہ کرے

اس اور نہ زنت میں سنائے نال ہو آن کرے وہ بھی علم پائے

مصابیہ کا باریک بینی سے دیکھو وہاں ہر طرف ہے

اکلا مکناتہ حصار قصہ

جو شخص کسی بڑے کا مرتکب ہو کر رہے اس کے لڑکے و مرکے

میں زندگی بھر تک رہیں گے دوست بنوا کر نہیں بددعا دیں

سے کہ پیسہ ملے توں سے۔

(۶۵)

ایک خاتون کا یہ پیشہ ہے کہ اس کے خاندان میں جب کوئی شادی ہو تو

یہ داخل دھن میں ناچائی کرتی ہے۔ اس کی خوشی کرتی ہے۔ ایک واقعہ یہ ہے کہ

نہاؤن کے شادی کے دوسرے روز دو لکی کو پا پیا۔ اس کے سر کو چڑھا کر کچھ تختے
 لٹکی دیتے۔ کچھ کھلے پا پیا۔ اور پھر باتوں باتوں میں کہہ دیا۔ تختے اس
 شادی کے لئے نوجوان کے گھر میں صاف ماتہ بچھائے گئے تھے۔ بعض خفیہ خانوں
 خاص ہو کر دیا اور چند غلط طور کا بھی ذکر کیا۔ نتیجہ یہ کہ وہ لکھا ہے اس وقت
 زمین کو ترقی دے دی۔ یہ خزانہ گھر اجڑتی رہتی۔ جہاں تک اس کی
 اپنی دو بیٹیاں بیویوں کی بیویوں کی شادی ہوئی تو صرف ہیں۔ روز کے بعد
 اچر کر کے ان بیٹیوں سے استغناء اور بیٹریاں بھی بیمار ہوں گے۔ گھر میں
 دوسری کی مٹی ٹوٹ گئی۔ تیسری دقت میں پھنس گئی اور خوردنی بیمار ہوں گے
 رہنا۔ بزرگ کرانے اس سارے گھر کے لیے ایک عید پرست بنی ہوئی ہے۔

دوسری کو، چارٹے و۔ خودی کے آباد و کتاب۔

۱۰. بنیق منکر شیبی کا پا کھلا۔

اثر رشتہ خود شیبی رہی کا می سرو کی کرتی ہے۔

(۸)

ایک آدمی جہاں ایک دفریں مازم تھا۔ کو ایک غریب خاندان سے شفیق
 رشتہ تھا۔ لیکن اس کی ترکات "میر نہ" فقیں و و بعض نامور شوقین کا لقب
 کرتا۔ اپنی ایک دور شدہ درویشوں کی خدمت میں جھپٹا۔ اور بددیانتی کا کوئی
 موقع یا خستہ نہ بنا سکتا تھا۔ اس میں ایک شوبلی بھی تھی۔ کہ دائرہ کی طرف سے
 بڑی تندی سے بچا۔ تاہم اس کی بددلت اس کے ساتھ اس پر خوش
 رہنے لگا۔ یہ دیکھ کر وہ اس ترکات میں غایت انداز سے کھم لپٹا تھا۔ اس لیے

اس کی شرارتوں کا علم بہت کم لوگوں کو تھا۔ لیکن اللہ اس کی گھٹات میں نہ
ایک دن دفتر میں اچانک اُس سے ایک ایسی مجرمانہ حرکت سرزد ہو گئی کہ اس پر
پردہ ڈالنا بھی جرمِ بخار چنانچہ وہ برخواست ہو گیا۔

اِنَّكَ جَزِيْنَا هُمْ بِبَغْيِهِمْ

(یہ بھی اُن کی بدعملی کی سزا)

کہاں تک سزاؤں پر کہانیاں۔ ایسے بے شمار واقعات ہر روز ہمارے کانوں
کے سامنے سرزد ہو رہے ہیں۔ عدالتوں میں گھومو۔ اسپتالوں میں پھرو۔ جیلوں
میں دیکھو۔ تمہیں گناہ و سزا کے عبرتناک مناظر نظر آئیں گے۔ گرد و سروں کے
واقعات دیدہ و داکر نہ کے لیے ناکافی ہوں۔ تو اپنی زندگی پر نظر ڈالو۔ زندگی
یقیناً کسی نہ کسی منزل پر گنا کیے ہوئے گے۔ اور تمہیں بیمار یوں پریشانیوں اور
ناگہابیوں کی صورت میں سزا ملے ہو گی۔ لیکن تم کم فہم کی وجہ سے ان سزاؤں کو
انسانی حوادث سمجھتے رہے۔ اور گناہ و سزا میں کوئی تعلق قائم نہ کر سکتے۔

الہامی کہانیاں

ہم سب غیب نہیں، اس لیے دوسروں کے کہانیوں کو نہیں جانتے اور نہ یہ معذم کر سکتے ہیں کہ ان کی فوں مصیبت کس جرم کی سزا تھی۔ البتہ خدائی معینوں میں بعض مشرکوں کے جرائم کا ذکر بھی ملتا ہے۔ چند کہانیاں سنئے۔

(۱)

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو عہد یقی پر آمادہ کرنا شروع کیا اور انھوں نے انکار کر دیا، تو اللہ نے حضرت موسیٰ کی وساطت سے منہ رعبہ زریں سرائی نازل کی :-

پھر خداوند نے موسیٰ اور ہارون کو نیک کر کے فرمایا.....
ان سے کہہ..... کہ تم اس زمین تک نہیں پہنچو گے، جس کی
بابت میں نے قسم کھائی تھی، کہ تمہیں وہاں بساؤں کو.....
مذنی رہی لاشیں اسی بیابان میں گرہیں گی، اور تمہارے ترک
وٹشت میں چاہیں سان تک بٹھائے پھریں گے۔

(تورات لکھنؤ)

(۲)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ بنی اسرائیل نے کھوس کی تعداد میں گئے۔
یہ سب فرعون کی غلامی سے نکل کر ارض شمس کی طرف جا رہے تھے۔ ان
میں ہر قوم کے لوگ تھے۔ کچھ یہودی، کچھ ہیت یہودی، جنس نصیبت اسرائیل اور

بعثت ہدایت ایک دن

فرح بن اعمار نے چند لوگوں کو جمع کیا۔ ذہن پر چرام۔ الیاب کے

بیٹے۔ اور اوان۔۔۔۔۔ وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔۔ کبھی ساقتہ۔۔۔۔۔

یہ سب موت کے منقبات ہیں اُن کے۔۔۔۔۔ اور دوسری بارون

کو کہ۔۔۔۔۔ کہ ساری جماعت میں ہر آدمی مقدس ہے۔ تم اپنے

آپ کو کیوں بڑا سمجھتے ہو۔۔۔۔۔

گفتنی چیز ۱

کہانی کا آخر یہ کہ ان لوگوں نے حضرت موسیٰ کی مٹی غلت پہ کمر باندھ دی۔

اور ایک گروہ کو نافرمان بنادیا۔ چنانچہ سہ سہ انہیں مڑے ذلیل دی۔

زمین جو ان کے خیموں کے نیچے تھنی، بچھٹ گئی۔ اس سے پناہ

مکھو۔ اور ان تمام آدمیوں کو جو فرح کے ساتھ تھے۔ ان کے

کھروں اور مال و اسباب سمیت نکل گئی۔

گفتنی چیز ۲

اس پر ایک اور جماعت باغی ہو گئی۔ اس نے

موت اور بارون سے شکایت کی۔ کہ تم نے خداوند کے لوگوں

کو پاک کیا ہے۔

گفتنی چیز ۳

اور موسیٰ علیہ السلام کی مٹی غلت پہ چم گئی۔ اس پر

”ان لوگوں میں دبا و نکل ہوئی۔۔۔۔۔ اور وہ لوگ جو ریاست سے

..... ان کی تعداد چودہ ہزار سات سو تھی۔

(گنتی ۴۰-۴۱)

(۳)

ایک اور موقع پر جب حضرت موسیٰ اپنی قوم کے ہمراہ ایک دشوارگھاتی سے گزر رہے تھے۔

”لوگ اس روئے سبب نہایت دل تنگ ہوئے اور انھوں

سے خدا کو شکی سے باز کر کے کہہ کر تم کیوں ہم کو نصرت نہ لے لے۔

”میں اس لیے کہ ہم بیابان میں ہیں۔ یہاں نہ روئی ہے نہ پانی۔

اور ہمیں تنہا ہی اس بلی خدا سے نصرت ہو گئی ہے۔ تب خداوند

ان لوگوں میں جانتے ذات سانب بھیجے۔ انھوں نے ان لوگوں کو

..... اور بہت سے بنی اسرائیل مر گئے۔“

(گنتی ۲۰-۲۱)

(۴)

جب بنی اسرائیل ایک منہ مستقیم پر پہنچے تو

لوگوں سے موسیٰ اور ہارون کی بیٹیوں سے حرم طہری شروع

کر دی۔ تب خداوند ہارون بنی اسرائیل پر ہر

..... روپا آئی۔ اور وہ جو اس روپا میں مرے۔ ہیں

ہزار تھے۔.....“

(گنتی ۲۵-۲۶)

(۵)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رحلت کے بعد بنی اسرائیل کی قیادت حضرت
یشوع علیہ السلام کے سپرد ہوئی تھی۔

”تب خداوند نے یشوع کو فرمایا۔ اٹھ..... کہ اسرائیل نے گناہ

کیا۔ انہوں نے اس عہد کو توڑا۔ جس کی بابت میں نے انہیں حکم

دیا تھا۔ حرام چیزوں میں سے کچھ کھا لیا۔ چور بھی کی اور رباہری

کئی..... اس لیے اب بنی اسرائیل دشمنوں کے سامنے

نہیں ٹھہر سکیں گے بلکہ پیٹھ پھیر کر لعنتی ہوں گے۔ اور آندھیر

منتھارے ساتھ نہیں ہوں گے۔“

(یشوع ۱۱: ۱-۵)

(۶)

سموئیل کی دوسری کتاب، باب ۱۱- آیات ۱-۵ میں لکھا ہے۔ کہ ایک دن

حضرت داؤد علیہ السلام کی حیثیت پر ٹہل رہے تھے۔ کہ ان کی نگاہ ایک حسین

عورت پر جا پڑی جو ساتھ ہی ایک گھر کے صحن میں خار بھی تھی۔ آپ اس کے

صحن پر اس قدر فریفتہ ہو گئے کہ اسے صحن میں داخل کر لیا اور اس کے خاوند

اور باکو جو بختیافت سپاہی کسی میڈ پر ڈر رہا تھا، اپنے سپہ سالار کو یہ کہہ کر کہ اسے

کھمکان میں رکھو مرنے دو۔ اس پر اس نے اپنے ایک نبی ناتن کو حضرت داؤد کے پاس بھیج دیا

”ناتق نے داؤد سے کہا..... تو نے نہ اوند کے حکم کی تعمیر
 کی۔ اس کے ساتھ بدی کی۔ تو نے اُوں کو قتل کرایا اور اس کی
 جڑ رو کر اپنی جوڑو بنایا..... سو اب تیرے گھر سے توار کبھی
 جدا نہیں ہوگی..... تیری بیویاں تیری آنکھوں کے ساتھ
 تیرے ہمسائے کو روں کہ۔ اور وہ ان کے ساتھ ہم بستر ہو گا.....
 اور جو رڑکا رڈریاہ کی بیوی کے پیشے پیدا ہوگا اور جاتے ہو
 (۲۔ سمویل ۱۱۔)

(۱۱)

حضرت داؤد علیہ السلام کی منافق بیویاں تھیں۔ ان میں سے ایک کے
 بیٹے نام اپنی سلوٹ مٹھا۔ اس کی بہن نام مٹھر مٹھا۔ اس پر داؤد علیہ السلام کا
 ایک اور بیٹا امنوں۔ جو کسی دوسری بیوی سے مٹھا، عاشق ہو گیا۔ اور ایک
 دن موقع پا کر

”امنوں نے اس سے زبردستی کی اور اس سے ہم بستر ہوئے“

(۲۔ سمویل ۱۲۔)

جب وہ چھینٹن پہاڑی تھوڑی پہنچی تو اب سلوٹ نے انتقام کی ٹھنڈی۔ اور
 دوسراں بعد موقع پا کر اسے کھیت میں مار ڈالا۔ کچھ عرصہ بعد باپ کے خوف
 منشا بدعت کی۔ اور قتل ہو گیا۔ پھر چڑھو۔
 ”سو اب تیرے گھر سے توار کبھی جدا نہ ہوگی“

(۸)

حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے ۔

”اگر جب سلیمان بڑھا ہوا۔ تو اس کی بیویوں سے اس کا دل
غیر معبودوں کی طرف مائل کیا..... سلیمان نے کہا کیا اور
اپنے باپ رافو کی طرح خداوند کی پوری پیروی نہ کی؟“

(۱۔ سلیمان علیہ السلام)

اس کہانہ کی سزایوں کی :

”جیسے تیری سلطنت کو مچاڑ کر تیرے نوکر کو دست و پا بیک
تیرے باپ رافو کی طرح تیری زندگی میں ایسا نہیں کر دے گا۔
تیرے بیٹے کا دست پہاڑوں کا۔ تیرے ساری سلطنت نہیں ہوگا۔
..... ایک فرقہ تیرے بیٹے کو دے گا۔ خداوند سے دوری بدوگا۔
اب راکہ سلیمان دشمن بن گیا۔ بہ دومی بادشاہوں کی نسل سے
نکلا..... اور خدا سے امید شک بیٹا ازواج کو بھی تیرے
سلیمان کا مخالف ہو..... اور یہی مسئلہ جو سلیمان کا نوکر تھا۔
..... بادشاہ کے ساتھ بغاوت کر دی۔“

(۲۔ سلیمان علیہ السلام)

دیکھا آپ نے کہ حضرت سلیمان کو ایک وقتی راجہ کی سزائیں دیں۔ مگر
خیر خدائی نازیبا نہ تھیں۔ آپ اور ہم کس شکر میں ہیں۔
”نست سلیمان کہ بعد از او بیت را جعالم و رفت و رفت و رفت و رفت“

دوسرے پر کہ

”میں یربعہم کے کھراٹے پر بڑے ناز کر دوں گا..... اور اس
کھراٹے کا بقیہ یوں اٹھائے جاؤں گا۔ جس طرح کہ کوئی آدمی
کوڑا کرکٹ اٹھائے جانتا ہے..... سو یربعہم کا جو آدمی
شہر میں مرے کا اُتے کتے کھائیں گے۔ اور جو میدان میں
مرے کا اُتے بوائے پرندے۔“

(اسحاق بن جیب)

(۱۱۱)

دوسری طرف رجم بن سلیمان کی سلطنت صرف یہود اور ہر تہی زہیب
پر فرقہ وارانہ راستے سے منہمک ہو گیا۔

”یہودا نے خداوند کے حضور بدی کی اور اپنے گناہوں کے بارے
میں غصہ بکھڑایا۔“

(اسحاق بن جیب)

تو

مصر کے بادشاہ سمٹق نے یربعہم پر چڑھائی کی اور اس نے
خداوند کے حکم اور شاہی حکمران خزانہ لوٹ لیا۔

(اسحاق بن جیب)

(۱۱۲)

زہیب یربعہم کی وفات کے بعد اس کا بیٹا نابالغ اس کا جانشین ہوا اور اس

نے میں گناہ کی رہ اختیار کر لی۔ تو
 ”شک رکے گھرانے میں سے انبیاء کے بیٹے بعثت ہونے
 اس سے سرکش کی..... آتے مارا اور اس کی بیگم بادشاہ
 بن گئی..... تب اس نے یربوعام کے ساتھ گھرانے کو
 قتل کر دیا۔“

(۱۔ سلطین ۲۴۰۶)

۱۔ بیت مبرہ کی پیشگوئی پھر پڑھئے

”میں یربوعام کے گھرانے پر ہاتھ نازل کروں گا اور.....“

۱۱۱

پورے چوبیس برس تک سست کرنے کے بعد جب بعثت کا اعلان ہوا اور
 اس کا بیٹا بیلاد تخت پر بیٹھا تو شاہی کاڑیوں کے مارنے زمری نے
 بغاوت کر دی۔ کیوں؟ اس لیے کہ

”بعثت نے خداوند کی نظروں میں بدی کی۔ اور یربوعام کی راہ پر چلا۔“

(۱۔ سلطین ۲۴۱)

اور ابیلاد کو قتل کرنے کے بعد اسرائیل کا بادشاہ بن گیا۔ پھر

”اس نے بعثت کے سارے گھرانے کو قتل کر دیا۔“

(۱۔ سلطین ۲۴۱)

کچھ عرصہ پہلے بعثت نے بھی باطل میں حرکت کی تھی۔ کہ

”اس نے یربوعام کے سارے گھرانے کو قتل کر دیا تھا۔“

۱۰۱ بیت در

یہ دنیا دامن ہے۔ یہاں کنہ و سزا کے پائے باطل بہرہ رشتے
جانتے ہیں۔ اگر تم یہ پتے ہو گزرتے پر تم نہ کیجائے تو تم کسی پتہ نہ کرو۔ اگر
تم یہ جانتے ہو کہ تم سے پہلے کی کئی مٹا رکھے ہی پاس رہتے۔ تو تم کسی دور
سے اس کی کمالی مسرت پھینکو۔ اگر تم امن و سکون سے رہنا چاہتے ہو۔ تو کسی
اور امن و سکون پر پتہ نہ کرو۔ اگر تم اپنے مستقبل اور اپنے وسائل رزق کو
مختل و مہینا چاہتے ہو۔ تو کسی دور کے مستقبل اور اس کی روزی پر پتہ نہ کرو
اگر تمہیں اپنی جان یا بقی کی حفاظت بہت عزیز ہے تو کسی دوسرے کی ہو
جیسی کہ رسوا نہ کرو۔ اگر تم اپنی خور و خور سے پناہ چاہتے ہو تو خود کسی کی پناہ نہ
کے۔ اگر تم دوسروں کی مدد دہری و بے رحمی سے خود نہ رہنا چاہتے ہو۔ تو اپنے
آپ کو ان خیانت سے پاک کرو اور مسرت بہو و کر

من کلید علم (بنا علم) المدیب

اچھو خود نہ نہیں کرتا۔ اس پر کہیں رحم نہیں کیا جاتا

(۱۴)

جب زمزمی بھی بددیواریں ہیں۔ تو اس میں سے ایک فوجی سردار
علم کی کہ چناب و شاہ بنالیں۔ مگر اس نے زمزمی پر جزا مانگی کر دی۔ ورنہ زمزمی
کو کوئی رنج و نجات نظر نہ آتی

تو زمزمی و بدیواریں خاص ہیں۔ دشمن ہوا۔ بادشاہی گھر میں ہوا۔ آپ کو
آپ کے لالچ کی اور تہل میں یہ سزا تھی۔ ان بدیویوں کی بدیہی سے

نہ کے حضور کی نہیں "

(۱۴۰) (۱۴۰)

(۱۵۱)

نہ کے بارے میں حکومت کی۔ اور پھر اس کو بیٹا اخیاب تخت نشین ہو۔
اور خیاب نے سپہوں سے بڑھ کر خدا کے حضور ہیں جو کہ یہاں کہیں "

(۱۵۲) (۱۵۲)

نہ کے بلکہ نہ کے جو جہاد کے باشندوں ہیں سے تھا۔ اخیاب
سے کہ۔ کہ نہ اوند سر نہیں کہ خدا جس سے سامنے ہیں کھڑا ہوں زندہ
ہے۔ نہ نہ ہوں ہیں نہ اس بڑے کی۔ نہ مہینہ برست کی۔

(۱۵۳) (۱۵۳)

ریختہ آپ نے کہ خیاب کو کہن ہوں کی سرگرمیوں میں دی جا رہی ہے۔
نہ کہن ہوں کو کہن ہوں وقت ذرا اپنی زندگی اور قوم کی حالت کو سامنے رکھتے اور
دیکھتے کہ آپ کتنے گناہ کر چکے ہیں۔ اور کون سے آپ کر رہے ہیں۔ سکی طرح
قوم کے ہائے وصال کو بھی نہ لے کر کیجیے۔ اور پھر حساب لے کر کہن ہوں کی
سرگرمی چکی ہے اور کتنی غریب بھی باقی ہیں۔ مٹھا سبب اس طرح کہ بہترین رہنمائی

(۱۵۴)

اخیاب کے محل کے ساتھ ایک باغ تھا۔ جس کا ایک ایک شجر نبات
بزرگ تھا۔ اخیاب نے اس سے کہا کہ یہ باغ مجھے دست دراز اور اس کے
غرض ایک اور باغ مجھ سے ہے۔ نبات سے اسے کر دیا۔ اور کہا کہ یہ میرے

باپ کی یادگار ہے۔ جسے میں پہچنا پسند نہیں کرتا۔ اخیاب محل میں اس سارا نکل
 جوا۔ بندہ اینڈیل نے وجہ معلوم کرنے کے بعد کہا کھرا فوسٹ۔ یہ بات میں آپ کو
 دلوں کی۔ چنانچہ ملک نے نبات کی بستی کے چند امرا کی طرف شاہی مہر لے کر
 چند خطوط لکھے جن کا قصہ یہ ہے۔

”نبات کو دلوں کے درمیان بلند جگہ پر بیٹھا ڈال دیا اور بعد ازاں میں سے
 دو گواہ اس پر شہادت دیں کہ اس نے خدا و بادشاہ پر لعنت
 بھیجی ہے۔ اس پر پڑ کرے جاؤ و سنگسار کر دو۔“

(۱۔ سلاطین ۲۱)

چنانچہ نبات کو سنگسار کر دیا گیا۔ اور اینڈیل نے نیا بستہ کیا۔
 آٹھ اور نبات کے انکار کی بات کا..... ملک بن تا

(۱۔ سلاطین ۲۱)

اس کے بعد

”خداوند کا یہ ایلیا کا بی بی نازل جوا۔ خداوند نے کہا۔ خدا
 اور یہ کہ اخیاب..... سے ملاقات کر..... اور
 اسے کہو خداوند فرماتا ہے۔ جس جگہ کتوں نے نبات کا لہو
 چاٹا۔ اسی جگہ تیرا بھی چاٹیں گے..... اور خداوند
 اینڈیل کے حق میں بھی فرماتا ہے۔ کہ یزید عیسیٰ کی دیو رکے پور
 اینڈیل کو کئے گئے ہیں۔“

(۱۔ سلاطین ۲۱)

اور یہ پیش کوئی یوں پورے ہوئی کہ تین برس بعد اجنباب اور شاہ آرام کے
درمیان جنگ چھڑ گئی۔ ایک تیرا اجنباب کے سینے میں پیوست ہو گیا۔ اور
”بادشاہ مر گیا۔ اور اسے سمرون میں سے گئے۔ سمرون میں بادشاہ
کو کھڑے دیا۔ اور (خون آنور) کاڑھی کو سمرون کے گنڈ میں دھوپا اور
گنڈوں سے اس کا لہو چاٹا۔“

(۱۔ سلطین، ۲۲۲)

ایزبل کا انجیل میں سنت سے پہلے تاریخ کا وہ واقعہ پیش نظر رکھ کر حضرت
سیدنا کی وفات کے بعد اسرائیل کی حکومت دو حصوں میں بٹ گئی تھی۔
یہوداہ فرقہ پر آل سلیمان کی حکومت تھی۔ اور باقی گیارہ فرقوں پر حضرت
سیدنا کے ایک نادم پرنس کی۔ حضرت سلیمان کے بعد ان دونوں کا
سلسلہ بائبل میں یوں نکلا:-

فرقہ یہوداہ

باقی فرقے

۱۔ پرنس بادشاہ	۲۔ رحبعام بن سلیمان	۳۔ پرنس یہوداہ	۴۔ پرنس سلیمان کا خادم تھا۔
۵۔ اسرائیل	۶۔ ابیم	۷۔ رحبعام	۸۔ نادب بن یہوداہ۔
۹۔ تفسیرا	۱۰۔ آسا	۱۱۔ ابیم	۱۲۔ بختنا بن داود کے تخت پر قابض ہو گیا۔
۱۳۔ چون	۱۴۔ یوسف	۱۵۔ آسا	۱۶۔ یوذا بن بختنا۔
۱۷۔ پرنس	۱۸۔ یہورم	۱۹۔ یوسف	۲۰۔ زمری بن داود کے تخت پر قابض ہو گیا۔
۲۱۔ چیت	۲۲۔ نسیاہ	۲۳۔ یہورم	۲۴۔ عمری

"انھوں نے اسے نیچے کرا دیا۔ اس کا لٹواریا اور کھوڑوں پر کرا
 اور کہ: یہ وہ بات ہے جو خداوند سے لپٹاؤں گی
 معرفت فرہانی تھی، نہ ہر جہاں کے موروثی بات میں کے ہیں
 یہ کوشش کے ہیں۔"

(۲۔ سورہ یونس: ۱۰۰)

شعبہ بار میں ہر بات بھی تو ہیں نورست کہ یہ جہاں کے خدا کے
 معرفت فرہانی تھی۔ اس کے بیٹے تاریب کے خدایت ہے کہ یہ ہے
 یہ وہ کے خدایت فرہانی تھی۔ انہماک کی۔ اور آل زمر کی کہ یہ ہوئے تباہ
 فرہانی تھی۔

ان کے خدایت فرہانی تھی۔

کیا کبھی آپ نے سوچا کہ اللہ نے انہماک کیوں میں تباہ شدہ
 خدایت فرہانی تھی۔ انہماک کیوں بیان کی ہیں؟ کیا اللہ کوئی ایڈیٹر ہے
 جو خدایت فرہانی تھی۔ انہماک کیوں بیان کی ہیں؟ کیا اللہ کوئی ایڈیٹر ہے
 سب کے آپ کو معرفت ایک بات سمجھانے کے لیے کیا ہے کہ
 گنہ گروں کے نوپٹ جاؤ گے۔

(۱۷)

نبیاب سے بند تباہ سب سے بہتر خدایت فرہانی تھی۔
 سب سے خدایت فرہانی تھی۔

(۱۸۔ سورہ یونس: ۱۰۱)

اور سزا یہ ملی کہ

”اختزیاہ اپنے بالاجائے کے جھروکے سے جو مروان میں نکلا۔ کہہ پڑا“

(۲۰ سالہ عین ۱۱۱ھ)

اور اسی چوٹ سے فوت ہو گیا۔

دیکھنا آپ نے کہ گناہ کی نوعیت کیا تھی۔ اور سزا کس طرح کی ملی؟

(۱۸۱)

ایسٹع نبی کے متعلق مذکور ہے کہ وہ ایک کاؤں کے پاس سے گذرتا۔

چھوٹے چھوٹے لڑکے جمع ہو کر انہیں پھڑاٹے اور فرقت کرتے تھے۔

مصلحہ آپ کی برداشت سے پتا ہو گیا، تو آپ نے

”جیسے پھر کران پر نگاہ کی اور خداوند کی نام نہ کران پر سخت پھینکا“

(۲۰ سالہ عین ۱۱۱ھ)

اور کبھی

”بن سے دو دیکھنیاں نہیں اور انہوں نے یہاں سے چھوڑ کر دوں

کو پناہ ڈان“

(۲۰ سالہ عین ۱۱۱ھ)

(۱۹۱)

ایسٹع کے زمانے میں، بادشاہ نغان کوڑھسی ہو گیا۔ اور ایسٹع

سے دوسرے شہنشاہ کی۔ ایسٹع نے کہا کہ جاؤ دریا سے اردن میں سات سو

لکڑے صاف ہو جاؤ گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس پر نغان نے ایسٹع کی خدمت

میں قیمتی تحائف پیش کیے۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ جب نعان واپس جارا
 منٹ لو ایسٹ کا حریف ملزم پیچھے دوڑ کر گیا۔ اور اپنے آق کی طرف سے
 محسوس ہوا کہ اپنے سے ٹھانٹ سے آیا۔ اور گھر میں چھپا کر بن کی خدمت میں
 جا پہنچا۔ بنی کو سب کچھ الہام معلوم ہو چکا تھا۔ تو بنی وہ نوکر سامنے آیا تو
 بیسٹ نے کہا

”سو نعان کا کوڑا اب تجھے اور تیری نسل سے پشت در پشت
 جدا نہ ہو۔ سو وہ برف کی طرح کوڑے ہو کر سامنے سے نکل گیا“

(۲۔ سلاہین ۶)

(۲۰)

یہ بڑے بعد اس کا بیٹا یحییٰ و خنزور بنت تخت و ناج بنا۔ اور
 ”اس نے خداوند کے بنور میں بدی کی“

(۲۔ سلاہین ۶)

تنبیہ

”خداوند کا غضب بنی اسرائیل پر بھڑکا۔ اور انھیں...
 ...آرم کے بادشاہ حزائیل اور اس کے بیٹے بن بدو
 کا غرہ بنا دیا“

(۲۔ سلاہین ۱۳)

بائبل میں مختلف انبیاء کی چھپا سٹھ الہامی کتابیں ہیں۔ اندازاً ساتویں تیرہ سو مسنیت
 پر پہلی پوری یہ خداوند کی دوسرا کی حکایات سے بہرہ ور ہیں۔ ان میں سے

ہیں آپ کی خدمت میں پیش کی گئی ہیں۔ صرف یہ واضح کرنے کے لیے۔

اقول: کہ انسان گناہ کرتے کے بعد سزا سے نہیں بچ سکتا۔

دوم: کہ ان کی نوعیت کچھ ہوتی ہے اور سزا کی صورت کچھ اور۔

ہم مسلمانوں میں اللہ کی رحمت و مغفرت کو نہایت علاوہ تصور کرتے ہیں۔ ہم یہ سمجھ

رہتے ہیں کہ ہمارا کام گناہ کرنا ہے۔ اور اللہ کا کام معاف کرنا۔ کہ آپ کا جو نرم

یا بیٹا گناہ پہنچے وہ گناہ چھوٹ جاتا ہے تو کیا آپ اسے مسلسل معاف کرتے ہیں یا نہیں کہ

وہ کوئی سزا نہیں دیں گے؟ اگر ہمارے مددگاروں کو معافی دینا شروع کر دیں تو

پھر انسان مہلک کیسے برقرار رہے گا۔ مانا کہ خدا مہربان ہے لیکن غفیر و درگزر کی بھی

کدنی حد ہوتی ہے۔ آخر اس باپ بھی کسی کسی مرحلے پہ تنگ آکر بچے کو گتہ سے تار

دیتے ہیں۔ ایسی ہی کہوں میں تار سے سانس ہے۔ تو پھر نہایت سے یہ بچوں کو قتل کرتے

جائے کہ وہ مجرم کو کبھی سزا نہیں دے گا۔ اگر یہ درست ہے کہ خدا دل سے تو پھر

اس کا فرض ہے کہ وہ انسان کرے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ وہ رحیم بھی ہے۔ تو پھر ہم

کیسے مان لیں کہ وہ اس ضرب کے ساتھ ہمہ گیر کی نہیں کرے گا۔ بتاؤ کہ اس سے

دُش لیا ہو یا اس پیغمبر پر رحم نہیں کرائے گا۔ جس کی جائیداد دیگر وراثت زبردستی

پھینکی ہو یا اس راہ خوار کی امانت نہیں کرے گا۔ جس کے کپڑے بڑے رول سے

مذاہمت ہیں اتنا سبب ہوں۔ کیا اللہ اس سے ان ذمہ دار کو دے گا۔ رہنمائیوں و رہنمائیوں کو

محسوس میں سبب معاف کر دے گا۔ ان کی شان و شعور میں بھی فرق نہ پائے

نہ وہ دنیا کا شرف مرتبہ ہو جائے۔ نہ ان کی تعلیموں کی چیزوں اور فرماؤں سے بڑے

ہو جائے۔ وہ بھیس لوگ چھوٹے انہیں کہ اس ارض و سما میں کوئی نہ ہو جو انہیں اور

میں غفور الرحیم ہوں۔ میری رحمتیں اور مغفرتیں تیرے ساتھ ہیں کی بات نہایت
 کھانے والے اور خیانت کرنے والے۔ شکیکداروں سے مل کر سرکاری خزانوں پر ڈرائے
 والے بے گناہوں پر چھوٹے منہ سے بنائے والے دنیا کو آزار دینے والے
 غفلتوں کے دامن چیرنے والے۔ اس شرابی، جھوٹے غنڈہ اور سٹکوں کی تہرب
 کی تصویر اللہ کے متعلق یہی ہے، یقیناً یہی ہے۔ تم نے کسی وعظ سے ادبی و ذہن
 جوئے ایمانوں اور جھوٹوں کو خدائی رحمت کی بشارت سننا ہے اور غنڈوں کو
 جنت کے سبز باغ دکھانا ہے۔ سن رہا ہو گا کہ خدا غفور الرحیم ہے اور تم ہمارے
 میں ان سڑنا پاؤں سے دور نہ اگرتی ہیں ایک لمحہ کے لیے بھی خیال نہ کرنا کہ وہ
 کو بھڑک رہا ہے، خوف و غم یا ماتم کی صورتیں ہیں بے درجہ سڑ
 دیتا ہے۔ تو تم ہر بہرہ کی سے پتہ لکھ کر ضرور سوچتے رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کی
 کی دیوہیں تمہاری ہے۔ اس سے سب سے بڑا ہے اس سے تمہیں نہ ہر بہرہ کی
 نظر آتا ہے۔ نہ خدا کی دیتا ہے اور نہ اس کے لئے ہر جزا اور ان کو تمہارے
 وَجَعَلَكُمْ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ سِدًّا وَهُمْ خَشَفَتِهِمْ سِدًّا وَغَشِيَتْهُ
 نَقِيرُهُمْ لَا يَنْصَرُونَ ۝

وہم سے ان کے پیچھے دیوہیں کٹر کی کر دیں۔ اور نہیں ڈرنا
 یا کہ بے درجہ نہیں ہو سکتے

راہِ نجات

[illegible]

کر آپ را سنبھالے ہیں تو یہ آپ کو جیوہ بادشاہت ہے۔ اگر آپ دیانت و
 بی توئی مافقت اندیش فرمایت ہیں۔ اگر آپ مہارت گذر بھی ہیں تو آپ
 کو ہمیشہ کے نامورست یاد کرتے ہیں۔ رب ان رشتہ و ستاروں کو تھام لے کر ان کو
 کی نواہیوں سے یوں تھام لے گا۔

قُلْ كُلُّ مُتَّبِعٍ بِالْأَخْصَرِ يَنْ أَعْمَادٍ سَادِينَ صُلِّ سَعِيدٍ
 فِي نَحْوِ سَادٍ وَهُمْ يُحْسِبُونَ نَحْوِ يُحْسِبُونَ حُسْنًا
 أَلَيْسَ تَدِينُ كَحَمْدٍ وَابِيَّتِ كَرِيمَةٍ فَذَلِكَ حُسْنُ
 كَسْبِ سَيِّدٍ قَدْ تَفَيَّرَ سَيِّدُ يَوْمٍ نَفْسًا مَذُورًا

سَعِيدٍ

و آؤ بر تمہیں بتائیں کہ یہاں وہ دگ کون ہیں یہ وہی ہیں جس
 کی نزدیکی ستمیں چن رہی ہیں لہذا فراموش نہ کریں صرف ہو گئیں
 وروہ ستمیہ ہیں کہ جو کچھ کر رہے ہیں بہت اچھا کہ آپ
 ہیں یہ خدا کی ہدایت کو توڑنے والے اور ان کی چیزوں کو
 اربینانہ کے سکر ہیں۔ ان کے اعلیٰ نہ ہو گئے۔ ورتباعت
 کے دن ہر ن کے غار ہائے نیک و بد کو توڑنے والے ہیں سب
 جہم کر دیں گے

ملا دیں یہ لڑائی کے۔ یہ کار میں ایک دم کوئے ہیں اور کہ ہوں تو نہ ہوتے
 سب پر ہر کسی سے ہوں ان کا ہر طرف ہیں پھر سب کے

اور کس تنبیہ یا دھمکی کی پروا نہ کرے۔ تو تاکم اس بستی کو تباہ کر دیتا ہے یہی
کیفیت اللہ کی ہے۔ وہ اپنے خدا کاروں سے محبت کرتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ

اللَّهُ إِنَّ لَوُكُلٍ سَبِيلِهِ بَرٍّ مِّنْ دُونِهِ

کی باتوں کو دیتے ہیں)

فداکار اُسے چاہتے ہیں۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا شَدِيدِ مَّحَبَّةٍ

اے ایمان آلودہ و امانہ محبت کرتے ہیں،

اور بدکاروں کے کاش نے پر یکساں کرنا ہے۔ خوف نہیں ٹکانی و نتیجہ ہے زمین
مہمہ کا ہے اور سزا دینا بھی اسی کا کام ہے۔ خدا ایک دم نہیں پکڑتا، بیکہ کچھ امانت
دیا کرتا ہے۔ اگر اس وقت میں مجرم کی چشمہ دل و ابو جانے درود و تہ کے
تعمیریں پہ گھر پڑے تو ممکن ہے کہ وہ اس کا قصور معاف کر دے۔ یا قصور کی سزا
دے۔ پس یہ بت دو منزلیں یہاں ایک صاحب دل امانت ڈرنا شروع کر رہا
ہے۔ اس خوف کو زحمت یا عذاب مت سمجھو۔ بیکہ شاہراہ جہان ہے پر یہ ایک
سُہالی منزل ہے۔ ایسی منزل جس کے گرد میدانوں تک بدکار کی کے ساتھ سفر
نہیں آتے۔ یہ خوف نیستنا ایک زبردست نہیں تعجب کا نام ہے۔ یہ
اعلان ہے کہ بات کا میں کن دے کے نتائج سے ڈر گیا ہوں اور آئندہ اس
سے ڈر رہوں گا۔ یہ خوف ترس کا دے کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ کن دے خوف خدا
کبھی جمع نہیں ہوتا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ در منزل و سرزمین کے چاہیں۔ اور

یہ سب بھی قاتلے جانیں زمین خدا سے ڈرتا ہوں۔ بہت ڈرتا ہوں۔ بے حد
 ڈرتا ہوں۔ اپنی اتنا ڈرتا ہوں کہ جب تک رات کو دو چار تھ اور دن کو
 پانچ سات ستر نہ توڑ لوں۔ میرے اس خوف کے بحر منقشرب میں سکون پیدا
 نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک دو تار دن جبر پڑے باز رہی کرتے۔ اگر ایک بار
 شام تک حاجت مندوں کے پیر سے اتارنا پھر سنا۔ کہ ایک کو ان آستان
 میں منت ہیں اگر سہ کو تو ضرور نہ خیر پہنچ کر جنوں کے پیر اور پیر بہتوں اللہ
 سے ڈرتے کی ہی تو سبکیں مانگ رہیں تو یقین کیجئے کہ یہ بدرفتار مدت مذاق
 کر رہتے ہیں۔ اس کی مثال یوں ہے کہ ایک لڑکا سکول کے تمام بہتر کتابیں
 ورنے کے لیے کہہ دے۔ پھر کہیں توڑ دے۔ دو چار تار کے سر ہی ہوں قاتلے
 اور سب تو ہیں تار تار پھر سنا۔ اسے دیکھیں ماسٹر جی سنا بہت ڈرتا ہوں اور
 میں وہ مسٹر جی سنا۔ جس میں ہر آج کا مسلمان کہہ رہا ہے۔

سانب سے کچھ دن قرین دانش نہیں اور شہانہ جیوں کی زمین تعمیر کرنے
 ان سے نہ توڑ نہیں۔ بدکاروں سانب ہیں۔ بدکار پیر پیر کر دیں کی گناہ
 سے زمین میں بچیوں کے خزانے ہیں۔ ہر بار بار ہر بار ہر بار ہر بار ہر بار ہر بار
 سب کی گردن پر کوئی سر ہے اور میں رہی کے واسطے جتنی جتنی موتی پر ہے
 وہ نہ ہوں۔ بچیوں اور شخصوں سے بچو۔ ہر صاحب قتل دشمن سے بچ کر رہتا
 ہے۔ گناہ سے بڑا کوئی دشمن موجود نہیں۔ دشمن وہ مردانہ کہنا نہ سبب سوچنا۔
 مردانہ سبب نہ ہو یہ نہ کہ بچپن میں ہے۔ گناہ وہ نہ کہ نہ ہو کو
 نہ ہو نہ کہ نہ ہو۔ مبارک سبب اور انسان ہر س دشمن سے بچنے کے

لیے اللہ کے دامن میں پناہ ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ ارشاد کس قدر
ایمان افزہ ہے۔

”خداوند بخیر و برکتوں اور قریب ہے۔“

خداوند کا خوف و انالی کا اثر ہے۔

درجہ اول

خدا کا خوف اور کھد سے اجتناب دو خوش ایک چیز ہیں۔ وہ شخص و خوش
بڑا متمتع ہے۔ جس میں نہ وہ خوف پیدا ہو جائے۔ حضرت علیؓ اس شخصوں
کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

”خداوند کا خوف و خوش کی ابتدا ہے، بین حق تعالیٰ و خوش
کو حقیقت سمجھتے ہیں۔“

در بیان کے مثال ہے۔

حضرت کرشن علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

”والتس مند و دست جو بیان اس کے بعد اپنی خواہشات کو
اپنے پس میں کرے۔ ایت انسان کو بند و پائیز سکون کی طرف
رہل باقی ہے۔“

لیکن نادان و غافل و ایمان اور اسیر کماں تباہ ہو جاتا ہے۔ اسے
نہیں رحمت مہی ہے ورنہ وہاں اس جہاں سے آئے۔

دیکھتا ہے۔

ایک ورنہ پر وانش و جہالت کی تخیروں میں کشت ہیں۔

یا محنت نہ کی تو امتحان میں نا کام ہو گئے۔ افسر سے روپوش تو ترقی نہ گئی۔ وغیرہ۔ ان صورتوں میں اللہ سے کہنا کہ یہ سزا نہیں واپس لے لے میں معنی ہے۔ اس لیے کہ بیٹے ہوئے دن واپس نہیں آ سکتے۔ کچھ کنا دایت ہوتے ہیں کہ اگر بار بار کہتے جائیں تو انسان ان کے عواقب کی دلدل سے آخری دم تک نہیں نکل سکتا۔ میرے ایک دوست جوانی میں جسے راہ ہو گئے، امیر زادہ تھے۔ اس لیے عیاشی میں وقت تک ڈوب گئے۔ شام کو موما شرب کی پوری بوتل اڑاتے اور نیم شرب تک پرستشِ حسن میں مصروف رہتے۔ شرب یہ خیر نہ کہاؤں کہ رابوں پہ بڑا ستا ہی گیا۔ تو اللہ نے اس کے قلب و جگر کی مشینری کو تباہ کر دیا۔ آج اس کی عمر پینتیس برس کے قریب ہے۔ لیکن دل و جگر کی کن ٹوک تباہیوں میں مبتلا ہے۔ زبان کی ریح ٹٹا رہا ہے۔ لیکن چہید گیاں بڑھتی جا رہی ہیں۔ خرمن کو آگ لگا کر راکھ کر دینے کے بعد اللہ سے وہی خرمن مالکن حاکمیت ہے۔ اسی طرح جسمانی نشام کو اپٹ یا پختوں مکمل طور پر تباہ کر دینے سے بعد خود کو دوبارہ نہایت بے سود ہے۔ یورپ کو آگ لگا دی جائے تو سب سے آہستہ بڑھتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ ختم ہو جاتی ہے۔ اگر سیلاب کا دھماکہ کسی دیوار کو چھو کر گزرے۔ تو رفتہ رفتہ دیوار آبخورن ہو کر گر پڑتی ہے۔ اس دیوار کو بچانے کی صورت یہی ہے کہ دیوار کے کاٹھ جلد تر موڑ دیا جائے۔ ورنہ دیوار گر بہنے کے بعد نہایت بے معنی ہو گی۔ اس طرح توبہ کا فائدہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ گناہ کی آگ کو جلد تر بجھا دیا جائے۔ ورنہ نشانہ حیات بدل جائے گا۔ بعد پشیمانی بے سود ہو گی۔

جس طرح مسلمانوں کا توبہ خدا رسول، گناہ، ثواب، سلام، کفر وغیرہ کے متعلق فقہاء مسیحیہ پر چڑھتا ہے اسی طرح توبہ کا پھیلنا بھی ان کے ہاں عجیب ہے۔
 ان کے نزدیک توبہ نام ہے عمارت ذیل دہرائے کا۔
 اَسْتَغْفِرُ اللہَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَ اَتُوبُ اِلَیْهِ۔

کنا دھڑا دھڑا کر کے جاؤ اور پھر سر جھپکا کر یہ مقرر پڑھو اور سب کچھ معاف اور اگر کچھ فرق رہ جائے، تو دھڑا کر کے گنج العرش کے چند جگہ پڑھ لو، نہ صرف گناہ کی قسمت کا فوراً ہو جائے گی۔ بلکہ ہر طرف ناکرہ ہوں اور ناخواندہ نمازوں کا فوراً پھیل جائے گا۔ ان کی توبہ کا دائرہ صرف، اٹھارہ تک محدود ہے۔
 اور اعمال پیراس کا کوئی اثر نہیں، ایک اور گروہ توبہ و اعمال کے رشتے کو تو سید کرنا ہے۔ اس میں ساتھ ہی کہنا ہے۔ کہ توبہ کے بعد زندگی بھر کی غزشتیں نواہ وہ معمولی ہوں یا خیرناک۔ دس ہوں یا دس۔ کد یک دم معاف ہو جاتی ہیں۔ ان سے کوئی پوچھے کہ اگر ایک کچھ پورٹا لب علم نے ہل جائے کیا کیا اور وہ امتحان میں ناہم ہو گیا تو تمہیں برس بعد توبہ کرنے سے پہلے دوسرا کیسے صاف ہوں گے۔ ایک عیاش شرابی کی تباہ شدہ صحت کہاں سے واپس آئے گی اور باپ کے قاتل کو بعد از توبہ باپ کہاں سے مل جائے گا تو براہی صورت میں مفید ہو سکتی ہے کہ بھلائی کے تمام مواقع کھولنے سے پہلے گناہ کو

معاف کرنے سے پہلے عیاشی و شرابی کے متعلق کہنا ہے۔ کہ ان کے بڑھنے سے دس دس
 نہ بچے، اور کسی کوئی گروہ نماز و توبہ متا ہے۔

تڑک کر دیا جائے۔

آیہ ذیل میں قریب ۱۰ لفظ خاص توہرہ کے قابل ہے۔

اِنَّكَ مَرْبُوْدٌ عَلٰی اللّٰهِ بِذِيْنَ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ مِنْ ذُنُوْبِهِمْ

تَاَمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَبْلِ رَبِّكَ ذٰلِكَ بِمَا رَحِمْتَ سَتَاَمَّ يَغْفِرُ

و توہرہ انہی دو کون کے لیے سورہ مند ہوئی ہے جو نادانی سے گناہ

کرتے ہیں اور جلد لوٹ آتے ہیں۔ ایسوں پر اللہ ہمیشہ بخشنے والا

ہو جاتا ہے (

توہرہ دو اجزاء کا مجموعہ ہے۔ اول جہندہ امت و دوم آئندہ کسب کا جو

سے اجتناب۔

مَنْ عَمِلْ مِنْكُمْ سُوءًا بِجَهْدٍ ثُمَّ ذَابَ مِنْهُ فَهُوَ رَافِعٌ

وَ قَدْ عَمِلَ ذَرْبًا

جو لوگ نادانی سے گناہ کر بیٹھے ہیں اور اس کے بعد تائب

ہو کر اپنی اصلاح کر لیتے ہیں۔ وہ اللہ کو منظور و رحیم پائیں گے (

یہی وہ توہرہ ہے جس کے بعد آسور کیوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

وَ اِنْ اَسْتَغْفِرَ لِرَاسْمٰی بَكْرَتِكَ تَوْبَتُهُ بِسَبْعِ مِائَةِ مِائَةٍ

فَاَنْتَ اِنْ اَبْسَ مَسَاخِي وَ تَبَايَسْتَ حَتّٰی ذَرَيْتَ نَفْسَكَ

و اسور

و تم اللہ سے معافی مانگو۔ اور اس کی طرف لوٹ جاؤ۔ اللہ تمہیں

موت تک حمد و اسباب حیات سے نوازے گا۔ اگر مستحق آتے ہو عزت

ص ۱۷۸

تو رست ہیں درستی ہے۔

اگر تو اپنے خداوند کی رست بھرت نکلا اور اس کی آواز سے کہہ

وہ تجھے نہ پہنچا دے کہ نہ بدگ کرتے ہوئے

(سنتنا بیجا)

”تو رست ہیں تو رستوں سے فریاد کی رستوں سے نہ کہ نہ سننا ان کے

دکھ پر نہ ڈر اور اپنے خدا کو یاد نہ کیا“

۱۷۸

تو رستوں سے اپنی سببتوں میں خداوند کو پہنچا دے کہ نہ

اپنی سببتوں سے چھڑا دے کہ نہ اپنی اور موت کے سلسلے سے

باز نہ دے اور ان کی نہ خبر اس کو توڑ دے

۱۷۹

تو رستوں سے سببتوں سے نہ دے

تو رستوں سے سببتوں سے نہ دے کہ نہ اپنی سببتوں کے ساتھ

یہ نہ دے کہ نہ اپنی سببتوں سے نہ دے کہ نہ اپنی سببتوں سے

تو رستوں سے سببتوں سے نہ دے کہ نہ اپنی سببتوں سے

اور وہی سببتوں سے نہ دے کہ نہ اپنی سببتوں سے

تو رستوں سے سببتوں سے نہ دے

۱۸۰

مقامات بدعہ عبید اسلم فرماتے ہیں :

”کر کوئی شائیں کندہ کہ اثر رکھتا اور آئندہ اس سے سب ڈرے“

کا اثر رفتہ رفتہ ختم ہو جاتا ہے“

(بدعہ کا مست ص ۹۹)

کسی بزرگ کے مندرجہ ذیل آثار وہ ایک بڑے صاحب کتب ہوتے

تھے۔ کہ یہ تمام مسیحیتیں، زیاریاں اور پریشانیوں کو تیرا ہی ہوتا

اللہ تعالیٰ کناہ و مخلوق پر برہنہ رہا ہے کہ اس نے کئے کر سوس کی تیرا ہی

تیرا ہی مخلوق ہر طرف پھیلی ہوئی ہے اور اس کے تیرا ہی ہر چہ ہر طرف

رہتا ہے تو جو ان تیرا ہی سے کہتے ہیں وہ جواب دہ

”تیرا ہی کی عقل میں آجائے گا“

”نہرے داؤد غیبیہ سارے سننے کی مناسبت کو تیرا ہی ہے“

”اب خدا منہ روں سے سب دیکھتا ہے وہ ڈرے سے کہ نہ

بے قرار ہوئے۔ کھٹاؤں سے پانی انہیں دیا ہوا ہے کہ یہ تیرا ہی

تیرا ہی ہر طرف سے آئے تیرا ہی کرنے ہوئے ہے کہ یہ تیرا ہی

تیرا ہیوں نے مائعات کو روشن کر دیا۔“

(نہرے داؤد غیبیہ)

مرزا غالب نے کہا ہے کہ

تیرا ہی حیات و بندہ

تیرا ہی حیات و بندہ

اور زندگی میں نہ سے رہا نہ ہو سکتا ہے۔ تیرا ہی ہے مرزا سے نہ تیرا ہی

میرے ہاں غم بھرا شمعِ زندگی سنت نہیں بلکہ گناہ سے و بسترِ بے بسی ہے
 ہر لمحہ گورہ میں یوں تبدیلی کیجیے :

غ بندہ کنہ و لایقِ غمِ اصل ہیں و دوزخِ ایک ہیں
 کنہ و گورہ کی سے مثال دیکھیے اور دیکھئے کہ سلسلہ معائنہ ہو جائے گا
 فَمِنْ مَنٍّ وَ اَمْنٍ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ
 (سفر مہم)

و بولوا کہ ہماری باتوں کو مان لیں اور اپنی اصلاح کریں۔ نہیں
 خوف و غم سے رہائی مل جائے گی۔

لَا اِنَّ اَوَّلَ الْاٰیَاتِ الْاَلْوَدَّ الْخَوْفُ غَايِبٌ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ
 (سفر مہم)

ابورخصو کہ شد کے اور عقول کے قریب نہ خوف آئے گا نہ غم

حضرت وادوحہ اسرارِ راستہ ہیں :-

است شد وند تو میری پناہ گناہ ہے۔ میں نے غم کو اپنا مکان
 بنا لیا۔ میں یہ قہر پر کوئی مسیبت نہیں آئے گی۔ کوئی دہائیر نہ
 جیت کے یہ کس نہ پہنچے گی۔ کیونکہ شد وند اپنے اثرات کو کرکے ہست
 کردہ سب زہموں پر تیری تمبانی کریں۔ یہ فرشتے تھے : سب پر
 ٹھائیں گے کہ تیرے پاؤں کو پتھر سے ٹٹو کر نہ لگے۔ دشیر اور
 سب کو قتل کرے گا۔ اور اس سب کے خوف خداوند سے

شاید وہ تجھے نہایت دے گا

ہم اور اق کدشتہ میں سرمن کر چکے ہیں کہ اللہ کے اشاروں پر وہ کدشتہ
 کر رہے ہیں۔ جو انھیں مختلف عیبتوں اور نادنیوں سے بچاتے ہیں ان
 عیبتوں کی راہوں و دھاروں تک بھی پہنچتی ہے کہ میں عیبت سے پہلے
 کوئی ایسا خیال دل میں ڈال دیتے ہیں کہ انسان سارے شریعت کے عمل سے
 بے رہے۔ میں ایک ایک عیبت میں کوئی نیا ہوں جو ایک روز لپیٹ ہو گیا۔
 اندھیرا بڑھ رہا تھا کہ ساتھ ساتھ کدھلی آگنی رہی کہ اس عیبتوں کے
 باطن میں ترقی ہو سکے۔ بڑھتا رہتا دشت و شوار بڑھتا رہتا۔ اس سے پہلے عیبت
 مزدوروں کوئی کہہ کر ایک جاؤ اور زالی ان کے بڑھتی سے فرور کر دو
 چیزیں وہ ڈالیں۔ تھوڑے تھوڑے تھوڑے چار منٹ بعد کوئی چیز لڑنے سے
 پہلے ہی پرست کر گئی۔ جب عیبتوں میں گیا اور یہ دیکھ کر اس کی عیبتوں پر
 پہنچے۔ تو محسوس ہوا کہ وہ حال ہی میں ایک نیا ڈھانچہ بن گیا ہے۔
 اسے جان لگا رہا تھا اس وقت کے بعد اس سے پہلے ہی کہ اس کے عیبتوں
 جو یہ ہے کہ وہ نہ مانج سے ڈرتا ہے اور نہ بڑھتا ہے اور نہ اس کی
 زبان پر یہ جملہ رہتا ہے۔

پس کدشتہ کے اس عیبتوں کی رشت پر پادشاہ وہ عیبت

بجائے کہ بڑھتا ہے میری نسبت میں فرق نہ کیا

وَلَا يَكُنْ مِنَ الْكَافِرِينَ

۱۳۳

اللہ بیٹا اہل ایمان کی عیبت نہ کرتا ہے

میں نے دیکھا اور غیبی، سارے دُکھ سے نجات پانے کی تدبیر یوں بتاتے ہیں :-

تند وند میری چٹان، میرا نر خد، در میری نجات دہندہ ہے۔

..... وہ میری دُعا اور میری نجات کا سینکڑا ہے۔

میں نے اس سناٹے سے کہ پھر تار تاروں اور یوں دشمنوں سے

رہائی پاتا ہوں..... جب موت کے پہنچنے سے پہلے

کیرا اور جب دین لوگوں کے سیلاب سے بچا دیا.....

تو میں نے تنگی کے وقت تند وند کو پکارا..... اس نے میری

آواز اپنی سیریل میں سنی۔ تب زمین کا نیچا ساڑھ سے پھاڑ پھڑا

ہل گئے..... اس کے دشمنوں سے دشمنوں، ٹٹا اور اس

کے منہ سے آگ نکل گئی..... خداوند آسمان میں اُتر آیا.....

.. تو دست اور انہار سے بڑے لگے۔ اس نے تیرے چہرے پر

دشمن پرانہ جوئے اس کے ہتھیار چھینے اور وہ تیرے

..... پھر اس نے مجھے پکڑ کر کمر سے پائیوں سے باہر کھینچ لیا اس

نے دشمنوں سے مجھے چھین لیا..... کیونکہ وہ مجھ سے خوش تھا۔

تند وند میری صداقت کے مطابق ہے جیسا کہ

ازبور ہے۔

نیکہ بہاروں اور ہر ساتوں یہ نعمتوں اور مستیوں، میری زندگیوں اور دشمنوں

میں فی رات بے شمار ہے۔ اس کے پاس نعمتوں، راحتوں اور مدد کے

بند و بندہ ہیں۔ یہ سب ان کے لیے ہیں۔ تند وند ان کے ہاتھوں اور ہاتھوں کو

کیا کروں ہے۔ کریمؐ کی آخرت ہے۔ بیانیہ اس کی عادت ہے۔ ہر وقت
اس کا خیال ہے۔ وہ اپنی نعمتوں سے متناسک آگاہی۔ میدان اور حکمت کے
اگر تم بدویراں سے اُستاد بنائیں نہ کرو۔ اور آئینہ شگفتہ سے اس کی مہر کی
سکون میں شعلہ نہ ڈالو۔

خُتَبِ مہرِ نغمہ۔ تَحْمِیْدُ الْاَوَّلِی

۱۔ ائمہ نے رحمت کو اپنا فرض قرار دیا ہے :

مستتر ہا آغازِ خدمت ہو تا ہے۔ اور تم کو مستتر ہے۔

مستتر

رحمت نور ہے۔ شربِ نوشی۔ عیاشی۔ کپ بازو اور
اور اس رنگ وہ نہیں ہیں۔ مگر ہر اس رسوائی۔ ذلیلانہ کی رہائی۔
وہ نہیں اور سب سے بہتر ہے۔ دوسری طرف علم۔ عاقبت۔ نامور کی رہائی۔
سیادت و تہذیب و تمدن ہیں۔ نورِ سائب کے ہمارے چہرے کے بدنام ہیں۔
انہی کی وہ رحمت وسیع ہیں۔ اور اس کی تائید ہے۔ شام کی مسجبت زاد
کی مدد کرنا غنی۔ انہی کے لئے ہے۔ کسی چیز کے تسویر چہرے کے اس کے
کھنسی عظیمہ سے نہ سے۔ بڑے سے بڑے نامور ہیں۔ اس کے
پھر کہ کسی بہ نور کو تہذیب و تمدن۔ ہمارے اس کے لئے۔ ان کے
کوئی۔ ہمارے کے لئے۔ ان کے لئے۔ اور ان کی خیرات میں۔ ان کے ہمارے
سب سے بہتر۔ ان میں۔ ان کو نہ ہمارے کتابت۔ اور ان کی کتابت۔
ان کے لئے۔ ان کے لئے۔ ان کے لئے۔ ان کے لئے۔ ان کے لئے۔
کے لئے۔ ان کے لئے۔ ان کے لئے۔ ان کے لئے۔ ان کے لئے۔

مذہب بات ہیں۔ اس میں وہ رفعت آجاتی ہے کہ اس کے سامنے آسمان ہی
پست معلوم ہوتے ہیں۔ یہی روح بلندوں کی طرف چڑھتی جاتی ہے۔
جہاں تک وہ ذرا ہوا کے بعد ہزاروں جہاں پہنچتی ہے۔ اس روح کو
مذہب نفس مٹانے کے واسطے ہوا کی بات۔

وَبَشِّرِ الصَّالِحِينَ الَّذِينَ إِذَا أُدْعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ أَتَوْا مُطِيعِينَ
مُتَّعِينَ بِمَالِهِمْ

اِسے مسلمان۔ روح کو اپنے رب کے پاس اس حالت میں کہ وہ
تم سے خوش ہیں اور تم سے خوش ہو۔

یہی ایمان کی سرسبز مٹی ہے۔ یا اس سے بڑھ کر ہے۔ یہی ہے۔
کتابوں میں مذکور ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔
یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔

یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔
یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔
یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔

یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔
یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔
یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔
یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔

یہی ہے۔

”جو شخص خواہے وہ ماش و درختوں کو بھی اپنے دستک بعد خواہتے۔
خوف، درہمذاشت کو ترک کر دیتا ہے۔ وہ تمام دیکھوں سے رہائی
پالیتا ہے“

دیکھنا ۱۱

”میں تمام نعمت و خالق ہوں۔ ہر چیز خود سے بنی ہوئی ہے۔
حقیقت کو پایتک بعد و آئندہ پوری نویت سے نہ مریں
نہ دست کرتا ہے۔ نہ میرے متعلق سوچتا ہے۔ میری بستی میں
دوب جاتا ہے۔ خود سے نور حاصل کرتا ہے۔ وہیں اس کی تابانیوں
ہے۔ کھٹ ٹھٹائیوں و میرے متعلق کھٹکوتہ کرتا ہے۔ وہیں وہ
معنوں میں سرور و مطمئن ہیں۔“

دیکھنا ۱۲

”میں مسرت کا آغاز سے قائل ہوں۔ انجام تک ہوں۔ درختوں سے مسرت
وہیں ہے۔ یہ عرفان نفس کے مفہوم میں ہے۔ ہم اپنی ہے۔ مومن ہیں
نورانی کا منبع محسوسات ہوں۔ وہیں ہر آواز مسرت اور ہر حرکت قائل
ہو۔ ہواؤں و سبز و سفید قائل و لبہ ہر زبان خوب کسل اور
رہائی کی حقیقت ہو۔ وہ علم ہے۔“

دیکھنا ۱۳

”جہان میں انسان و خدایہ ہر ایک ہوں۔ مسرت سے جس سے نجات حاصل کرنے کے
پیشہ سالانہ کھٹکوتہ کے نہیں۔ یہ کھٹکوتہ سے مسرت سے مسرت ہے۔“

اور ہمت نہایت کے سبب اپنی باتیں محول کھول بٹھاؤں کی ہیں۔ مگر یہ
 جہاں سب سے پہلے پڑے تو انہیں سن کر سکوان کی حالت سے
 جانیں کہ اور ہر جگہ پر ان کی مدد کریں گے۔
 و کتاب شاہی در دستار

اس شان کو سن کر سکوان کے سپہ سالاروں کی طرف سے اس کا جواب
 ان کے پاس پہنچا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے ان کی ہمت کی تعریف کی ہے۔
 مگر یہ ان کے لئے ایک بڑا درد ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کے لئے
 ان کے لئے ان کی کمر بٹھانے کی غرض سے ان کی مدد کریں گے۔
 ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے

مگر جب ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے
 ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے
 ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے

در دستار

اس کی حالت سے ان کے پاس پہنچا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے ان کی ہمت کی تعریف کی ہے۔
 مگر یہ ان کے لئے ایک بڑا درد ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کے لئے
 ان کے لئے ان کی کمر بٹھانے کی غرض سے ان کی مدد کریں گے۔
 ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے

انہوں نے کہا کہ ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے
 ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے
 ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے

اُٹنے ہیں غنہ منت کی سرکش دست دمی ۔ جو آج مشہور ہوئی راست ہیں
ست باہر دیار کھجور جا کر بند بہر جیب پیاٹے سات آئی تو اس سے
بار اس کے نیچے دیں ہوں پوچھیں کھجور سے مجھے دیکھا وہ نہ ف
انتہا ہی کہہ کر خاموش ہو گیا ۔

اے آپ اسٹائٹ کے بہت سیسے بیگے ہیں۔

نہ بھائے ان کے نزدیک تھا کہ یاشن احسان آلودہ ہے بھول کہ تمہارے
واں فرزند انبیا کثرت تبویہ رہا ہے :

تینا وکرس - دس کرپشن ٹیوشن ٹیپ بھولی :

۱۴۹۰ : اکتبر

ایک مثال انسان جو دوسرے وقت کو قسمت ہے۔

پرو فیہ تھے نہ رسالت کی کیا۔ چاہے رولز اپنی بات کے ساتھ، بڑے بات
دور تھے پہلے اور اندر یہ کہ ایک نیا نیا خیال تھی عیب سے نرہ کر

بہر دستِ جہت ورون بہر زلفِ محرابین کے زخموں و زخموں پر مہر ہے۔
بہرین کو رشتہ ہاں کہہ دوں یہ نہیں بن کر تکتے۔ جاں بھی نہ فویرہ

وہی رہا اگر پاسن میں توفی سب عمر چھڑے جو جانتا وہ وہ دوسرا نہیں ہے
سے تو اس وقت سے کہ مجھ کو یہی کرتے تھے کہ قید پرست نہ رہا پس میں

آئے۔ وہ ذراں کو باجی عانت نماز پر لائے اور اس کے بعد فرماں دیا کہ اس کو
جب نہیں آجی۔ سو رہتے ہوئے اس کو سب سے پہلے اس کو فرما دیا۔

چونکہ یہ ایک غیر معمولی اور بڑے اہم فیصلہ کی تیاری ہے۔

ایک مرتبہ ایک صاحب نے خیر کو ڈالنے کو کہا۔ دوسرے نے باقی کپڑے کا
 سامان کاغذ دیا۔ اور ایک بزرگ نے سنگھڑ منہ سے انکو ادنیٰ کہہ کر فوس مٹنے کی سے
 رہتے کر رہیٹ کا۔ وہ پہلی بہن کا سامان میں قدر زیادہ ہو گیا۔ کہ کتنی
 سارے تھے۔ دوسرے سامان کا کرایہ دینا پڑا اور غصوں سے فریادیں کرتے رہے۔
 سے ذکر تک نہ کیا۔

سعدی نے بھی خیر پر سب کچھ اس سبب کرتے تھے کہ تھے دوسروں کی تعریف
 اور کثرت اور ان کا بد چہرہ تھے ہیں ایک لذت میں تھی۔ جن وہ نہایت
 بدستور وہ بدستور کوئی نہیں تھیں۔ باہر کچھ نہ تھی۔ جو خوشی کو فریب کے دربار
 میں سے ہی نہیں تھی۔ جیسے کو ہندوؤں اور غریبوں کو اور اعلیٰ بہ چہرہ ہوتی تھی۔
 اعلیٰ بہ چہرہ کو ہانک دیا۔ تھی اور سنگھڑ منہ کو ہانک دیا۔ کراہ
 صاحب سے ذرا آگے غم نہ تھی مسرت کے خزانے نہ ہوتے تھے وہاں کیوں نہ
 نہ تھے۔ دنیا کے تھیں۔ بد چہرہ ہر کی دوست نہ تھے۔ کہ کتنی تھی بشر
 بد چہرہ رہتے تھے۔ جانتے تھے۔ یہی تھے مسرت کے جوہر اس قدر تھیں کہ وہ
 تھے۔ مر جاتے تھے۔ اور نہ تھے۔ سزا مر جاتے تھے۔ انہیں میں رہتے نہ
 ہیں۔ سزا تھے۔ اور وہیہ سزا کو ان تھیں۔ جو تھے تھیں کہ یہ تھے
 ان تھیں۔ پتے تھے۔ کہ تھے۔ جانتے تھے۔

تھیں۔ ان تھیں۔ ان تھیں۔ ان تھیں۔ ان تھیں۔ ان تھیں۔ ان تھیں۔ ان تھیں۔

ان تھیں۔ ان تھیں۔ ان تھیں۔ ان تھیں۔ ان تھیں۔ ان تھیں۔ ان تھیں۔

ان تھیں۔ ان تھیں۔ ان تھیں۔ ان تھیں۔ ان تھیں۔ ان تھیں۔ ان تھیں۔

کتبِ نشہ بہ ہزار اس کے مسموں پر ستر تھیں جیسا کہ ایک رہا اور ایک رہتا ہے اسکی
 رستہ ہر روز نہ ممد سبب ہے جو تباہی سترنے کی طرح غیر تفریب ہے
 مہماتہ بد مذہبیاں عزت کی بات کہتے ہیں :-
 جس طرح ممد رہا تو تریب کی سبب یعنی نہیں۔ تو طرح سیر کی غیر ہ
 کہیں تو تریب کی سبب ممد تھیں تھیں نہ کھانا
 اہل مرتضیٰ

ایک اور موقع پر فرمایا :-

میں ایک ہی بات کہتا ہوں ہیں وگرت رہا ہے
 اہل مرتضیٰ

حوادث ہیں اخبار کی حفاظت

اس فرد کے متعلق یہ فیصلہ کرنا کہ وہ نیک ہے یا بد، درست نہ کہ غلط ہے۔
 سچے کر س کی ساری زندگی کے تمام اعمال ہمارے سامنے نہیں ہوتے اور
 اکثر ہوں بھی تو ہر ایک کی قدر و قیمت معین کرنے کے بعد اس کی نیکی و بدی
 کا فیصلہ دینا اکثر بیکار انسان ہے۔ وہ یہ کہ اللہ نے اس کی قدر و قیمت بین
 نہیں کی۔ ہمیں معلوم ہی نہیں کہ روزِ جزا کی نیکی ست یا نازد کر روزِ جزا کو
 قیامت حاصل ہے تو کمٹی۔ یاد دس نمازیں ایک ایک روزے کے برہنہ
 یا بپاس۔ جب کہ بحیثیت منافق صبر ہے پر سیدہ دیکھتے ہیں تو وہ سوس
 کے مہر مقرر ہوتے ہیں۔ اس لیے ہم بہتر کو بدتر سے تمیز کر سکتے ہیں۔ لیکن
 جہاں یہ معلوم ہی نہ ہو کہ کج بات اللہ سے کتنے سوس مل سکتے ہیں اور
 سوس کے مہر کتنے ہیں۔ اس لیے ہم سب اس کو کر رہے ہوتے ہیں۔ کسی فرد کے
 تمام اعمال ہمارے سامنے نہیں ہوتے اور یہ ہمیں معلوم ہے کہ ہر عمل
 کے مہر کتنے ہیں۔ اس لیے ہم سب اللہ سے عموماً غلط ہوتے ہیں اور اس
 لحاظ اندازوں کی بنا پر ہم خود پیرا عمل کر کے نتیجہ ہاتھ میں لے لیں
 فلاح حرام خورد و خوراک باز اور بد بزرگوں پیش کر رہے ہیں اور ہمیں اس سے بچنا
 تنگ پیر نہیں۔ آپ کو کیا معلوم کہ اس عموماً کج باز کے نام سے کہا جاتا ہے
 کجاست۔ جو کہتا ہے کہ اس نے اپنی چھ جہیم پس رکے ہوں۔ وہ تو بڑے
 کو روز کی دست دے رہا ہو۔ اس سے کتنے بڑے ہوں گے اور یہ اسے تیر دہائی ہو۔

ہاں ساتھ لاکھ روپیہ کسی بیوروکریسی یا مہیج کی تعمیر کے لیے دیا ہو یا
 دنیا میں ایک وقت کے لیے کسی وقت سرور ہر کی بازی میں کسی ہوا اور دشمن
 سے کہ اس کے یہ کارنامے اللہ کو ہتھوڑی نمازوں سے زیادہ پسند آگئے
 ہوں۔ بیشک طوائف بازی و قیاسی گناہ ہیں۔ ممکن ہے اسے ان گناہوں
 کی سزا کسی اور صورت میں مل رہی ہو۔ مثلاً اس کی اور دنیاوی ہوا کی
 بدچلتی ہو۔ مگر نیک بازی ہو۔ خود کسی چیز میں مبتلا ہو۔ یا اس کے دشمن بڑا
 رہے ہوں۔ سزا کی صورت صرف اللہ ہی نہیں۔ سینکڑوں دیکھو نہیں بھی
 ہیں اور اللہ جو سزا پاتا ہے۔ گناہ کو دے دیتا ہے۔ اللہ سے یہ چھپنا کہ
 اس نے فلاں سزا کیوں دی۔ اور فلاں کیوں نہ دی، حقیقت ہے وہ عادل
 ہے۔ دینا نہ دے اور سب حد دانشمند ہے و وجہ کوئی فیصلہ صادر کرتا
 ہے تو عزم کی ساری زندگی اس کے ساتھ جوتی ہے۔ وہ تمام حیرت کو
 دیکھ کر شایستہ چپاٹ کر موزوں دیکھتی ہے انسانیت فیصلہ جاری کرتا ہے۔ اس
 کے فیصلوں کو ایک طرف جانبدار نہ رہنا غیر منصفانہ قرار دینا دینی کی انتہا ہے۔
 بہر حال ہمیں یہ قطعاً معلوم نہیں کہ نیک کون ہے اور بد کون؟ جنت
 انجینئر معلوم ہے۔ نہ نیک حد کی حد سے کوئی مہیبت آتی ہے تو نیک
 ہی ہوتا ہے اور بڑے تباہ ہو جاتے ہیں۔ میں نے زندگی میں ایسے کئی
 حوادث دیکھے ہیں مثلاً ایک شخص نے ایک گھر میں جہتوں کے راستے کشمیر
 چار دیواری بنائی۔ بس سب سے ناسطی پر آگے آگے چار دیواری بنی۔
 یکسریں پرستے گذر رہی تھیں کہ سب تباہ ہو گئی۔ اور اندر اندر کوئی گھر سے لکھڑا

میں گر کر پھوڑ پھوڑ ہو گئی۔ مسافروں کی زیادہ تعداد نوراً ہلاک ہو گئی۔ بعض
شہید نہ بھی ہوئے بعض کم، اور دو تین اس کھٹے تل کر سڑک پر آ گئے۔
ان کے جسموں پہ خراش تک نہیں تھی۔ ہم اوراقِ گد شہیدوں میں عرض کر چکے ہیں کہ
اللہ نے ہر جاندار پر محافطہ مقرر کر رکھے ہیں۔

يُذِيسُ لَكُمْ حَفَظًا. (صودا)

(خدا تمہاری حفاظت کے لیے فرشتے بھیجتا ہے)

إِنْ حُلَّ نَفْسٌ تَمَّ عَلَيْهَا حَفَظًا. (خارق)

(اے شک ہم نے ہر جاندار پر ایک محافطہ مقرر کر رکھا ہے)

وَرَبُّكَ سِوَى حَقِّ شَيْءٍ حَفِيفًا. (اسب)

(تمہارا رب ہر چیز کی حفاظت کر رہا ہے)

جب کوئی بدکار اللہ کو نہ رخص کر دیتا ہے۔ تو اسے اس حفاظت سے محروم
کر دیا جاتا ہے اور وہ تباہ ہو جاتا ہے۔ حادثہ مذکور وہ ہیں وہ دو تین مسافر
جو بائبل کی کھٹے۔ اللہ کی حفاظت میں تھے۔ ان میں سے ایک نے بڑیا کہ
اس کے پیٹ کے نیچے کہہ م کی ایک بوری اور وہ کسی مسافر کا بستر آ گیا۔ وہ
وہ کی زکوٰۃ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ بوری اور بستر محفل اتنا تھا اس مسافر
کے نیچے اوپر آ گئے تھے یا کوئی خفیہ ہاتھ و پاں کام کر رہا تھا۔ میرا یہ شکم
ایمان ہے کہ یہ انتقام ان خبیثہ می فہین کا تھا اور باقی مسافر اس سے تباہ ہو
گئے کہ اللہ نے انہیں حفاظت کے قابل نہ سمجھا تھا۔

ہر بچپن کا ذکر ہے کہ میں ایک کھیت میں اپنی بیٹیس کے ساتھ

ہٹ رہا تھا۔ مجھے محسوس ہوا کہ کوئی چیز میری دائیں رن کو چھوٹی ہوئی سرک
 رہی ہے۔ گردن جھٹکا کر دیکھا تو ایک خوفناک سانپ نظر آیا۔ تو ایک طرف سے
 نکل کر ایک طرف گوروڑ تھا۔ خوف سے میری چیخ نکل گئی اور میں کمر کی طرف سر ہٹ
 بھاگ نکلا۔ سو رہتا ہوں سانپ نے مجھے کیوں نہ مارا؟ اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے
 کہ کوئی حقیقت میری مخالفت کر رہی تھی۔ سانپ کا ڈنک نہ ہر اور داغ اس کی قوت
 کے بس میں تھے۔ اس حقیقت نے سانپ کے داغ میں ڈسنے کا ارادہ ہی پیدا نہ ہونے
 دیا۔ اور اس طرح میں بچ گیا۔

۳۔ شکار کا واقعہ ہے کہ ایک بس کمپور کی طرف آرہی تھی۔ جب شہر کے
 قریب پہنچی۔ تو آگے ڈرائیور کے ہاتھ ڈھیل کر دیتے اور وہ ایک درخت
 سے ہانکرائی۔ گیارہ مسافروں میں سات پٹوڑی تھے۔ جاگ پر گئے کچھ زخمی ہوئے
 اور چار پانچ باطل بن گئے۔

کیا یہ سچی بات ہے؟ اسے مسافر سب نیک تھے؟ اور ہلکے ہونے والے سب
 بڑے تھے؟ اس کا جواب کوئی نہیں دے سکتا۔ البتہ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں
 چند ایسے حادثوں کا ذکر کیا ہے اور ان کے بارے میں متعلقین پر جگہ یہی کہا
 ہے کہ وہ نیک تھے اس لیے ان کے شکار
 ۱۔ قوم ہود کے متعلق ارشاد ہے:-

وَأَمَّا حَبَاءُ الْمُرَادِ فَبَيْنَ هُودٍ وَآسَدَيْنِ مُنْذُ
 بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَبَيْنَ هُمْ مِنْ عَذَابٍ نَلِيقُهُ

(ہود)

۱۔ جب قوم بود پہ ہمارا کتاب نازل ہوا۔ تو ہم نے ہنود اور س کے
پیروں کو اپنی نوازش سے بہا لیا۔ اور ایک بولناک عذاب سے
انہیں محفوظ رکھا۔

۲۔ اسی طرح جب ثمود پہ نازل کی آئی۔ تو

فَجَعَلْنَا صَاعِقَا سَيْبٍ اَمْشُوا مَعَهُ

۱۔ ہم نے صاعق اور دیگر اہل ایمان کو بہا لیا۔

۲۔ جب اہل مدینہ کو ہمیں سے بھون ڈالا تو

فَجَعَلْنَا شُعَيْبًا سِدْرًا فَاتَّوَابُوا بِرُحْمَةٍ مِّنَّا

۱۔ ہم نے شعیب اور اس پر ایمان والوں کو بہا لیا۔

۳۔ جب قوم نوحؑ پہ ہونڈ ٹوٹ پڑا۔ تو

وَجَعَلْنَا دَاوُدَ مِّنْ غُلَامٍ نَّحْنُمُ ۚ وَجَعَلْنَا دَاوُدَ نَبِيًّا ۚ

وَجَعَلْنَا عِيسٰی ابْنَ مَرْيَمَ نَبِيًّا ۚ وَجَعَلْنَا عِيسٰی ابْنَ مَرْيَمَ نَبِيًّا ۚ

فَجَعَلْنَا نوحًا مِّنْ غُلَامٍ نَّحْنُمُ ۚ وَجَعَلْنَا نوحًا مِّنْ غُلَامٍ نَّحْنُمُ ۚ

۱۔ ہم نے نوحؑ اور اس کے پیروں کو اس عذاب سے بہا لیا۔

۲۔ ہم نے داؤدؑ کو غلام بنایا۔ اور ہم نے داؤدؑ کو نبی بنایا۔

۳۔ ہم نے عیسیٰؑ کو غلام بنایا۔ اور ہم نے عیسیٰؑ کو نبی بنایا۔

۴۔ ہم نے نوحؑ کو غلام بنایا۔ اور ہم نے نوحؑ کو نبی بنایا۔

۱۔ ہم نے داؤدؑ کو غلام بنایا۔ اور ہم نے داؤدؑ کو نبی بنایا۔

۲۔ ہم نے عیسیٰؑ کو غلام بنایا۔ اور ہم نے عیسیٰؑ کو نبی بنایا۔

و جب قوم کوڑھوں سے آیا تو

وَقَدْ نَزَلَ كَيْسَرُ الْمَرْسِيِّنَ وَ اَزْهَيْفَةُ وَ اَشْبَهُ جَمْعِيَّةٍ
الَّا سَجُورًا فِي غَابِرِينَ وَ شَمَّ رَقَرًا لَا خَوْنِيَّةَ

صفات

کوڑھوں کے رسول تھے۔ ہم سے آئے تھے تمام متبعین و قرب سمیت

بجایا۔ ایک بڑا تپا کے سو (جو عذاب کے وقت کوڑھ کے ساتھ

نہ کنی) اور پیچہ روکنی۔ ہم سے اس بڑا تپا کو دیگر مشرین کے

ساتھ لایا کر دیا

و جب قوم ایسا سے تھکتے ایسا کی بات کو نہ سن تو

وَقَدْ نَزَلَ كَيْسَرُ الْمَرْسِيِّنَ وَ اَزْهَيْفَةُ وَ اَشْبَهُ جَمْعِيَّةٍ

صفات

اگر ان لوگوں کو بکرا ہیں گے۔ چہ ہمارے نفس بند سے ہمارے

گرفتار مشورہ رہیں گے

و فرعون کی خدمت میں ایک ملک مذہب سے کہ تھیں۔ جب بنی اسرائیل

اتنے سے سات کر رہے تو

وَقَدْ نَزَلَ كَيْسَرُ الْمَرْسِيِّنَ وَ اَزْهَيْفَةُ وَ اَشْبَهُ جَمْعِيَّةٍ

صفات

اچھ سے دوست و بدوں اور کی قوم کیوں کہ یہ ملک مذہب سے

نجات دے دیں

کیوں ؟

سَلَامٌ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ۚ إِنَّا كُنَّا بِمَا تُعْبُدُونَ ۙ
رَاقِبِينَ ۚ

(حانات)

(اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ موسیٰ و ہارون ہمارے نیک بندے تھے ہم تم کو کافروں
کو اسی طرح اجسار دیا کرتے ہیں۔ موسیٰ و ہارون پر ہمارے

سلام)

اور دوسری طرف فرعون کو بتایا گیا تو

فَاَتَتْفَتَنَّا مِنْهُمْ اَغْرَافًا فَمِنْ فِي السِّمِّ

(اعراف)

(ہم نے ان سے انڈم لیا اور انہیں سمندر میں غرق کر دیا)

خدا کی عذاب کا سلسلہ ان کو ہم مذکور ذلت میں محدود نہ تھا بلکہ ہر زمانے میں ہو
کر ہو کر پڑتا رہتا ہے۔ اور یہ ہمیشہ محفوظ رہتا ہے۔

وَنُكَدَّ اَقْلَامُ نَبِيِّنَا كَثْرًا لَا وَاٰلِيْنَ ۚ وَنُفِذُ اَذْ سَلْتِ
فِيهِمْ مُّسْذِرِيْنَ ۚ كَاٰثَرُ كَيْفُ ۚ اِنْ عَاقِبَةُ الْمُتَذَكِّرِ
اَلَا عِبَادُ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۚ

(حانات)

میں یہاں ترجمہ میں سخت کی نسبت ہیں وہی سن رہے ہیں۔ آخر کی آیت ہے اور جہاں ہے۔
اور پہلی آیت میں ہے۔

ان سے پہلے بھی کئی اقوام گمراہ ہوئیں اور ہم سے اپنے رسولوں کی طرف سے بھیجے۔ اور ابھی تو اس کے وقت ہر قوم کا انجام کیا ہو گا اور

نبی بند کس طرح مناسب سے معائنہ رہتا :

یہ تو جتنے قومیں خود رشتہ انفرادی میں تھیں اور انہوں نے ہر قوم کی ہمیشہ مدد کرتا رہا۔ تب بھی انہوں نے ان کی سزا میں اٹل ہو کر تکی ہیں۔ آگ میں کوئی ہاتھ ڈالتا ہے۔ جل جالتے گا۔ بچھو کو کوئی پیڑ سے تھک کھائے گا۔ ناعون زادہ بستی میں کوئی پھنس پڑے گا۔ بیمار ہو گا۔ بلند کی سے کوئی گرے چوٹ آئے گی۔ جسے تو انہیں اچھے یا بُرے تو نہیں دیکھتے۔ سب کے ساتھ ایک بیسا سلوک کرتے ہیں کسی ایسے ہی انفرش کا شکار ہو کر حضرت ایوب علیہ السلام اللہ کے سامنے گڑ گئے تو

وَسَجَدْنَا لَهُ فَكَسَفْنَا لَهُ مِنْهُ خُمًا

۱ انبیا

۱ ہم نے اس کی آواز سن لی اور اس کی تکلیف دور کر دی

سوائے بدیہہ کے جسے میں نے مقرر کر رکھا ہے اور یہ کہ اس کی سزا میں ہر قوم کی سزا کی سزا۔ تو پھر اللہ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو اس نصیبت میں کیوں پھنسا یا ؟ وہ تو فتنہ کہاں چٹے کئے تھے۔ اور یہ سزا کس گناہ کی تھی۔

جواب یہ پیغمبروں سے بھی غزشتیں ہو سکتی ہیں۔ اور انہیں بھی سزائیں مل سکتی ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ کی نافرمانی کی اور انہیں

جنت سے نکل دیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک تیشی کو
نواہ مخوہ مار ڈالا۔ اسے تیشی کی فعل تیسیر کیا۔

فَسَدَّ مِنْ سَمَرِ السَّنْبِيلِ ۱ افسس

(اسے رب پر تیشی لگانے کی فعل تیشی)

اور پتھر کر کے کرمانی مائل۔

دَبَّ اِلَیَّ نَهْمُكَ اَفْسَىٰ فَاَسْفَرَنِ ۱ افسس

اسے رب میں سے اپنا پر غم توڑ دیا۔

فَغْفِرْ لَهُ ۱ (الغفر)

(اور اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیا)

گو قسراں ہیں حضرت ایوب کے کسی گنہگار کو موجود نہیں۔ تاہم معین
ستہ کر اُن کی بیماری کس غمزدگی کی سزا ہو۔ اللہ کی رحمت جاری ہو۔
کہ وہ گنہگار بغیر سزا نہیں دیا کرتا۔ اس کی وضع میں حضرت یونس علیہ السلام
کا قصہ ہے کہ آپ نے سخت غارت گزین اور تمہاری پسند واقع ہوئے تھے۔
جب اللہ نے آپ کو منتخب نبوت سے نوازا اور اہل نبیوں کو ڈرائے گا
حکم دیا تو آپ صوم سے نکلے تو سہی۔ لیکن بادلوں نے خواستہ۔ پھر جب
نبیوں والوں نے ہاتھ نہ سنی اور آپ نے عذاب کی دوا مانگی۔ تو عذاب کا
وقت مقرر ہو گیا اور حضرت یونس صحران کی طرف چلے گئے۔ جب عذاب

نجات دیا کرتے ہیں

ممکن ہے کہ حضرت ایوبؑ کو بھی کسی ایسی ہی لغزش کی سزا ملی ہو۔ واقعہ کچھ
 ہو بہر حال یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ دینداروں کی پکارا ہیست جلد
 سنتا ہے اور ان کا دکھ دور کر دیتا ہے۔

سوال :- جب اللہ ان کی فریاد اتنی جلد سُن بیٹا ہے تو پھر انہیں
 دکھ دیتا ہی کیوں ہے ؟

جواب :- اگر لغزش کی سزا نہ ملے، تو انسان ایک اور لغزش کرتا ہے
 اس کے بعد ایک اور اس طرح اس کا اخلاقی و روحانی
 نظام تباہ ہو جاتا ہے۔ اللہ اپنی خاص بندوں کی تباہی
 پسند نہیں کرتا اس سے پہلے لغزش بریں پکڑ لیتا ہے۔ تاکہ یہ
 سلسلہ رُک جائے۔

تذہیب با سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ اللہ نیک افراد و قوم پر مہربان

نہیں بھیجا کرتا۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُضِلَّ الْقَوْمَ الَّذِي هَدَىٰ ۖ إِنَّهُمْ لَمُنْجِدُونَ

(سورہ

ذی الراتب نیک لوگوں کی بستی کو کبھی ظلم سے پاک نہیں کرتا۔

اہل تقویٰ کا انجام ہمیشہ روشن ہوتا ہے۔

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ

وہ لوگ جو نماز سے غافل ہوتے ہیں، ان کا انجام ہمیشہ اچھا ہوتا ہے۔

اور کہ وہ بدکاروں سے سدا انتقام لیتا ہے ۔

وَلَنُثَقِّفَنَّ مِنَ الَّذِينَ جُورُوا، كَإِنْ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا
نُصْرًا مُّوَصِّنِينَ ۝

(ہم نے مجرموں سے ہمیشہ انتقام لیا اور ایسا بدکاروں کی سدا مدد

کی، کہ یہ ان کا حق تھا)۔

: ایک طرف تو آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ خدا مجرم کو ڈھیل دیتا

سوال

ہے اور دوسری طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نیک

بندوں کو پہلی ہی لغزش پر پکڑ لیتا ہے۔ ان میں کوئی بات صحیح ہے۔

۔۔۔ دونوں صحیح ہیں۔ عادی بدکاروں کو تباہ کرنے سے پہلے

جواب

اللہ کافی مہلت دیتا ہے کہ شاید واپس آجائیں۔ قرآن حکیم

کے منہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مہلت ہمیشہ سیاہ کاروں کو دی جاتی رہی۔

وَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ حَسْرَةٌ أَنْ تَبْذُلُوا (سرف و غلام)

وہیں بدکاروں کو مہلت دیا کرتا ہوں۔ اور میری تدبیر بڑی

مستحکم ہوتی ہے۔

وَلَا يَنْفَعُ مِنْ قُرْبَىٰ أَصِيْبَتْ سَفٌّ وَحَىٰ عَمَلُهُ ثُمَّ اخَذَتْهَا

(حج)

(ہم نے کتنی ہی بد اعمال بستیوں کو پیسے مہمت دی، تو پھر

پکڑ لیا)

فَأَصْلَيْتُ بَشِيرًا كَفَرُوا (مرعد)

(ہم نے کفار کو قہقہہ دی)

وَحُذِرَبْ مُوسَىٰ ذُنُوبِهِمْ لَمْ يَكُنْ لَهُ خَلْقٌ قَبْلَهُ

(حج)

(موسیٰ کا انہر کیا گیا اور ہم نے کفار کو قہقہہ دی کر پھر پڑیا)

لیکن انبیاء کو یہ عادت نہیں دی جاتی۔

اول : اس لیے کہ انبیاء کی فرشتوں یا اثران کے پیروں پر پڑتا ہے

ورپور کی قوم کے گمراہ ہوجانے کا شہرہ ہوتا ہے۔

دوم : ایک فرشتہ سے دوسری اور دوسری سے تیسری پیدا ہوتی ہے

اور بارگھر سارا اٹھاتی رہی ممتز زراں ہوجاتا ہے۔

زس لیے جو شخص کوئی برفیہ غلطی کرتا ہے۔ اُسے وہیں پڑ پڑ جاتا ہے۔

جب حضور علیہ السلام نے ایک نابینا سے سنا انتہائی برائی۔ تو بہت مس

تھوئی کہ یہ کچھ لاشی رسول نے ہیں کہیں ہو کر نہ

پھیریا۔ جب ایک نابینا اس کی مجلس میں آیا کہ تھوید تاروں ہوئی۔ جب

آپ نے مدینہ کے مشہور منافق عبد اللہ بن ابی پر نماز جنازہ پڑھیں تب یہ نہ

نازل ہوئی۔

وَلَا تُكَلِّمُ عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْهُمْ بَدَءَ إِلَّا يُقَالُ سَمِعْنَا قَبْلَهُ

إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِهِ وَلَمْ يُؤْمَرُوا أَنْ يُقَالُوا قَوْلَهُمْ سَمِعْنَا

(توبہ)

اے رسول جب ان منافقین میں سے کوئی مر جائے تو نہ تو

ان کا جنازہ پڑھو۔ رقیہ پر جاؤ۔ یہ لوگ خدا و رسول کے دشمن

تھے اور مرتے (موت تک ناسحق رہتے)

۲۔ جب آپ نے مخالفین کی زبان بند کرنے کے لیے کوئی معجزہ طلب کیا۔

وہ نہ ملے۔ اور آپ اللہ کے اس رقیہ پر کچھ شفا کی سے جو لگے، تو اللہ

نے یوں ڈانٹ پلائی۔

وَن كَانَ كَبِيرَ سِنَةٍ اِسْرَ ضُبُّهُم بِرِ سَطَطَتْ اَن

تَبْغِي سَفَا فِي اَدْرِمْ دَسْتِمْ فِي سَكَا بَرَقَتْ نَسِيْمُ

بَايَةِ وَتَوَسَّاتَا كَمَعْلَهُمْ عَمِي سَفْدِي فَلَا تَكُونَنَّ

مِنْ سَبِّ هَلِيْنِ (استعادم)

(اسے رسول۔ اگر تم پر اُن لوگوں کا انکار شاق گزر رہا ہے اور

معجزہ چاہتے ہو تو یہ تم تک کھود کر زمین کے پیٹ میں اتر جاؤ۔ یا

بہتر اسی سے کہ آسمان بہ تر تند جاؤ۔ اور کوئی معجزہ ڈھونڈ لو۔ اگر

اللہ چاہتا، تو انھیں بدینت کی راہ پر ڈال دیتا۔ تم ایسے مسکرات

میں جاہل مت بنو)

ایک اور موقع پر ارشاد ہوا۔

”عَدَّتْ بِحَبِّ غَسَّتْ لَا يَكُونُوْ مُؤْمِنِيْنَ (شعزد)

سے رسول: کہا تم اس رنج میں کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

خود کشی کرنا چاہتے ہو)

۳۔ جب رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے اپنے مورچوں سے شفا

آئے تو فوراً سزا ملتی تھی۔ اور حضور علیہ السلام کو دانت
شہید ہو گیا۔

وَيَوْمَ حُجَيْنٍ إِذْ أَخْبَيْنَاكُمْ كَثْرَتَكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ
شَيْئًا وَخَفَا قَتْلُكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَا رَأَيْتُمْ بِمَا رُجِبْتُمْ وَلَيْتُمْ
مُذَبِّحِينَ ۝ (توبہ)

اور وہ حنین کا واقعہ یاد کرو جب تم اپنی کثرت پر مغرور ہو گئے تھے۔
یہ کثرت تمہیں نہ بچا سکی۔ یہ وسیع زمین تم پر تنگ ہو گئی اور تم
پیش قدمہ پھیر کر ہماگ رہ گئے۔

عفو و مغفرت

گو تو بہ کے ضمن میں مغفرت پر بحث ہو چکی ہے، لیکن ہنوز اس بحث کے
چند پسو تشبیہیں سب ہیں۔ قرآن حکیم میں ایک طرف تو لکھا ہے کہ "انسان کو ذرا بھتر
بدی کی بھی سزا ملے گی"۔ اور دوسری طرف عفو و مغفرت پر بھی سینکڑوں
آیات موجود ہیں۔ سو یہی ہوتا ہے کہ اگر ہر گنہگار کی سزا مل کر رہتی ہے۔
تو پھر مغفرت کا کیا مطلب؟ اور اگر نہیں ملتی تو من یغفر منقار ذکر تو سزا قدر

الہ

جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا

برائی کی سزا ایک ویسی ہی برائی ہے، کی تفسیر کیسے؟

جواب: کہ ہر دو قسمیں ہیں۔ اول وہ گنہگار کی سزا فوراً مل جاتی ہے مثلاً
ایک آدمی اپنے گھر کو آگ لگا دیتا ہے۔ ایک طالب علم سارے امتحان
تے غیر حاضر ہو جاتا ہے۔ کوئی شخص دواؤں کے افیون کھا جاتا ہے۔ یا
مشراب سے زیادہ شرب پی پینا ہے۔ کوئی غنڈہ کو تو اس کے منہ پر تھپڑ
کھینچ مارتا ہے۔ دقس قی ہذا۔ یہ لوگ فوراً سزا پاتے ہیں۔ دوم وہ گنہ
گار کی سزا ذرا دیر کے ملتی ہے۔ مثلاً ایک آدمی ماں باپ کی توہین کرتا
ہے۔ بیوی کی کوس دے گھر سے نکال دیتا ہے۔ جھوٹی شہادت دیتا ہے۔
مرد مرگے کی کرتا، رشوت کھاتا اور جھوٹے سفر خرچ و صدق کرتا ہے۔
بدنواں۔ بد عمل۔ نفل بہ غمان۔ شر باز۔ بد اندیش اور بد گن ہے۔ پھر وہ یہ

تھا مگر اس ہشیار کی سے کرتا ہے کہ قانون اور سماج ہر دور کے حساب سے بچ جاتا ہے۔ کتابت کہ یہ شخص خدا کی انعام کا لڑکا تھا۔ ہر دور میں قدرت دیر کے بعد اپنے قسم کے گناہوں میں مغفرت کا سوا ہی پید نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ سزا مل چکی۔ اگر کوئی پورے دو سال قید کی سزا پاتا ہے اور وہ یہ قید کاٹ آتا ہے۔ تو اب عدالت سے اس کی رہائی کے لئے وہ دو سال کی قید مدت کی جائے۔ یہ معنی ہوگی۔ مغفرت ہ۔ سوال و اناں پیدا ہوتا ہے۔ جہاں گناہ ہو چکا ہو۔ بین مذہبی ہو۔ یہاں سول پیدا ہوتا ہے کہ کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ نہ سزا کو طامال دے؟

ہاں ہے!

- ۱۔ خزنہ کیلئے۔ ایک جہان فرمانی کی وجہ سے گھر سے نکال دیا جاتا ہے۔ کچھ مدت بعد اسے اپنی مدت کا احساس ہوتا ہے۔ وہ آکر وہ بین سے کہشتہ بداعتدلیوں کی ممانی مانگتا ہے۔ اور آئندہ سعادت مند رہے گا۔ مگر کتنا ہے۔ کیا یہ شک دلی نہیں ہوگی۔ اگر وہ بین سے معاف نہ کریں۔
- ۲۔ آپ بیابان میں جا رہے ہیں۔ ایک دہائی آپ کے گھر سے نماز پڑھتے ایک روز بعد وہ اٹھائے سفر میں دوبارہ آپ کو آیتنا ہے۔ پھر سے نوٹا۔ ممانی مانگتا ہے۔ اور آپ کو ہر سزا کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ کیا اسے معاف کرنا کوئی قبیح فعل سمجھا جاتا ہے کہ۔
- ۳۔ ایک ناب علم ستارے کے کنارے پیش آتا ہے۔ رپورٹ ہوتی ہے۔ لیکن

پر نہیں کوئی منہ نہیں آتا۔ دو چار ماہ کے بعد وہ شہر آیا ایک کھریٹ
 آکر تہہ دل سے تصور کی مانی مانتا ہے کہ اس وقت نہ کرنا سہ نہیں
 ہو گا۔ دنیا میں ہر مل کی کوئی نہ کوئی جزا یا سزا ہے۔ ایک پیشیاں غلام
 کی نماست۔ حاجی اور مسافر کی جزا اور صوفی کی ہو سکتی ہے۔ سب
 اس جزا سے محروم کرنا شاید یہ انصاف ہے۔

سزا دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جو عدل و منصفیہ یا حاکم عدل کی طرف
 سے ہو۔ دوسری وہ جو جانی دشمنی سے۔ پہلی ہر قسم کی سزا کے
 ہوتی ہے۔ دوسری ہر قسم کی سزا کے ہوتی ہے۔ اگر کوئی گناہ سزا سے پہلے
 ہی تصدیق کر لے کر اسے سزا دینا نہ ہو تو اس لیے کہ
 مقدمہ سزا پہلے ہی حاصل ہو چکا۔ اب سزا چھ مہینے در در

۱۔ فرنس بھیجے ایک آدمی روزانہ شرب پیتا ہے۔ شرب پیتا اس کے
 قلب و جگر پر باقی رہتا رہتا رہتا ہے اور اس کے دل پر ہر مہینے کوئی
 فوری واقعہ ہوتا ہے۔ لیکن اس دنیا میں سب سے پہلے وہ سزا ہے
 شرب پیتا رہتا ہے۔ قلب و جگر کے نقص کو مناسبت غذا و ورزش
 سے دور کرنا شروع کر دیتا ہے۔ کیا یہ سزا منشا بد نہیں کہ رفتہ رفتہ
 شرب پیتا شروع کر دیتا ہے اور اس کی حالت اوت آگے کی۔

۲۔ اس وقت تک کہ سب سے پہلے

(۱) پتہ اصل بڑے اعلیٰ شہر میں ہے۔

۳۔ منفردت کے معنی ہیں چھپا ہوا۔ لیکن اور چاروں دنیا جیسے

ایک آدمی کنا و کو چھوڑ کر ایک بن جاتا ہے تو اس کی بیویاں ایک چادر
 کی طرح کنا ہوتی ہیں۔ عوام ہمارے کمرے پر ہوتا ہے۔ انہیں یاد
 رہی نہیں رہتا کہ یہ آدمی کبھی بدو رہی تھا۔ ہمارے خلع ہا ایک آدمی ٹھیک
 انداز کی کمرے پر ہا ہا تھا۔ آج سے نو سو برس پہلے بنی صحن و بیویاں
 آیا چنانچہ اس نے تو یہ کی۔ ایک دوسرا ریح کے بگڑے ہیں کو ذکر مذہب کی
 قیادت نہ رہی اور اس رو میں یہاں تک جہاد کیا کہ ست کوئی مرد کی
 کئی راج اس کے مزید پرندہ راستہ چڑھتے چڑھتے اور بات نہ ہو اس
 ہوتے ہیں۔ دیکھا آپ نے کہ اس شخص کی آفری زندگی سے اک کی کڑھنے
 زندگی کو کیٹ چھپا لیا؟

لہذا ہمارے مرئی رہنمائی و دھار اور دوست ہے۔ اس نے اس کی نہیں
 تفتیش میں نہیں ہوتی ہیں۔ بدو سماجی ہوتی ہیں۔ اور اگر کوئی کنا ہوتا ہے
 پتہ صحت ہی عوام مستم کرے۔ تو انہیں یہی ہے کہ اس کی زندگی بے
 اور کسی نام مغفرت ہے۔ مست ہو گیا کہ وہ فی کی زندگی نہیں دوسرے
 اندر مست و راست۔ اگر یہ شریعت ہو جو وہ تو سماج کی امید نہ رہے
 واتی غفلت میں کس باب و میں دوسرا صحت ہے۔

المتکرمی صحت

اجہ اس شخص کی خدائیں صحت کر دیتے ہیں جو پتہ نہ ہو

پھر ہمارے بدو ہوتے ہوئے یہاں پر اس کے لئے ہوتا ہے۔

ہی چلتا ہے۔

ان تفسیل کا یہ اصول یہ کہ ہر گنہ کی سزا سزا مو جود ہے جس سے صرف
تائب کی سزا ہے جزا نہ سبب بنتی ہے مگر معلوم یہ ہے کہ ہر گنہ کی سزا سزا
اس کی سزا بندھی ہوئی ہے اور آیات توبہ کی تفسیر یہ کہ ان سزائوں سے تائب
مستغفر بنے ہیں۔ اس لیے ان آیات میں کوئی قصاص نہیں۔

بہت اچھا جواب۔ تائب توبہ کی سزا

ایک راشی اہلکار کی آواز کھڑے جواب توبہ کی سزا ہے کہ بد
صورت سے پسند روزے توبہ کروں۔ دین توبہ میں ہے تو اس سے بہت پسند
ہا تق سے نہیں جائے گی۔

دیکھیے بالوجہ آپ دفتر میں روٹین اور سزا ہے اس قدر

جواب ماہرین کہ بس اوقات افسر ایک کا کرنا چاہتا ہے۔ میں
آپ کوئی ایسا سرکلر کہیں ڈھونڈ نہ سکتے ہیں۔ یا کوئی ایسی حد بندی کر دیتا
ہیں کہ افسر بس ہو کر رہ جاتا ہے۔ قرآن بھی سزا ہے تو روٹین ہے۔ اس کی
ایک کلانہ سنئے۔

لَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ حَتَّىٰ تَغْتَسِلَ
بِحَبَابٍ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ حَتَّىٰ تَغْتَسِلَ
بِحَبَابٍ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ حَتَّىٰ تَغْتَسِلَ

اور توبہ صرف انہی لوگوں کے لیے سودمند ہوئی ہے جو نادانی
سے گناہ کرتے ہیں اور جلد لوٹ آتے ہیں۔ ایسا ہی ہے اللہ

بھی مہربان ہو جاتا ہے)

پھر چاہیے جو نادانی سے کہہ کر تھے ہیں اور جلد لوٹ آتے ہیں تا
 کہ آپ فدائی سے رشتہ سے رہتے ہیں، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جو رشتہ
 پرندہ و سنبل و دو خان لعنت پرستے ہیں، اور کیا بڑے ہیں لوٹ جلد لوٹ
 کہ سب یہ تو اس سے دور وہ زندگی کی تو بہ ہوگی، جو فدائی ہیں عنایت سے مرعوب
 بہت بڑے و رتبہ کس و ہر کی نہ رہتے تو تو یہ کر کے نادانی کے یہ معنی نہیں۔
 دوسرا دیکھنا کہ کہتے ہیں اور کوئی پڑے تو اسے پڑے پڑے کہ جناب یہ تو یہ شخص
 نہیں کہ وہ شخص نہ تھا نہ تھا، وہ دور دورہ کر رہا ہے۔ ایک آدمی کہہ کر
 کہ وہی نہ کہتے اور کہتا رہا ہے۔ مثلاً یہ جیسے ہی جو حضرت مسیح علیہ السلام کو
 کہتے تھے کہ یہ ایک ہندو جو بہت بد معنی کو کہتے پڑے تو اسے یہ کہتے ہیں کہ ایک
 بہت بہت سے کہتے ہیں جو بہت بد معنی کو کہتے پڑے۔ اگر ان میں سے کوئی شخص
 کہے کہ وہ ایک ہندو ہے تو اسے تو اس کے کہنے کی اس شخص کو معاف کر دیں گے

ہی نسل تک پہنچے۔ ان میں کہیں دانش مند و جوہر تھے۔ ان کی اہمیت بھی ایسے
بے وقوفت گذرے۔ اور یہ ایک ہی نسل پر پہنچے جو ان کے اسلاف
سے نیا کیے تھے۔ رفتہ رفتہ پاکستان کے سوا ہمارے کہیں انسانی کو تصور ہو گیا
۔ خیر و پھل چاہا اور نہ کما ہوا۔

[illegible][illegible]

منه من سبب است و در این کتاب

جو ہیں دشمنوں و متحرقوں کے نور میں نہیں کہیں ایک۔ اس سے مراد تو
 نوہر ہی نہیں و ساری دنیا اور ان کے رشتہ داران سے دُشمنی ہے۔
 پڑا ہے ہیں۔ ہر دشمنی پر غم کی شہادت ہے۔ اکتفا کریں کہ دنیا آپ پر کب
 سکے گی کہ دن و رات کے پاس نہ کوئی نہی تھا نہ اعمال کتاب نہ کوئی نام تھا نہ
 پختہ نہ نام تھا نہ پرورش نہ دوا حشر تھا نہ کیا فی۔ انہوں نے اپنے بڑے
 سے نیر و شر یہ کیا تصور قائم کیا، جیسے چند انور ان کا تشریف ہے۔

Happy were men if they but understood ;
 There is no safety but in doing good.
 (John Fountain)

خوش تھے جو وہ دوست۔ اگر تھی ہی بات سمجھ دیتے۔
 نہ نیک ہی ہے۔

Do noble things, not dream them all day
 long,
 And so make life, death forever that vast
 One grand sweet song.
 (Kingsley--Farewell)

روان بہر نیکی کی سیکھیں نہات تا کیا نوہر و نور
 نہ ہو کر و نہ تیرے سے زندگی موت اور
 بعد موت کو یک منہ ورنہ نہ تھے ہیں
 پس نہ ہو

Do all the good you can.
To all the people you can.
In all the ways you can.
As long as ever you can.

اے انسان! ایک قبرہ کتبہ

اے ہر تدریجی کر سکتے ہو کرو۔

جتنے لوگوں سے کر سکتے ہو کرو۔

جتنے طریقوں سے کر سکتے ہو کرو۔

اور جتنے عرصے تک کر سکتے ہو کرو۔

Recommend to your children virtue, that
alone can make them happy, not gold.
(Beethoven)

اپنی بچوں کو زبردستی جادوئی کی پریت کرو۔۔۔ نہیں صرف بچی

نہ سارے انسانیت کی سہولت

Honour is the rewards of virtue.
(Cicero)

اعانت ہیں اسلئے

The only reward of virtue is virtue.
(Emerson—Essays)

دینی کا عرصہ صرف نیکی ہے ،

Virtue is health, vice is sickness.

(Petrarch)

خیر خیر است ہے ، اور شر شر بدی

Virtue consists not in abstaining from vice,
but in not desiring it.

(G. B. Shaw)

(نیکی یہ نہیں کہ آپ بدی سے اجتناب کریں ، بلکہ یہ ہے کہ آپ
میں بدی کی خواہش ہی نہ رہے)

I have learned to seek my happiness by
limiting my desires, rather than in attempting
to satisfy them.

(John Stuart Mill)

ا میں نے مسرت نہ رہ رہا ہے بلکہ بہ بڑے خوش خستہ میں نے رہا ہے
میں نے تسکین اور بہشت میں)

Man is the artificer of his own happiness.

(Thoreau)

میں نے اپنی مسرت کا خالق خود رہا ہے ،

Fly the pleasure that bites tomorrow.

(Herbert)

میں خوشی سے بہتر جوئی نہیں کر رہا تھا۔

We tire of those pleasures we take, but
never of those we give.

(J. Peter Sern)

اگرچہ ہم ان لذتوں سے اکتا جاتے ہیں۔ جو اپنی یہ حاصل کرتے ہیں۔

میں سے کہیں نہیں ہو دوسروں کو دیتے ہیں۔

The way to be happy is to make others so.

(Ingersoll)

خوشیوں حاصل کرنے کی رو سے دوسروں کو سہارا دینا۔

God bears with the wicked but not for ever.

(Cervantes)

خدا نیکو پرورشیت لگاتا ہے۔ لیکن ہمیشہ سے نہیں۔

Wickedness is weakness.

(Milton Samson Agonistes)

نیکوئی ہی طاقت ہے۔

He that falls into sin is a man; that
grieves at it is a saint; that beats of it is a

devil.

(Thomas Fuller—Holly State)

دوستوں گنہگار کتاب کرتا ہے۔ اُسے محض ایک گناہ سمجھو۔
اس پر نادیم بتاتا ہے۔ اُسے گناہ کو دوسرے گناہ پر کتاب
اسے شیطان قرار دو۔

The wages of sin is death.

(ما معلوم)

(گناہ کی اجرت موت ہے)

Poverty and wealth both are sins.

(Victor Hugo)

(دولت و افلاس دونوں شر ہیں)

پیرمیتانی سے ایک انوکھی سی باتیں ہیں غزل کی نظم کتابت میں
چمکے انہیں درویشی کی ایک اس حریت ایک اس دولت میں
غزل کے دو شعر لکھئے :-

تو بزم میں بیوہ نہ تھی آئینہ میں ستارہ
بیٹھے ہیں درخندہ وہیں ایک اس طرف ایک اس طرف

فقر میں درویشی دروغوں سے ہوتا ہے دنیا میں شر
اس سے صاف کہ ہیں درویشی ایک اس طرف ایک اس طرف

دوسرے شعر و کلام کے قلوب و تاثیر بہت سی تھیں ترجمہ :-

Self-love and the love of the world
constitute hell.

(Sweden Berg)

انور پرستی اور دنیا پرستی سے بڑا بہتر تیار ہو جاتا ہے ۔

Never throw mud. You may miss your
mark, but you must have dirty hands.

(Joseph Parker)

ایک بڑے گتے میں دو نوں پر پڑے پانچ پڑے ہیں ۔
بہترین گٹر چاہیں گے ۔

Be not overcome of evil, but overcome
evil with good.

کہہ دے شکست مست کی اور بکریں کی ۔ دست کن ، دشمنان اور
خیر ، ایک دم غصہ ، بدادیں ، مروت ، بہت ، خواہش ہیں تو ہمت
پر نہ ہو گی ۔ اس طرح "خیر" تمام سیتھات پر مبنی ہے ۔ اور یہ عقل
خیر و شر کے درمیان سے نکلتا ہے ۔ اب یہاں ہے اور اس جیسے جو خیر و شر کے معنی
پہنچاؤں سے عقل رکھتا ہے ۔

خیر

He that is slow to anger is better than

the mighty: and he that rules his heart is better than he that takes a city.

بزرگوار شخص غلبت میں رہیما ہے، ایک طاقتور بادشاہ سے بہتر ہے۔
 بزرگوار شخص دل پر غلبہ پالیتا ہے، دوداس سے بہتر ہے بزرگوار بہر
 غلبہ پاسے)

Anger is momentary madness, so control your passion or it will control you.
 (Horace-Epistles)

دغبت وقت دیوانگی ہے، اسے قابو کر ورنہ یہ تمہیں برد کرے۔

An angry man opens his mouth and shuts up his eyes.
 (Cato)

دغبت والے انسان منہ کھول دیتا ہے اور آنکھیں بند کر دیتا ہے۔

حسن

Beauty is truth, truth beauty.
 (Keats)

دچھانی ہی حسن ہے، درسن ہی حقاہر چھانی۔

نہایت

It is more blessed to give than to receive.

دینے والے کو ملنے والے سے زیادہ خوشی ملتی ہے۔

Every Charitable act is a stepping stone towards heaven.

ہر خیر کار عمل بہشت کے پتھر ہے۔

یہ سبب کائنات ہے۔

The poor are my best patients, God pays for them.

”سب سے بہترین مریضیں غریب ہیں، اللہ ان کے علاج کرتا ہے۔“

When the purse is emptied the heart is filled.

(Victor Hugo)

جب جیب خالی ہو جائے، تو منہ خالی ہو جاتا ہے۔

بنا ہے۔

خودکشی

Self conquest is the greatest victory.

(Plato)

اپنے آپ کو کھنچ کر، سب سے بڑی فتنہ ہے ۱

حسد

As a moth gnaws a garment, so doth
envy consume a man.

(Chrysostom)

جس طرح میڑا پتروں کو کھا جاتا ہے۔ اس طرح حسد انسان کو
ختم کر دیتی ہے ۱

ایمان

Faith is to believe what we do not see;
and the reward of this faith is to see what we
believe.

(St. Augustine)

ایمان کن اشیاء کو تسلیم کرنا ہے جو نظر نہیں آتیں اور اس میں
تسلیم یہ سنا ہے کہ وہ نظر آئے مگر ہیں ۱

We walk by faith and not by sight.

۱ ہم ایمان کی روشنی میں چلتے ہیں نہ کہ بصریت کی روشنی میں ۱

Let us have faith that right makes might;
and in that faith let us do our duty to the
end.

(Lincoln)

اسی میں نیت پر ایمان رکھنا چاہیے کہ حق ہماری طاقت کا نام
ہے اور اس ایمان سے ساتھ ہیں اپنا فرض تادم آخر میں ادا
کرنا چاہیے۔

Faith is the force of life.

(Tolstoy)

ایمان تو زندگی کی طاقت ہے۔

حقیقت

Falsehoods not only disagree with truth,
but usually quarrel among themselves.

(Daniel Webster)

جو کچھ توں بڑے سچائی

کے خلاف جھگڑا کرتے ہیں

بلکہ آپس میں ہی لڑتے رہتے

ہیں۔

والدین

A mother is the holiest thing alive.
(Coleridge)

انسانات میں ماں کی سب سے عزیز چیز ہے۔

There is no fount of deep, strong,
deathless love, save that within a mother's
heart.
(D. Hemans)

دنیا والی محبت کا گہرا اور طاقتور چشمہ نہایت ماں کے دل سے
پیدا ہوتا ہے۔

The hand that rocks the cradle is the
hand that rules the world.
(William Ross Wallace)

ایسا بڑا گھوڑا رکھنے والا ہے وہی دنیا پر چلنے کو مرنے کرتا ہے۔

Father is a banker provided by Nature.
(A French proverb)

ایسا بڑا ایکسپینسز دہنی ہے جو اس کے پاس
اس کے لئے نہیں ہے۔

دیانت

Honour lies in honest toil.

(Cleveland)

اعزت و دیانت دارا نہ کسنت میں ہے

An honest man is the noblest work of
God.

(Pope)

ایک دیانت ور انسان خدا کی بہترین تخلیق ہے

مذہب

To do good is my religion.

(Thomas Laine—Rights of man)

میں نے یہ مذہب ہے

One religion is as true as another.

(Burton)

ایک مذہب سب کے لیے سچا ہے۔

Religion is nothing else but love to God
and man.

(مذہب خدا و انسان سے بہت کا نام ہے)

So many Gods, so many Creeds, so many
Paths that wind and wind, while just the
art of being kind is all the sad world needs.
(Welcox—The world's needs)

دنیا میں یہ تعداد خدا بہ شمار مذہب اور ان گنت ہیں کہ ان میں
سب میں۔ عداوت دنیا کو ان چیزوں کی ضرورت نہیں، اس وقت
بہت اور بدنامی چاہیے

If men are wicked with religion, what
would they be without it.
(Franklin)

اگر مذہب کے بدست ہوتے انسان اتنی بدکار رہتے تو نہ بہت
اگر مذہب نہ ہوتا تو یہ کیا ہوتا

مناقضت

Hypocrisy is the homage which vice
renders to virtue.
(La Rochefoucauld)

دشمنی و دشمنی ہے جو برائی نیکی کی خدمت میں پیش کرتی ہے۔

بقائے دوام

Immortality is the glorious discovery of religion.

(Channing)

حیات دو مرتبہ کا نسیم اٹھان اکتشاف ہے

بے انصافی

He who commits injustice is made more wretched than he who suffers it

(Plato)

اگر شخص کسی سے بے انصافی کرتا ہے تو اپنے لئے رست
زیادہ دیر مانتا ہے

شراب نوشی

All the crimes on earth do not destroy so many of the human race, nor alienate so much property, as drunkenness.

(Bacon)

ادینا کے تمام ہر ابر میں کر نسل انسان کو اتنا بڑا نہیں کرتا۔
 نہ اتنی جانتیہ اور کوتاہ کر سکتے ہیں۔ جس قدر کہ تمنا قریب قریب
 کرتی ہے)

انٹقام فطرت

God's mills grind slowly but grind
 exceedingly small.
 (Herbert)

اللہ کی چٹیاں آہستہ آہستہ میٹھی میٹھی بنیں۔ غزیت باریک باریک بنیں۔

اطاعت

Obedience alone gives the right to
 command.
 (Emerson)

اے امانت میں سے حق پیدا و منت متاں ہے۔

Let them obey that know not how to rule.
 (Shakespeare - Henry VI)

اے جو لوگ نہیں جانتے۔ وہ فرمان برداری کے
 نذر سناں ہیں۔

عبادت

Prayer is the voice of faith.

(Horne)

نماز ایمان کی آواز ہے۔

God warms his hands at man's heart
when he prays.

(Masefield Widew in the street)

اللہ کو دل آدمی کے دل پر گرم ہے۔ تو جس کی عزت دل
سے اپنے ہاتھوں کو گرم کرتا ہے۔

Pray as if everything depended on God,
and work as if everything depended on you.

تم یہ دعا کرو کہ سب چیزیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں جیسے کہ
ہر کام سب چیزیں تمہارے ہاتھ میں ہیں۔

غیرا

Without belief in God, I think, I should
go crazy.

Without God the world would be a maze

without a clue.

(Woodrow Wilson)

اگر تیرے پاس کوئی تھوڑا سا پتہ نہ ہو تو تیرے پاس کوئی پتہ نہیں ہے۔
 خدا کے بغیر یہ دنیا نہ ہوتی۔ ایک ایسی پرستش بن جاتے ہیں کہ جس سے
 کوئی عمل موجود نہ رہتا۔

انتقام

In taking revenge a man is but equal to his enemy, but in passing it over he is his superior.

(Bacon)

انتقام لینے والا اپنے دشمن کی سطح پر رہتا ہے۔ اور مرنے والے
 اس سے بہت زیادہ جانتا ہے۔

Every stroke our fury strikes is sure to hit ourselves at last.

(William Penn)

ہر ایسی چیز جو ہم ہوش نگاہ میں لائے ہیں بدانتقامی کوئی ہے۔

Revenge is an inhuman word.

(Seneca)

(انتقام کسی غیر انسانی زبان کا لفظ ہے)

سادگی

Nothing is more simple than greatness, to be simple is to be great.

(Emerson—Literacy Ethics)

اگر بڑائی سے زیادہ کہیں اور سادگی نہیں ملتی۔ سادہ ہونا درحقیقت بڑا اپن ہے۔

Simplicity of character is the natural result of profound thought.

(Hazlitt)

انسانی وجود میں سادگی فکر پیچیدہ و قدرتی نتیجہ ہے۔

The fewer our wants the nearer we resemble the Gods.

(Socrates)

جو کم خواہش رکھتا ہے وہ خدا سے قریب تر ہے۔

رشہرت

Corrupted freemen are the worst slaves.

(David Garrick)

اگر کوئی آدمی قوم رشتہ سے آلودہ ہو جائے۔ تو اسے
بدترین غلام سمجھو۔

آنسو

Tears are summer-showers to the soul.
(Alfred Austin)

آنسو زمین وں کے لیے ساروں کے لیے ہیں۔

تحمل

Tolerance is the real test of civilization.

(Arthur Helps)

انسانی تہذیب کی صحیح آزمائش تحمل سے ہوتی ہے۔

Toleration is the best religion.

(Victor Hugo)

تحمل بدترین تہذیب ہے۔

زبان

The birds are entangled by their feet and

men by their tongues.

(Thomas Fuller)

اپنے لہجہ پران سے جس نے جانتے ہیں وہ گناہی نہیں ہے۔

The tongue can no man tame : it is an
unruly evil.

(James III)

زبان کو کوئی شخص نہیں دیر سیکھا یہ پست ہے تو دیکھو پست ہے۔

مستعجابی

The true way to suffer one's troubles
is to suffer those of others.

اپنی مشقت سے کام کر کے کسی بخت کی درد و غم کی غایت

کو درد کرنا ہے۔

سچائی

Truth is mighty and will prevail.

(Thomas Brooks)

سچائی جیت بڑی قوت ہے درد و غم کی بھوک

رہے گی۔

Truth ever lovely since the world began,
The foe of tyrants and the friend of man.
(Campbell)

(سچائی کی آب و تاب ازل سے تو نہ ہے۔ یہ دنیا لوگوں کی دشمن
اور انسانیت کی دوست ہے۔)

Error is mortal and truth is immortal.
(Baker Eddy)

(اچھٹائی مرنا ہے اور حق غیر مرنا ہے۔)

To thine own self be true,
Thou canst not, then, be false to any man.
(Shakespeare)

(اپنے اپنے آپ سے سچا رہ کر اور اپنے آپ سے کس کو سچا
نہیں دے سکو گے)

ظلم

He who strikes fear into others is himself
in continual fear.

(Claudian)

(جو شخص دوسروں میں خوف پیدا کرتا ہے۔ وہ خود ہمیشہ

مقتدرانِ خوفِ رہنما ہست

Tyrants have not yet discovered any chains that can fetter the mind.

(Coleridge)

رہنما ہست مقتدرانِ خوف
وہ زنجیریں نہیں ڈھونڈ سکے جو خیالی

Resistance to tyrants is obedience to God.
(Jefferson)

مقاومتِ مقتدرانِ خوف، خدا کی اطاعت ہست

جنگِ

It is not right to exult over slain men
(Homer — Odyssey)

میتوں پر فخر نہ کرنا چاہیے

War comes from the failure of human wisdom.

(Berar Law)

جنگ منشاِ ناکامی ہست

تجربہ ہست

دولت

Surplus wealth is a sacred trust which its possessor must administer for the good of humanity.

ایک امیر کے پاس تو دولت ایک مقدس امانت ہے۔ جسے
فدائے انسانی پسند کرنا اس کا فرض ہے۔

عزم

He who is firm in will moulds the world to himself.

(Goethe)

ایک شخص عزم محکمہ رکھتا ہے۔ وہ دنیا کو اپنی خواہش کے مطابق

ڈھال لیتا ہے۔

عظیم مشرقی خیال میں یہی فکرت

کھینچتا ہے۔ آجیا بہ تو میں سازد

کشمیر کہ میں سازد، کھینچتا کہ برتہ زن

تو یہ تھے تو مغرب کے چند اقوال۔ ہم پہلے کہہ چکے ہیں۔ کہ ان کے پاس مشرقی

خیال آیا تھا۔ نہ ان پر کوئی قاب نہ لایا جھٹکی۔ یہ ایک محض اپنے تجربے

ورنہ شاہد ہے کہ صدیوں تک کما حقہ رہنے ورنہ ٹھکانہ مزار ہیں
 کھنڈے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے گئے کہ انسان کی نجات یسے ہیں نہیں دینے ہیں
 ہے۔ دینے دیتے ہیں نہیں کھنڈے ہیں سب بستیوں میں نہیں کھنڈے ہیں سب
 سیمہ و زہر میں نہیں کھنڈے آخر میں سب کھنڈے ہو جاتے ہیں کھنڈے کھنڈے ہیں سب
 کھنڈے ہو جاتے ہیں کھنڈے کھنڈے ہیں سب کھنڈے کھنڈے ہیں کھنڈے کھنڈے
 ہیں سب کھنڈے ہیں کھنڈے کھنڈے ہیں سب کھنڈے کھنڈے ہیں سب

مسئلہ خیر و شر

خیر کیا ہے اور شر کسے کہتے ہیں؟ یہ ہیں وہ سوالات جن کا صحیح حل
آج تک دریافت نہیں ہو سکا۔ بعض حکما کا خیال یہ ہے کہ خیر و شر انسانی
حسرات ہیں۔ سات کے بدل جانے سے خیر شر ہیں اور شر خیر میں بدل جاتا
ہے۔ مثلاً سچ بولنا ایک تسلیم شدہ خوبی ہے۔ فرض کیجیے کہ دو آدمی کسی بات
پر تباہی پر تھے ہیں۔ معاملہ بڑھ جاتا ہے۔ ایک تھوڑے مکان پر تباہی اور دوسرے
بہاگ لگتا ہے۔ ایک موٹر پر دو گھیاں مختلف سمتوں میں تھنی ہیں۔ ایک کے
ایک گل ہیں مگر جاتا ہے اور تعاقب کرتے والے کو پتہ نہیں چلتا کہ وہ کس کی
میں داخل ہوئے ہیں ایک آدمی ٹھہرتا ہے۔ اس سے دو پتہ چلتا ہے۔ اب
اگر وہ آدمی سچ بولے تو بھاگنے والے کی جان بچتی ہے۔ اس سے
حالات میں جھوٹ جان ہی سہی ہے۔

گر ہم ان مسائل کے اس مفید سے کو تسلیم کر لیں۔ تو یہی وہی۔ کوئی
تصور فی نہ ہوئے کی اور ہر شخص کے جی میں جوئے سے وہ کر رہے ہوں۔
اس ذہنی و روحانی تاریکی سے بچنے کے یہ قدیم فلسفیوں کے ایک ذریعہ
تھے کہ خیر بعض صورت اند ہے۔ جو ہمیں خدائی حسرات سے مناجات ہو رہی۔
روحانی دنیا خیر ہے۔ حسرت کہنا۔ رخصت کرنا۔ پیر و پیار۔
کھڑے کیا اور اس کی خیر شر سمجھیں جانتے کی۔ اس پر ایک فلسفی نے کہا کہ
مگر خدا خیر و شر سے تو اس سے سانب اور پتہ پتہ ہے۔

سب اور دونوں کیوں جہنم۔ دُکھ و بائیں اور موت کیوں تحقیق کی؟
 اس فلسفی کو کون سمجھا کہ اللہ کی ہر تحقیق سرایا رحمت ہے۔ اگر اللہ
 اس فلسفی کی بات سن کر موت کو ختم کر دیتا اور ان تمام المناخوں کو جو
 آخرتِ آخرین سے اسے تک مرچکے ہیں۔ دوبارہ زندہ کر دیتا تو یہی فلسفی
 نہ ہرگز مر جاتا۔ آخرت کے وہ رہیں کہاں؟ کتنا ہیں کہ موت کی بجلیاں
 ڈھانکیں؟ یہ دنیا ایک لمحہ میں جہنم بن جاتی۔ موت کی طرح اس کی بجلیاں
 اور سب بھی رحمت ہیں۔ اس کے سناپ اور بچو بھی رحمت ہیں۔ اظہار
 کے سناپ کے محنت اور اس کی نہ ہرست جیانت بخش دوا ہیں ایجا کی ہیں۔
 ابھی انسان کا علم ناقص ہے۔ ممکن ہے چند صدیوں کے بعد سناپ کی افادیت
 اور زیادہ روشن ہو جائے۔ باقی رہیں بیماریاں تو یہ ہے کہ اپنی ہر سنہریوں
 کی سزا ہیں۔ صحت اللہ مزار اور پکار کی اس اعتدال کی برہمیں
 نام ہے۔ اللہ نے ہر شخص کو مثال مزار دیا ہے۔ اس اعتدال کو ہم پروردگار
 شراب خوشی کا بنی یا جنس بداعتدالیوں سے برہم کر لیتے ہیں۔ اگر ایک
 موزون ہو۔ اپنی حماقت سے موٹر کا ٹیڑھ ٹوڑ ڈالے اور پھر کے کہ موزوں
 ہی سے ٹکستے گیر ڈال دیا تو اس کی یہ ہمت قابلِ ثبوت نہیں ہوگی۔ اسی
 طرح کہ ہم اپنی حماقت سے اپنے بازو توڑ بیٹھیں۔ یا جنس سب اعتدالیوں سے
 دل دیکر شراب کر دیں تو ان بیماریوں کو خدا کی طرف منسوب کرنا صحیح
 نہیں ہوگا۔

وَمَا كُنَّا بِكَ بِمَنْ تُنَبِّئُ فَبِئْسَ تَحْسِبُ بِدِينِكَ الشَّرِيعَ

دانش کی ہر منہیت مختار ہے ہی کر خدایوں کا نتیجہ ہے ۔

جس طرح ساز سے منتظر دینے دیتے اور اونچے سر اور پر و پرانے عمل کر ایک
متوازن نغمہ تیار کرتے ہیں ۔ اسی طرح کائنات کی ترکیب بھی وہ منتظر دینے
یعنی لذت و الم سے ہوتی ہے ۔ ممکن ہے کہ تنہا اور بے سر بار کا مست ہو
لیکن بچپن شریک ساتھ شامل ہو کر یہ منقطع نغمہ کیف انجیز و سرور اور بے جان
ہے اسی طرح ممکن ہے کہ تنہا نغمہ نکالے وہ ہو ۔ بین لذت کے ساتھ مل کر یہ
منقطع نغمہ زندگی میں وہ سوز و ساز پیدا کر دیتے ہیں جو اصل زندگی ہے ۔

نغمہ جوانی کو جہاں دنیا بے منتظر خوب ہے

ساز یہ بیدار ہوتا ہے کسی منہرب سے

ایک جہی بن کر کم ہو تو وہ مل ہی نہیں

جو نغمہ نغمہ دیکھ دیکھ ہو وہ بے منتظر ہی نہیں

۱۔ قیاس

میر سے ناس خیال میں مزاج کیتی ہے انتہا لذت و مہر کے استغناء میں

تے نام ہے ۔ اس سے بچیں اور وہوں کو شریک نہ دے ۔

قدیم فلسفیوں کا ایک ورکر وہ جس میں فیلسفیس Callicles اور

یونانیاتیس Euthydemus میں شامل ہیں ۔ اس بات پر توجہ

دینا کہ ہر آدمی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جس بات کو اپنے لیے مفید سمجھتا

ہے کرے ۔ خواہ اس سے دوسروں کو نقصان ہی کیوں نہ پہنچے ۔ فیثاغورث

(۸۰۰ ق م) بھی تقریباً اسی فلسفے کا مبلغ تھا ۔ یہ تھیرا کر ایک سرور کی چیز

سمجھنا تھا اور ہر فرد کو اجازت دینا تھا کہ وہ جس بات کو اچھا سمجھتا ہے
 اسے گورجیاس (۴۹۳ ق م) Gorgias کو بھی اسی مکتب خیال
 کا پیروں تھا۔ تاہم سب سے زیادہ فلسفہ خود غرضی سکھاتا تھا اور اسے فلسفہ خیر
 کو ہی یگانہ نہیں سمجھتا تھا۔ اس کی طرح چلتے رہتے، درحقیقت فکر یونانی تھی کہیں
 کا تھا۔

یہاں تک کہ افق یونان پر ایک ستارہ ابھرا۔ جس کی
 سقراطہ (۴۷۰ - ۳۹۹ ق م) یہ ہیں۔ افق تھا افق اور افق اور افق
 قلب و نگاہ میں نور و سرور کی ایک دنیا بسا گئیں۔ اس کا نام سقراطہ
 (۴۷۰ - ۳۹۹ ق م) یہ ہیں۔ افق تھا افق اور افق اور افق
 بتایا اور انفرادی خیر کو جس میں اجتماعی بہبود کی کا پہلو موجود نہ ہو خود غرضی
 قرار دیا۔ نیز اعلان کیا کہ خیر نام ہے صرف علم کا۔ اور اس اعلان کی دو
 نشر بھی پیش کیں۔ اول: کہ علم کے بغیر نیک آہی نہیں سکتی اور جب تک کہ
 نیک نہیں بن سکتا۔ دوم: یہ کہ جب تک انسان کو نیک کے مفید اور بد کے
 کے سفر ہوئے کا علم نہ ہو۔ وہ مائل بہ خیر نہیں ہو سکتا۔

(افلاطون (۴۲۷ - ۳۴۷ ق م)

سقراطہ کے شاگرد افلاطون کا یہ خیال تھا کہ دنیا پر آدمی ہر عام رہائش
 جا رہا ہے۔ جامہ دوزی، کنسٹ دوزی وغیرہ، خود نہیں کر سکتا۔ وہ قسم
 قدم پر دوسروں کے قانون کا محتاج ہے۔ مثلاً اگر اسے قانون کی بدولت

آباد ہے۔ اس روح تعاون کو زندہ رکھنے اور حقوق افراد کی شناخت کے
 لیے، ایک نگران آئندہ کی ضرورت ہے جسے حکومت کو جانتا ہے۔ یہ
 سمجھیے کہ ان تینوں کے ہاں انسان ایک سوشل جاندار ہے۔ ہر دوسروں کے
 تعاون کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اگر دنیا کے تمام کونست مر جائیں تب بھی
 ایک کو زندہ رہ سکتا ہے۔ یہی صرف ایک آدمی کبھی زندہ نہیں رہ سکتا۔
 اس لیے کہ ایک وقت وہ اپنی سب سے ضروریات فراہم نہیں کر سکتا۔ اگر وہ
 بھی خود بنائے، کاشت بھی خود کرے۔ کپڑے، درخت بھی خود دیکھے۔ سینے
 کے لیے سوئی و سیاہ چاہیے۔ وہ بھی خود تیار کرے۔ روٹی بھی خود پکائے۔
 پانی کے لیے کنواں بھی خود کھودے۔ اگر ایک انسان ایک نگران ہیں تو ہیک
 دیا جائے تو شاید وہ چیلنجوں میں مرتب ہوئے۔ تنہا کون کر سکتا ہے؟
 اس لیے یہ کمین غلط نہیں کہ انسان ایک سوشل جاندار ہے۔ جس کی بہتری
 سوسائٹی کی بہتری سے وابستہ ہے۔ سوسائٹی کا ارتقائی نفاذ ایک عمدہ
 حکومت ہے۔ جس کی بقا چاہیے اور صاف ستارے وابستہ ہے۔

اول : دانش یا علم جو ہر حکومت پر ہے اس کے لیے بدی ہے۔

دوم : شجاعت جس کے بغیر فوج و امن کا قیام نہیں کر سکتی۔

سوم : عدل۔ جس کے بغیر نہ جہد بائست پر ضبط حاصل ہو سکتا ہے اور نہ

انسانی معاشات سنبھل سکتے ہیں۔

چہارم : انسانیت تقسیم رزق و اعزازات میں۔ رہایت حقوق میں۔ نا انصافی

میں۔ کہ ہر آدمی جیسے اپنا آپ ہے اور ہر دوسروں کے خلاف

کرتے۔ یعنی کسی کا تعلق نہ جیتنے اور کسی پر ختم نہ کرنے کو کہیں کوئی جھڑا
نہ رہے۔ اور یہ دنیا میں و سلام کی جنت بن جائے۔

انہی تین انسانوں کو انصافِ حسنہ کا پتھر اور شاخِ ثمر
سہولت ملے۔

فَاَشْرٰىوْا وَاُتُوْا بِكَفٰرٍ قٰلِبٍ ۝۱۱

انصاف کرو، اور وہ کفر و رشتہ دار کے خلاف ہی کیوں نہ ہو

شروع کرو، کفارِ متقویٰ (۱۱)

انصاف کرو، کہ انہی سے انصاف کا فریب ترین

رشتہ ہے۔

وَتَمٰزٰىتْ اَکْثَرُ بَیِّنٰتٍ ۝۱۲

مجھے تمہارے حکم دیا ہے۔ کہ تم سے انصاف کرو۔

۱۲۔ زیادہ تر بے حد و احسان (۱۲)

احمد قلیں حد و احسان پر ختم دیتا ہے۔

اِسْتِثْنٰی (۳۰۹-۳۲۲ ق م)

انہی تین کے علاوہ رشتہ داروں کے پاس خیر و شہدہ میں مستثنیٰ ہے۔

۳۔ یعنی جس طرح ایک بڑا ستہ چار نہیں بنتی، اسی طرح ایک نوک مستثنیٰ

مستثنیٰ ہے۔ یعنی رشتہ داروں کو خیر و شہدہ میں مستثنیٰ ہے۔

۴۔ یعنی وریدان۔ چھوٹی بہتری خیر، عمدہ نصیحت ہیں۔ وہاں کی حد میں

دل کی مثال میں۔ عقل سے مراد سام دانش نہیں بلکہ وہ غیبی یا شہور خیر ہے۔ جو انسان کو بدی سے روکتا اور نیکی کی طرف دعوت دیتا ہے۔ دل کے توفانی ہندسے دو ہیں۔ غمناک اور خوش۔ آشوبت (بوس) اگر یہ دونوں ہندسے عقل کے توفانی میں ہوں۔ تو انسان دُکھ سے محفوظ رہتا ہے۔ ورنہ اس کی زندگی تھکنے پر مبنی ہے۔ رشتوں پر کو اعتدال (مراد حق سمجھتا ہے۔ اور کتنا ہے کہ ہر وقت کے تین پہلو ہوتے ہیں۔ افراسی، خرابی اور وسطی۔ وسطی خیر ہے اور باقی خراب۔ وسطی ایک ہوتا ہے۔ اور وسطی سے افراط یا تفریط تک۔ تعدد و متنوع آتے ہیں۔ جو تمام شر کو ہٹاتے ہیں۔ کہاں سے وسطی آئے یا اعتدالی کیفیت کا نام ہے۔ مثلاً

افراط	نقطة اعتدال یا وسطی	تفریط
اسراف	سماوت	مُخل
ہوؤ	شجاعت	بزدلی
خوشامد	خوش خلقی	بد خلقی
رہبانیت	عبادت	لادینی
		دُش علی ہذا

خَيْرٌ لَا تَمُورُ وَ سَا خَيْرٌ اَمَدِي

خیر اوصاف کے وسطی کا نام ہے

قرآن میں بھی حد ہا حکم بار بار دیا گیا ہے۔ حد کے معنی توفانی ہے

نقطة اعتدال ہے۔ جو وسطی کے مراد ہے۔

معاصرین سقراط میں سے دو فلسفی خصوصیت

معاصرین سقراط سے قابل ذکر ہیں۔ ان میں سے ایک انٹیسٹین

(Antisthenas) ق م ۴۴۵ - سقراط صرف علم کو خیر سمجھتا تھا۔

لیکن یہ فقیہ اس علم کو خیر سمجھتا تھا۔ نہیں پر عمل کیا جائے۔ یہ قوم وطن اور

نسل کی بنیادوں پر کروہ بند کی باقائل نہیں تھا۔ بلکہ تمام نسل انسانی کو

ایک کنبہ اور زمین کو اس کا گھر سمجھتا تھا۔ اس کے پیرو سنیس Cynics

سمیت تھے۔ رفتہ رفتہ ان کے مانند پڑ گئے اور یہ لوگ غصہ کشی و بیاض

اندر سے اور تنگ رہا نہایت کوکھان اسباب سے بچنے لگے۔

دوسرا اریسٹپس (Aristippus) ق م ۳۵۵ - تھا۔ جس کا

نظر یہ رہا کہ مشہد حیات مسرت ہے۔ جو صرف خیر سے حاصل ہوتی ہے

اور نہ منہ پر غصہ ہوتا ہے۔ اس کے پیروان سے جو سیرینیس Cyrenaics

کہلاتے تھے مشہور تھے۔ عارضی خوشی انسانی لذتوں کو بھی مسرت کے دائرہ میں شامل

کر پاتے اور اس طرح یہ رہا مسرت سے بہشت کے تھے۔

دراں ایتھورس (ام س ق م Epicurus

معاصرین ارسطو کے ہیں لذت و تمیز و نشر کامیاب ہیں۔ جو چیز کہ مسرت

اسے دہیست اور بدبختی رنج و الم بود و بدبختی۔ یہ وقتی و عارضی بھی ہو سکتا

ہے۔ لیکن نسل خیر و بدست میں سے ساری زندگی مسرور ہو جائے۔ علم عندل وغیرہ۔

اسٹوئیس (Stoics) کے امام زینو (۳۰۰ - ۲۴۵ ق م

۱۰۔ خیال تھا کہ انسان کائنات کا ایک حصہ ہے۔ اس کائنات میں تو زن اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے، کہ اس کا ہر پرچہ اپنا فرض کو پورے طرح نبھائے اور دوسرے کے ساتھ تعاون کرے۔ اس تعاون اور توازن کا دوسرا نام سترت ہے۔ ہوائشوف، شپاگلٹ، سٹیم، مروت اور دیگر حسات سے حاصل ہوتی ہے۔

۱۱۔ ارسطو سے اندازاً تین سو برس بعد اسکندریہ کے بعد ارسطو نوناطونی - Neo-Platonic فلسفے کا چہلمہ پھوٹا۔ جو سید ب کے احساسے کی طرح روم و یونان تک پھیل گیا۔ اس کے بڑے بڑے منتسب فیلو Philo پلاٹینس Plotinus اور پارفری Porphyry وغیرہ تھے۔ ان کے نزدیک خدا خیر نفس ہے۔ اور حقیقی سترت کمال ان غنت سے امتدین اروب جانا جیہ اس کی مشیت کے سانچے ہیں اور کی طرح ڈس جانا ہے۔ اس کی تدوین سے فنا فی اللہ استغراق اور عبودیت کا تصور انہی فن مند سے پانچواں پہ نرسہ پہل صدی سے چھٹی صدی عیسوی تک وں و دماٹ پانچواں پہل صدی پھر ختم ہو گیا۔

۱۲۔ اس فلسفے کے ساتھ ساتھ ایک اور مکتب فکر بھی سرگرم تھا۔ جسے پینرسٹک Patriotic کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ اس کی بنیاد بائبل اور پہلی پانچ صدیوں کی مذہبی تحریروں پر ڈالی گئی تھی۔ اس دستور منتسب اسکاتلین (آئرلینڈ) کے تھے۔ جس کے ہاں خیر و برے خدا سے وابستہ

کرنے کا نام ہے۔ اس کی تعبیر کا خیال نہ تھا کہ خدا کی محبت سے انسان آخری
نفس کے پس پر پہنچ جاتا ہے۔ اور اس کی تمام تر منتوں کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ یہ
کاتب پہلی صدی سے نوں کی صدی تک زندہ رہا۔

نوین سے پندرھویں صدی

نوین سے پندرھویں صدی تک

مکمل شدہ فلسفہ Scholastic Philosophy

اس فلسفہ میں فلسفہ و مذہب کے درمیان میں وحدت و حقیقت پیدا کرنے

کا نام ہے۔ اس کا مشہور مبلغ سکاٹس (Erigena) Johannes Scotus

کا نام ہے۔ اس فلسفہ کا یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ فلسفہ اور یہ مذہب ہیں

مذہب اور مذہب ہیں۔ اس لیے کہ فلسفہ میں سیدھا ہوتا ہے۔ ایمان میں

یہ بظاہر جتنا ہے۔ اور ان دونوں میں ہیں۔ اس لیے کہ فلسفہ میں سیدھا ہوتا ہے۔ ایمان میں

اور ان دونوں میں ہیں۔ اس لیے کہ فلسفہ میں سیدھا ہوتا ہے۔ ایمان میں

اور ان دونوں میں ہیں۔ اس لیے کہ فلسفہ میں سیدھا ہوتا ہے۔ ایمان میں

اور ان دونوں میں ہیں۔ اس لیے کہ فلسفہ میں سیدھا ہوتا ہے۔ ایمان میں

اور ان دونوں میں ہیں۔ اس لیے کہ فلسفہ میں سیدھا ہوتا ہے۔ ایمان میں

اور ان دونوں میں ہیں۔ اس لیے کہ فلسفہ میں سیدھا ہوتا ہے۔ ایمان میں

اور ان دونوں میں ہیں۔ اس لیے کہ فلسفہ میں سیدھا ہوتا ہے۔ ایمان میں

اور ان دونوں میں ہیں۔ اس لیے کہ فلسفہ میں سیدھا ہوتا ہے۔ ایمان میں

اور ان دونوں میں ہیں۔ اس لیے کہ فلسفہ میں سیدھا ہوتا ہے۔ ایمان میں

Thomas Hobbes ۱۵۸۸-۱۶۵۹ اس دور کا پہلا مفکر

مقار۔ جو نظریہ حرکت و قائل تھا کہ ہر چیز منزل کماں کی طرف محو سفر ہے۔

ہر شے مسافر ہر چیز راہی

کی چاند تار سے کیا مرث و ماہی

اگر یہ سفر بخیر و نیت ختم ہو جائے تو انسان کو مسترت مٹی بن کر

راہ میں کسی چٹان سے پاؤں پھس جائے۔ یا راہی ٹھٹھ کر بیٹھ جائے یا سہ

کی دشواریوں سے کھر کر رہ جائے۔ تو وہ مسترت سے مکرر ہو جاتا

ہے۔ اس نفس کے ہاں حرکت کے مقصد دو ہوتے۔ اول انفرادی مسترت۔

دوم اجتماعی مسترت۔ ان دونوں مقصدوں کو حاصل کرنے کے لیے اس نے

اپنی کتاب Leviathan میں انیس اصول درج کئے ہیں۔ مثلاً

۱۔ دنیا میں امن قائم کرنے کے لیے دوسروں کو اتنی آزادی دے کہ

سب کو اپنی دیرینہ تمنا کے لیے ضروری کی جگہ ہو۔

۲۔ وعدوں کو پورا کر دو۔

۳۔ محسن کی شکریہ دے کر دو۔

۴۔ خوش خمری سے پیش آؤ۔

۵۔ نادار کو مدد کر دو۔

۶۔ کسی سے نہت نہ کر دو۔

۷۔ غرور نہ کر دو۔

۸۔ انبغوں کو ہر برس جھوٹو۔

۱۔ قیاس و سنجش

و غیر و غیر

اور یہی اس کے لئے ہے کہ اس کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔

Spinoza (۱۶۳۲-۱۶۷۷) :

اسپینوزا : اس کے لئے کہ اس کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔

حکمت کے ساتھ علم و ہونے کی بات۔

Error is lack of knowledge. Action without knowledge will produce results which are not desired, and pain will follow.

(S.E. Frost - The basic teachings of great Philosophers)

فروغ و علم کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔

بجائے علم کے، علم کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔

بجائے علم کے، علم کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔

فلسفہ جدید کے مختلف مکاتب

ان کے بارے میں بات

جس میں علم کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔

بجائے علم کے، علم کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔

بجائے علم کے، علم کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔

ایک۔ بات ایک ورثہ وراثت کے تحت ایک۔ لیکن زبانوں اور شعریات کے
 "نوع سے نسل انسانی گروہوں میں بٹ گئی۔ اور دنیا فتنہ و فساد سے بھرپور
 ہو گئی۔ اسی طرح کائنات کے حکماء نے جدید میں بھی ملکہ۔ *Galileo*
Kelper اور *Newton* کا خیال یہ تھا کہ
 کہ ان ن فدا فی مشیت کے سامنے ہے بس اور مجبور ہے۔ لیکن کٹر رہتے
Gudworth اور *Clarke* سے باخبر۔
 سمجھتے تھے۔ ایک اور گروہ دنیا میں بھی کہ خیر و شر نہ لی و ابد کی متعلق ہیں۔
 جس میں کسی تبدیلی کی گنجائش نہیں۔ لیکن ہر برکت سپینر خیر و شر کے تحت۔
 میں ارتقاء کا قائل تھا۔ اس قسم کے چید اور اختلافات جس وقت ہوتے۔ انہوں
 نے حکماء نے جدید کے مختلف گروہوں میں بانٹ دیا۔ *Naturalism*
 اور *Intuitionism* اور بندہ کی یہ تئیں
 تھے جدید میں ان تئیں سے کن اور شائیں *Intuitionism*

Naturalism کی شائیں یہ تئیں

Sympathetic ۱

Evolutional ۲

Intuitionism ۳ کی یہ

Rational Intuitionism ۴

Aesthetic Intuitionism ۵

Sympathetic Intuitionism ۶

Automatic Intuitionism -۴

نہ تاہم کچھ اختلافات پر بحث کرنا جو اس موضوع سے خارج
 ہے۔ جو اس سے تعلق نہیں رکھتا۔ اس بات سے کہیں کوئی دلچسپی نہیں کر سکتا۔
 کہوں کہ فلسفہ کس مکتب فکر سے متعلق رہتا تھا۔ اس باب پر جو صرف
 اتنا ہی بتا سکتے ہیں کہ غیر فلسفہ کے متعلق ان کے
 تصور کیا تھا۔

Francis Bacon { ۱۵۶۱ - ۱۶۲۶ } بیکن
 فلسفہ کے بارے میں فلسفہ کے بارے میں فلسفہ کے بارے میں

It is only philosophy which can give
 even to a life of turmoil and grief the steady
 peace that comes of understanding.
 (Bacon)

ایک فلسفہ ہی ہے۔ جو اس پر اثر کرتا اور غم زدہ زندگی
 کو وہ عظیم شان و شوکت دے سکتا ہے۔ جو صرف فلسفہ ہی
 پیدا کرتا ہے۔
 ایک درستی پر مکتب ہے۔

Learning conquers or mitigates the fear
of death and adverse fortune.

اسلم، موت اور مصیبت کے خوف کو یا تو کچل دیتا ہے،

اس پر غالب آجاتا ہے۔

ان امتسابات سے واضح ہے کہ بیان سترات کی طرح علم کو خیر اور مصیبت

قرآن اس حد تک تو ان سترات کی تصدیق کرتا ہے کہ حکمت (اسلم) علم

خیر کثیر ہے، لیکن خیر کو عام تک محدود نہیں سمجھتا۔

مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا

البقرہ

اچھے حکمت مل گئی، وہ خیر عظیم کا مالک بن گیا،

Ralph Gudworth { ۱۶۸۸ - ۱۷۱۷ }
انجینئر } ۲۔ گڈ ور تھ

کہا کرتے تھے کہ آنکھ کا دائرہ بصریت بہت محدود ہے اور اس سے

یہ نئے شے متعلق کو نہیں دیکھ سکتی، جو عسوسات سے آگے ہیں۔ میں

اخلاقی تصدیقیں (رحم، انصاف وغیرہ) جس شامل ہیں، یہ تصدیقیں زوروں

اور ابد کی ہیں۔ جن کو سرچشمہ و دایہ کی وسرمد کی دماغ ہے۔ جو میں

کائنات میں سرگرم عمل ہے، ابد کی تصدیقوں و سرچشمہ کسی ابد کی ہوسکتی ہے

میں یہ تصدیق کے بغیر پورے نہیں کہ اس جہان کو دیکھنے کی غمان تھوڑی

ایک ایسی مشق کے دائرہ میں ہے۔ جو ازل و ابد کی ہوسکتی ہے۔

ماتنوں اور صداقتوں کا منبع بھی ہے۔ وہ غیر نکم ہے۔ جس سے رابٹر پیدا
کرنے زندگی کو مسرت ملتا ہے۔

۳۔ سیموئل کلارک { ۱۷۲۹-۱۷۹۷ }
Samual Clarke } لکھنؤ

مؤرخہ ہیں وہ دنیا کی اور کسی کے تہذیب کا شغف اس سے مسرت
کے لیے پورا سوال بخیر یہ کہ ہے۔

تو : اللہ کی مبادی سے اس لیے کہ وہ کوئی نوانک دیوتا ہے جس
اس لیے کہ وہ تمام مسرتوں کا منبع ہے اور یہ اس سے لہجہ و
روان فی رابٹر پیدا کرنے کے بعد مسرت حاصل کر سکتے ہیں۔

دوم : مسرت : یعنی ہم دوسروں سے وہی ملنا چاہتے ہیں جو اپنے لیے
پسند کرتے ہیں۔

سوم : مسرت : کہ ہم خود انسانی کے سکھ کے لیے ہر قسم کا سکھ ہر وقت
کریں۔ انسان کو سکھ نہ صرف رحم۔ انصاف۔ فیاضیت اور
دیگر انسانی فضائل سے مل سکتا ہے اور اس لیے انسانی فضائل کو
پہنچانے کا نام انسانی طبیعت ہے۔

چہارم : مسرت : انسان اپنے فرائض کو بخوبی سمجھتا اور اگر اسے سمجھتا
تو نہ رشتے کے لیے شراب نوشی۔ کھانا۔ گندہ کی غذا۔ خبیثہ باتوں
عباسی۔ زیادہ دہائی یا کر کے۔ بڑی سوسائٹی۔ غم اور سب چیزیں
کے بطن بھر دیتی ہے۔ سب چیزیں گناہ کا قریب ہے۔ اس لیے ہر آدمی کے

کناہ سے بچنا بھی ضروری ہے

کو رک کے یہ احوال سراسر قہر آتی ہیں جو چند کراہتوں کے قرائن سے آشکار
ہوتا ہے۔ اس کے لیے ہیں وہاں زندگی و تیشا معجزہ و تیشا جو انسان کو تیر کی رو
دکھائی اور شہرت و کتابت۔

وَلَا تَكُن مِّنَ الْفٰسِقِیْنَ
وَلَا تَكُن مِّنَ الْفٰسِقِیْنَ

اللہ نے خیر و شر کا شعور انسان کی فطرت میں رکھ دیا ہے۔

۱۷۶۱-۱۷۶۲
Anthony Ashley Cooper
۱۔ اسکے

کے ہاں فرد کی بہبود، معاشرہ کی بہبود میں خاص ہے۔ یعنی وہیں میں خیر و شر ہے۔
جو نوع انسان کے لیے مفید ہو۔ انفرادی منہ و نور و شر میں تھیں جو اس کے لیے مفید ہوں
انسانی خیر و شر کا درجہ نہیں دیتی بلکہ یہ منہ و شر کی منہ و شر ہیں۔ انسانی
میں کرتا و دینہ ہر سبب اخلاقی انسان میں انسانی حسن و شرف و خیر و شر اس
صورت میں انسانی خیر و شر کے درجہ سے انسانی منہ و شر کی منہ و شر ہیں۔ انسانی خیر و شر
In the public interest
میں عمومی خیر و شر کے لیے ہر سبب اخلاقی کی ایک وجہ ہے۔ انسانی خیر و شر
Hutcheson

۱۷۶۳-۱۷۹۰
Adam Smith
۵۔ آدم سمیتھ

کے کرتا و دینہ ہر سبب اخلاقی کی ایک وجہ ہے۔ انسانی خیر و شر اس

ہر انسان اُنکے تعلقوں پر رہتا ہے۔ اس مقصد کے لیے اس نے ہر انسان کو
 ایک تجربہ سب کیا۔ جو اسے نیکی کی راہ دکھاتا اور بدی سے روکتا ہے۔ ہر فرد
 کی دو شخصیتیں ہیں۔ داخلی اور خارجی۔ داخلی شخصیت (ضمیر) ایک نئی ہے
 جو ہر عمل کے نیک و بد ہونے کا فیصلہ دیتی ہے۔ یا یوں کہتے ہیں کہ ضمیر خدا کی
 بقدرہ ساری خدائی کی آواز ہے کہ اسے انسان خود اپنے قریب نہ جاتا۔ ورنہ
 خدا اور خدائی سب قریب ہوتا۔ جس پر جانیں گے اور تم بہت بڑے شخصیت
 بن جاؤ گے۔

4۔ جوزف بٹلر { ۱۶۵۲ - ۱۷۵۲ }
 Joseph Butler

دور سمندر کی طرح وحشی انسان کا قائل ہے۔ جو نیکی پر خوش اور بدی پر
 ناخوش ہوتا ہے۔ سمندر سے لڑائی Faculty کے نام سے یاد کرتا ہے۔
 پھر اسے اصلی انسان قرار دیتا ہے۔ فطرتوں و احساسوں سے اسے غلبہ نہیں۔
 اور اس کا کام نہ مرنے کا ہے۔ اگر انسان کا عمل اس اندر وحشی انسان کی
 فطرت سے مطابقت ہو تو وہ سترت حاصل کرتا ہے ورنہ پتلا ہے صاحب
 ہو جاتا ہے پھر کے نام یہ زندگی دورِ آزمائش Period of Probation
 ہے اور ایک مستقل مقام پر پیدائش زندگی کے ہے۔ اگر ہم عبور کی دور
 تک پہنچ کر ہیں گے۔ تو پھر وہ زندگی بہار کی مثبتہ کہیں کی طرح
 نیک نیت کی ورنہ مڑ جانا کر رہ جانے کی۔

۷۔ جینٹلمن { ۱۸۳۸-۱۹۰۰ }
Jeremy Bentham

کے ہاں انسان کے آقا دو ہیں۔ لذت اور آزار۔ ہر اُس لذت بخش ہو وہ
خیر ہے ورنہ شر۔ لذت سے مراد وہ مسرت ہے جو عمیق، پائدار اور جینی ہو
جس کے جلو میں غم نہ ہو اور جو انسانوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد کے لیے
ہو۔ مسرت کا دائرہ جتنا وسیع ہوگا اتنی ہی عظیم ہوگی۔ اس فہم کے تئیں
میں صبر، قناعت، اعتدال، انکسار، احسان، رحم، انصاف وغیرہ ہیں وہ
اعمال خیر ہیں جن سے انسانیت کو امن و مسرت مل سکتی ہے۔

۸۔ مل { ۱۸۰۶-۱۸۶۳ }
J. S. Mill

بھئی یہ منتظم کہ ہم خواہتا اور اس کا فہم یہ بھی ہوتا
کہ جس خیر سے معاشرہ کو فائدہ نہ پہنچے وہ خیر نہیں ہے۔ ایک
مقام پر کہتا ہے۔

To produce general happiness is the sole
criterion of the goodness of actions.

اگر اعلیٰ خیر کا معیار ہے ہینچونٹ ایک ہی
ہے کہ ان سے نوع انسانی کو مسرت

حاصل ہو

اور یہ عمل اختیار حسن ملوک، مروت، رحم، احسان وغیرہ ہیں۔

۹۔ ڈارون Darwin (۱۸۰۹-۱۸۸۲) تنازعِ بلینا

۱۔ درجہ اولیٰ *Survival of the fittest* کا تالیف تھا۔ اس کے
 ۲۔ زندگی کی مسلسل جہاد ہے۔ جس میں صرف فتنہ زور و دھمکتے ہیں
 ۳۔ زندگی کا دوسرا نام انتخابِ ثمرت *Natural Selection* ہے
 ۴۔ ڈارون کا وارثہ تحقیق حیوانات و نباتات تک محدود تھا۔ تاہم اس
 ۵۔ نے ایک آدر مقام پر اشارہ اتنا ضرور کیا ہے کہ نباتی و حیوانی دنیا کی طرح
 ۶۔ انتخابِ فکر کی باہول رسائی، اخلاقی، سیاسی اور سماجی دنیا میں بھی ضروری ہے

۱۰۔ ہربرٹ اسپنسر (۱۸۲۰-۱۹۰۳) Herbert Spencer

۱۔ اس اشارے کو ایک عمل فن بنا دیا۔ اور انتخابِ فطرت کا وارثہ تہذیب
 ۲۔ تمدن معاشرت، سیاست، اخلاقیات انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں تک
 ۳۔ وسیع کر دیا۔ زندگی کے ہر گوشہ میں فتنے آتے سے مستحیج ہو جاتی ہے۔
 ۴۔ ریاضتی ہوئی زندگی کہیں بھانکنے کہیں اچھٹے اور کہیں اڑنے ملتی ہے۔ اسی
 ۵۔ قہر جہان کا نام اسپنسر کے ہاں ایشیت یا اصل ایشیت ہے۔ موت و زندگی
 ۶۔ کی کوہِ بزمِ مسلسل ہے۔ موت انفرادی زندگی پر دباؤں، حادثوں اور مصیبتوں
 ۷۔ کے زیرِ چھاتی ہے اور اجتماعی زندگی کا سرِ بد کردار کے کر زکر ہے۔
 ۸۔ توڑتی ہے۔ زندگی کی موت کو صرف ایک ہی حربے سے شکست دے سکتی ہے
 ۹۔ جس کا نام غیرت ہے۔ غیر زندگی کی طاقت ہے۔ کسی شہ پر کھم و ستوار رشتی ہے

نہم شرکاً بیٹا ہے۔ اور زندگی کا سب سے بڑا دشمن۔ اس دنیا میں وہی
افراد و اقوام زندہ رہ سکتی ہیں۔ جس کے پاس خیر و تقویٰ کی قوت موجود رہے۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْكَافِرِينَ
يَكُونُنَّا عِبَادِي لَشَارِئُونَ ۝ (انبیاء)

وہم نے زبور میں انہیں بتا کی تفصیل کے بعد یہ بات کہ کافروں
نفس، کہ زمین کے وارث وہی لوگ ہوں گے۔ جو صالح و نیک
ہوں گے۔

ہر بڑے سپریمہ مقولہ ذیل آئیہ باں کا تفسیر یا ہم منقول ہے۔

In the struggle for existence only those
survive who have pleasure in life-preserving
acts.

زندگی کی جدوجہد میں وہ بگ زندہ رہتے ہیں۔ جو اپنے اعمال
سے مسترت حاصل کریں۔ جن سے زندگی محفوظ و مستحکم رہے۔

Bertrand Russel

۱۱۔ ہرمنڈرٹسٹ

نہم اندوہ کی کاشتید دشمن تھا اور کہا کرتا تھا کہ دوست وہی ہرمنڈرٹسٹ

Short History of Ethics P. 263

ٹ آج کل افسانہ زندہ ہے۔

جمع ہو سکتی ہے۔ سینہ زور کی ستہ یا پڑھری ستہ۔ پڑھری ستہ یا پڑھری ستہ
 نسر کی دوست کی شناخت پر نہیں اور سحر سے کرتی ہے۔ اس سے ایسی
 ریاست بھی نسر ہے۔

این تسبیح کلمہ مثنوی تدریجی جمیع ملاقا کلام

(کلمہ)

اس میں عجیب چیزیں اور بد کو پر لعنت ہو۔ اس میں جمع کر کے اس کے کلمات
 اس سے اس آواز کی شیریں شہادت ہے۔ اس کے بغیر نہ شہادت و کردار کی تعمیر
 ممکن ہے اور نہ شہادت کی تکمیل یہی خلاف آراء کو رہت قمار و پت ہے
 ریاست و من ثروت سے صدمہ بڑھتا اور ایمان و یقین کو قوت حاصل ہوتی ہے۔
 رہت نہ رہیں ہو اور پیدا ہو جائے اور آواز کی راست مستور ہو جائے تو دنیا
 بہ زندگی بن جائے۔ اقوام مغرب کی رانیوں اور عقائد کی رہت اور یقینوں
 و تربیت کر کے اقوام متمدن و اخلاقی کے تقاضوں کو ادا کر کے
 بہ ریاست و شہادت اور مدد میں ہی چلی ہیں۔ اس ریاست و شہادت کے ساتھ
 کو رہت اور شہادت ہے۔ اس سے ترقی کی تربیت چوں کی ہے۔

The growth of one individual or one
 community is to be as little as possible at the

تاریخ میں ہیں۔ اس سے کہہ سکتے ہیں کہ

تاریخ میں ہیں۔ اس سے کہہ سکتے ہیں کہ

expense of another.

(Story of Philosophy P. 414)

ایک فرد یا قوم کی ترقی دوسروں کے منہ و کوکھوں پر نہیں ہونی چاہیے۔
اشتراکیت کے متعلق اس کا اثر یہ ہے تھا کہ زراعت و زہری اور ہتھیاروں کی تجارت
نہ کی جائے۔ لیکن تقسیم زمین کے بعد شخصی ملکیت کو برداشت کیا جائے۔ اس
لئے کہ جب تک کہ اس کو یہ زمین نہ ہو کہ اس کی زمین ہا وراثت اس سے پیش ہو۔
وہ زمین کی کاشت و نگہداشت میں محنت سے کام نہیں لے گا۔

۱۲۔ والیٹر (۱۶۹۴-۱۷۷۸) Voltaire

فرانس کا مشہور اقدار، مفکر، مدافع دینی و ریاستی کی باتوں میں ترقی۔
چونکہ صحیح معرفت کے حصول میں دین کے تاریک اثرات ہیں چھوڑ کر ترقی
میں لے کر دین کو بھی فدا کر دینا پڑا۔ وہ کہہ کر نہ تھا کہ دین کو کن دست
رہنے کے لئے ایک خدا ضروری ہے۔ جو نیکی کا صلہ دے اور بدی پر سزا
کے احکام نافذ کرے۔

If God did not exist it would be necessary
to invent him.

اگر خدا نہ ہو تو ضرورت ہے کہ اسے ایجاد کرنا پڑے گا۔

ایک دوسرے کو خدا میں کہنا سبت ہے۔

You yourself say that belief in God has kept a nation from crime : this alone satisfies me.

When this belief prevents even ten assassinations, ten calamities, I hold that all the world should embrace it.

Religion, you say, has produced evildoers & evil tunes : nay rather the superstition which remains of an unhappy Glaze. This is the cruellest enemy of the human race. Let us detect this monster which has always been the bosome of its mother. Those who combat it are the benefactors of the human race. It is a serpent which Choke's religion in its embrace. We must crush it to death without wounding the mother which it devours.

(Story of Paul Jones, P. 217)

ترسیہ کرتے ہو کہ خدا پر ایمان رکھنے کی وجہ سے زمین ترک

کنہوں سے ترک کئے ہیں یہ سب بیہوشیاں ہیں جو ان کے سر اس

ایمان کی وجہ سے صرف دس تہمتیں اور دس قتل رک سکتے ہیں۔
 تو پھر تمام دنیا کو اللہ پر ایمان لانا چاہیے۔ تم کہتے ہو کہ مذہب
 نوع انسانی کے لیے رتھ و مصائب کا سبب بنا۔ میں کہتا ہوں
 کہ یہ مذہب نہیں بلکہ مذہب کا عنصر تصور تھا۔ جو آج ساری زمین
 پر محیط ہے۔ نہ تصور مذہب کا ہی غم ترین دشمن ہے۔ اگرچہ اس
 راکشش کا جس نے اپنی ماں (مذہب) کا سینہ چیر رکھا ہے۔ مقابلہ
 کریں۔ جو لوگ تصور رتھ کے خوف جہاد کرتے ہیں وہ نہایت
 کمزور ہوتے ہیں۔ یہ ایک سانپ ہے جو مذہب کے
 ارادہ کو دھپٹا ہوا ہے اور اپنے فتنے سے اس نے مذہب کی ماں
 تک روک رکھا ہے۔ یہ سانپ اپنی ماں کو بھی جویا کرتا ہے۔ یہیں
 پابندی کو ہی کر کے اس کا سر کھیل ڈالیں۔

وٹیسٹر نے کتنی کام کی بات کہی ہے۔ مذہب ہمیشہ عنصر تصور رتھ، عزت اور
 خرافات کے مجموعہ ہیں نہ ہوتا رہا۔ اور دنیا چند بے معنی رسوم و مناسک کو مذہب
 سمجھتی رہی۔ آج دنیا کی تمام مملکتیں ان خرافات میں چوٹی تک ڈوبی ہوئی ہیں اور
 مسلمان اس معاملہ میں سب سے آگے ہیں۔ یہ غرض یہ ہے کہ دنیا بھر میں
 یہ دائرہ ہیں۔ یہ تہمتیں ہیں۔ یہ روایات ہیں۔ یہ فرشتی عذاب و توبہ
 کے افسانے۔ یہ عظیم و سمیع موت کے تارے۔ یہ دین و دنیا کی تفریق۔
 ان غرض کماں تک سنو۔ ساری دنیا میں ان فتنوں کا عنصر تصور رتھ کے بڑے
 بڑے محل تعمیر ہو چکے ہیں۔ جن کے نشانے سنہنت میں سب محسوس ہیں۔ ان کے

کہ یہ سب کچھ فریب انگیز ہے۔ اور ہمیں حقیقی مذہب کی باتوں کی پیروی کرنی ہے۔
 قصہ کوئی نہیں سننا۔

مذہب و ایمان کے متعلق یہ کہہ رہے تھے کہ وہ غم سے نجات پانے کے
 لیے یہ سب ایسے خدا کا و بے ضروری سمجھتا تھا۔ جو تمام حالتوں اور
 حالات میں کچھ چھٹہ ہو۔ ہر گنہگاروں پر سزا دے۔ اور ان کی سزا کرتے۔
 انہیں سزا دے۔ آزاد ہو اور کس ایک فرقے سے تعلق نہ رکھتے ہو۔ جس
 مذہب ایک ہو اور آغاز آفرینش سے ہی بغیر و تبدیل ایک ہی رہا ہو۔
 اور یہی مذہب تھا۔

To do good is my worship and to submit
 to God is my creed.

ایک کرنا میری عبادت ہے اور خدا کے سامنے ایک ہونا
 یہ مذہب ہے۔

وَمَنْ خَسَنَ دَنًا يَمُنْ بِسَمِ الْخَيْرِ سَمِ الْخَيْرِ
 انس کا

میں نے اس سے بہتر دین کس کا ہے جو کہ اس کے ایک ہے۔
 اور جس نے نیکی کو اپنا شعار بنالیا۔

David Hume { } اے خدا پرست و ایمان

میں نے اس سے بہتر دین کس کا ہے جو کہ اس کے ایک ہے۔

ہم نواختا۔ وراعتداں کو غیر اکبر کہا کرتا تھا۔ وہی۔ عتداں جسے قوموں نے صرف
 کتا تھا۔ اس اعتداں کی دو قسمیں ہیں داخل اور خارج۔ داخل اعتداں سے
 مراد تمام جذبات ہیں توازن ہے۔ اسی توازن کا دوسرا نام منیٹہ نفس ہے اور
 خارجیت سے مراد معاشرہ و افراد میں شر کے حقوق کی مخالفت ہے۔ یہ دو
 کی رائے یہ تھی کہ جب تک ہر فرد اپنے جذبات کو قابو میں نہ رکھے اور
 دوسروں کے حقوق ادا نہ کرے۔ اس وقت تک دنیا امن و مسرت کی نعمت
 سے بہرہ یاب نہیں ہو سکتی۔

۱۴۔ کانٹ { ۱۷۲۴ - ۱۸۰۴ء }
 Immanuel Kant جرمن

کے ہاں خیر محض نیک ارادت کا نام ہے۔ اگر کوئی شخص اس نام کو اپنے
 ارادے سے کرتا ہے تو اس کا یہ عمل خیر سمجھا جائے گا۔ خواہ نتیجہ کچھ ہی
 کیوں نہ ہو۔

نیک ارادت کا نتیجہ

(صحیح بخاری کی پہلی حدیث)

(اعمال کے نیک و بد ہونے کا کھنسا نہایت پر ہے)

کوئی کہتا تھا کہ تم اس دنیا میں نیچے رہو۔ کہ تمہارا ہر عمل دوسروں کے
 لیے منفعلیں پہنچتا ہے۔ تمہارے اعمال ہیں کہ جب عمل و برائی ہے
 کے متعلق میں یہ آواز دہراؤ کہ دوسرے لوگ بھی یہاں ہیں۔ ایک چور
 چور کی جگہ نہ کرتا نظر دیتا ہے۔ بہن و بھائی پسند نہیں کرتا کہ ساری دنیا پر

ہیں ہمارے۔ اور اس کا چرچا یہ ہوا کہ دوسرے لوگوں سے چاہیں۔ دنیا میں دوسروں
 میں تلاش کریں تو ان میں اسی اوصاف سے قنہ و رضامندی ہو کہ ہر فرد اپنی برائیوں کو
 دوسروں سے سب سے زیادہ سمجھتا ہے۔ دنیا سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ اپنے لیے دنیا سے
 ہر شے مستتر ہے جو دنیا سے حاصل ہوتی ہے۔ لیکن دنیا سے ہر شے یہ پیش نظر
 ہے کہ دنیا سے ہر شے دنیا سے حاصل ہوتی ہے۔

Let us seek happiness in others, but not
 ourself perfection: whether it brings us
 happiness or pain.

ہمیں دوسروں کے لیے مسترت اور اپنے لیے کمال کی تلاش

کیا چاہیے۔ خود اس سے ہمیں مسترت حاصل ہو یا نہ

ہم دنیا میں دوسروں کو سزا دینا چاہتے ہیں۔ ہر شے یہ یاد رکھنا ضروری ہے

کہ دنیا سے ہر شے دنیا سے حاصل ہوتی ہے۔

۱۔ یہ ہے دنیا کی

۲۔ دنیا کی

Fichte

۱۸۰۱ء - ۱۸۱۴ء

فیتہ

جرمن

Moral Nature

اخلاق کی فطرت

جو انسان کو بگی کی طرف بلاتی اور بدی سے روکتی ہے۔ فتنے شہر آشور کی طرح
علم کو انسان کے لیے لازم سمجھتا ہے اور اسی لیے وہ کہہ کرنا فتنی کہ

اچھا بل کبھی اچھا انسان نہیں ہو سکتا۔

پھر انسان کو خیر و شر کا علم ہونا چاہیے اور وہ خیر کو محض اس لیے پسند
کہ وہ خیر ہے۔

14۔ شیلنگ { ۱۸۵۴-۱۸۰۵ }
Schelling (جرمن)

خدا کی معرفت کو انسانی تصور تھا۔ خدا بلند ترین نقطہ جہاں انسان اس کا نظریہ
تھا کہ خدا خیر محض اور ایک عظیم ترین صداقت ہے۔ انسانی روح اس صداقت پر
کا ایک جزو ہے۔ گراں شان اپنے آپ کو خدا کا ایک حصہ سمجھنے لگے۔ تو اس سبب
تخیل سے اس کے سماں و تصورات میں رنجش و بے یارگی آجاتی ہے۔ اس کا
کا تخیل خیر نہیں ہے اور سترت بھی

16۔ ہیگل { ۱۸۳۱-۱۸۰۷ }
Hegel (جرمن)

خدا کی زندگی پر بحث کرتے ہوئے کہتا ہے کہ فلسفہ و فلسفہ شریعت
میں وحدت کی تلاش ہے۔ یہ سمجھتا ہے کہ ہر فرد کا رشتہ ذاتی درجہ پر ہوتا ہے۔
علم و خدائی کی غایت داخل و خارجی انسان کو متحد کرنا ہے۔ زندگی و فلسفہ
ایک ہی سہمی پر ہیں۔ یہاں سے توجہ انسانیت کے تمام افعال و فتنے کے لیے

رشتہ و محبت بن سکے۔ جس کی طرف خیر و شر۔ نور و ظلمت۔ بند و پست۔ اعلیٰ و ارفع۔
سب کی نسبت ہو سکے اور وہ ان سب کا خالق ہو۔

مِمَّا تَبَىٰ تَذَىٰ خَلَقَ سَمَوَاتٍ وَ اَرْضٍ وَ جَعَلَ

الْاَیَّامَ وَ السَّاعَاتِ وَ السَّاعَاتِ وَ السَّاعَاتِ

اور جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور روزوں اور گھنٹوں کو

تعیین کیا۔

انسانی زندگی، جدوجہد، حرکت اور تغیر کو ظہور بخشتا ہے۔ یہ جدوجہد ترقی و ترقی کی
لئے ہے۔ ترقی کے لئے ترقی کی منزل طے کرتے وقت بعض اوقات شریک بھی
ہو جاتا ہے۔ قتل کرنا پڑتا ہے۔ یہی کہیں کہیں قیام و خیرات کے سبب
ہوتا ہے۔ انسانوں کو رہنا پڑتا ہے۔ اخلاق ہیں، استوار کی مناسبت سے آتی
ہے۔ در مناسبت ہی عموماً حرکت و تغیر کا باعث بنتا ہے۔ کہیں کہیں کمزوری
سبب سے پیدا ہو جاتی ہے۔

Life is not made for happiness, but for
achievement.

زندگی خوشحالی کے لئے نہیں۔ بلکہ تکمیل انسانیت کے لئے ہے۔ انسان میں
میں ہر وقت کے وقت، دراصل انسان کی ہڈی کم کوشش اور غیہ تکمیل کی
لئے ہے۔ Periods میں اسباب خواہ وہ فکر کی ہو یا سیاسی۔
انسانی زندگی، جو یہ بھی ہے، جس کی زندگی ہے۔ اور اس کا واحد سبب
جدوجہد ہے۔

گفتند یہاں ما آیا بہ تو ملی ساز

گفتہ کہ ملی ساز دگفتند کہ بہ ہم زن

ہیکل کے ہاں ہر شخص کو چند آئین حقوق Legal rights حاصل ہیں۔ جن میں یہ خلقت شامل ہے۔ ایک چور دوسرے سے اس کا حاصل نہیں کر سکتا۔ جتنا ہے وہ ثابت ہوا کہ ایک آدمی دوسرے کو اپنی یا شئیات کے ساتھ ضرور کر دیتا ہے۔ ان پر چند آدمی ایک طرف علمی مستحق، دوسرے توں سبب بہ رہنما ہے اور دوسری معاشرہ کے لیے باعث نفع بن جاتا ہے۔ یہی دو ہیں آپ اور سوسائٹی دونوں کو چند حقوق اور چند جائز غرضوں سے ضرور کر دیتا ہے۔ ان غرض میں سے ہاں یہ ایک ہے یعنی بہ وجود اور ضرور ہیں وہاں اور دوسروں کے حقوق میں داخل ہے۔

Schopenhauer

۱۷۸۸-۱۸۵۰
(جرمن)

۱۸۔ شوپن ہاؤر

گفتا ہے کہ انسان کا توکل تیرین بندہ نہ ہو۔ رہنے کی خواہش ہے۔ خواہش تمام چہ وجود، شمع، مصائب اور تشدد مر کا منبع ہے۔ یہاں چھوڑ دے رہنے کی اندھی خواہشات ایک دوسرے سے مر رہی ہیں اور ان کے کمزور کو بڑے کہہ رہا ہے۔ فتنہ و شر کا گھر ہے۔ یہاں ہر انسان دوسروں کے منہ سے بے نیاز ہو کر وسائل حیات فراہم کرنے میں مصروف ہے اور بہ حرف خود غرض و انسانی نفس کا دور دورہ ہے۔ اس صورت حال سے ہم دہرا رہنے کے لیے بہ تم و جہد و زکی کی ضرورت ہے کہ ہر انسان اپنے مفاد کو نفع انداز

مرکے دوسروں کے آراء اور شکوک کے سبب جب یہ نوع انسانی ایک نسل بنے
 اور ہر فرد میں یہ ایک جزو اور جزو کا فرشتہ بنے کہ وہ نسل کی مسرت کو
 بہت سے منتہی کر کے ہے

فرد جس قدر بڑھتا ہے اس سے بہت تنہا کچھ نہیں
 مومن ہے دیہات میں اور چھوٹے دیہات میں
 (قلب)

بہر مشرقی نے اس نکتے پر بہت زور دیا ہے۔ اس کے قلم میں اس
 موضوع پر ہرگز سے زیادہ اشیاء شہر میں رہنے والوں کی ایک حقیقت درج ہے جو
 "تو میں شوق ہے جس میں تنہا تو کو یہ شوق ہے ہمارے پاس فیہار کی چیز رہے یا ہمہ روز کی
 بہت سے شوق میں شوق میں تو ان کو بہت سے شوق ہے وہ یہ ہے کہ اس نسل اور
 یہ وہ وہی ہے جو شوق میں رہتا ہے۔"

Friedrich Nietzsche }
 } جہاں

پہلے وہ جس کے وطن میں شوق کر لیا کی خواب اور تعبیر کے تحت مجتہد اپنی بات
 کہ وہ اپنی بات میں کہ شوق کر لیا کی بات کے کمزور ہیں۔ ان کا مانا اور ہر بات، سونہ
 کہ وہ شوق کے شوق کوئی سیر نہ ہو سکتا ہے یہ پوری پوری ہے وہ شوق کے شوق کے حال
 یہ شوق کے شوق کے بعد باقی کے شوق کے شوق کے شوق کے شوق کے شوق کے شوق کے
 تو مومن اور بزرگوں کے شوق ہیں۔ یہاں کوئی کچھ نہیں کہ شوق کے شوق کے شوق کے
 کے شوق کے شوق کے شوق کے شوق کے شوق کے شوق کے شوق کے شوق کے شوق کے

خود کوں کو شور ہو جس کی سب پناہ تو ت سے کائنات تتر بتر آئے اور جس کی
ایک لمحہ سے شیروں کے دل بے ہوش ہو گئے۔ یہ تھا نقشہ کار سپر مین۔

Superman یا مردہاں۔

نقشہ اس مردہاں کو پیدا کرنے کے یہ مندرجہ ذیل تجویز پیش کرنا ہے
اول : کہ خدائی جسمانی اور علمی لحاظ سے بہترین مرد بہترین خود کوں
سے شادی کریں تاکہ ہر نسل سے بہترین نسل پیدا ہو سکے۔ تو
کو بہترین تعلیم و تربیت دے کر ان کی شادی بھی بہترین خود کوں
سے کرنی پڑے۔ یہ سہل کام ہی نہ ہے۔ یہاں تک کہ دنیا میں اس
یاد دہس ہزار سپر مین پیدا ہو جائیں۔

دوم : نوع انسانی کو دین پائیدار کی بنا پر براہ راست کمر و جوش میں
پائیدار بنائے۔ ہر گروہ میں نظم و نظام پیدا کریں جس سے اس انجی و
سے جو نسل پیدا ہو وہ اس گروہ کے بہترین فرد کے طور پر رہے
اور اس گروہ کو سرور و بادشاہ بنائے۔

س : موقع پر مجھے بن سہایلی کی وقت پر یاد آ گیا ہے کہ جب انجیوں نے
اپنی ایک نسل کو کہا کہ یہ رہے سب ایک یہ بادشاہ منتخب کرو تو اس
نسل کو منتخب کیا۔ اس پر بنی سہایلی مقرر ہو کر وہ سب سب
تو بنی کے برابر رہا۔

قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

اس کو اس کے منتخب کیا ہے۔ اس لیے کہ یہ علم اور جسم

تخلیق میں تم پر فوقیت رکھتا ہے۔

اس کو کو بیان کرنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ اس کے اپنے

روح کی تخلیق نہیں تھا۔ بلکہ اس کے جنس اجزاء قرآن اور بائبل میں

میں بھی ملتے ہیں۔

سوم: بچوں کے شعاعوں اور شعاعوں کے ساتھ کہ وہ جس بچے میں ہوتے۔

تندیں غور و بنانا نہیں اور امریت و صفات پائی باقی ہوں۔ اس کی ترتیب

کے ساتھ۔ نواد اس ترتیب ہیں۔ کھوں بائیں تباہ ہو جائیں و سارے

سماج کا مفاد پامال ہو جائے۔

اس سے میں کہتا ہوں کہ انسان فطرتاً ہی فہم اور سم پر پیدا ہوا

ہے۔ یہ صدیوں تک مشغول رہا کہ اس کے حروف کتب کی طرح

لکھا جائے یا بار بار اس کا تکرار ملے کر کیا۔ پھر تیسویں، چھٹیوں،

پچیسویں، پچیسویں، بیسویں اور کتبوں کو لکھ کر خوش ہوتا رہا۔ آج کل

دیہاتی لوگ مرغ، مینر اور بٹیر لڑاتے ہیں اور شہر کی حد پر

نعم و شہرت پر بڑے ناموں اور کتبوں سے دل بہلاتے ہیں۔ مگر

انسان اس روز بہت خوش تھا۔ جب اس نے ساپوں، بچوں

اور ندرتوں سے پریرہ ہنم ایجاد کیا تھا۔ یہ تخلیق اس کے جنس پر

تصور کا شمار ہے۔ انسان کے اس فکر کی رچی ان کو دیکھتے ہوئے

یہ شہر کی ہے کہ سپر مین، تعلیم و ستم کے بڑے بڑے شاہد رکھتے

گو جسد بخشد، ثمرت و غیرہ شرمیں داخل ہیں۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ امت و
 رفعت کے لیے ان روائے کو سہارا بنانا پڑے۔ تو ثمری حرج نہیں۔
 "نہشتہ" سپرہ میں "بند ہیں شہیدان مجتہدین"۔ ہم میں اس نے اپنا "بند ہیں"
 میں کچھ تبدیلی کی اور اس کے لیے تین اوصاف ضروری قرار دیے۔
 ۱۔ محبوب مسم۔

۲۔ غرور و عظمت۔ جسے لوگ بے پناہ شہانت کہتے ہیں۔

۳۔ قوت۔ (جسمانی، سیاسی، دماغی)

اور کہا کہ ہر مرد انسان ہے۔ مثال و تواتر ہو۔ یہ تواتر کہ کوئی وصف
 دوسرے وصف کی چیز چاند کے سامنے مانہ نہ پڑ جائے۔ یہ ہے کہ ہر
 کے بعد نہشتہ سپرہ میں اس کے وصف ہیں عبارت نفس کا اضافہ کر کے
 اس کی شہانت کو بڑی حد تک ختم کر دیو۔ بہشتی کے تمام تر بڑے کوفات
 رکھیں تو اس کا سپرہ من اوصاف ذیل کا مجموعہ معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ قوت

۲۔ حکومت

۳۔ عزم و کرم

۴۔ بے پناہ مسم

۵۔ شہانت

۶۔ مضبوط نفس

۷۔ استغریب و فزہ

۱۔ وہ جس قدر سبب اثر ہو کہ اس کے ایک اشارے پر گھوڑے
 گناہیں کرتی ہیں، چاہیں وہ کتنے ہی ہوں۔
 ۲۔ سبب سے مراد وہ اور کشتے کے سپہ سالار ہیں جو حوت سے مدد حاصل
 کرتے ہیں۔

۱۔ اس وقت کہ سبب اثر ہو کہ اس کے ایک اشارے پر گھوڑے
 گناہیں کرتی ہیں، چاہیں وہ کتنے ہی ہوں۔
 ۲۔ سبب سے مراد وہ اور کشتے کے سپہ سالار ہیں جو حوت سے مدد حاصل
 کرتے ہیں۔
 ۳۔ سبب سے مراد وہ اور کشتے کے سپہ سالار ہیں جو حوت سے مدد حاصل
 کرتے ہیں۔
 ۴۔ سبب سے مراد وہ اور کشتے کے سپہ سالار ہیں جو حوت سے مدد حاصل
 کرتے ہیں۔
 ۵۔ سبب سے مراد وہ اور کشتے کے سپہ سالار ہیں جو حوت سے مدد حاصل
 کرتے ہیں۔
 ۶۔ سبب سے مراد وہ اور کشتے کے سپہ سالار ہیں جو حوت سے مدد حاصل
 کرتے ہیں۔
 ۷۔ سبب سے مراد وہ اور کشتے کے سپہ سالار ہیں جو حوت سے مدد حاصل
 کرتے ہیں۔
 ۸۔ سبب سے مراد وہ اور کشتے کے سپہ سالار ہیں جو حوت سے مدد حاصل
 کرتے ہیں۔
 ۹۔ سبب سے مراد وہ اور کشتے کے سپہ سالار ہیں جو حوت سے مدد حاصل
 کرتے ہیں۔
 ۱۰۔ سبب سے مراد وہ اور کشتے کے سپہ سالار ہیں جو حوت سے مدد حاصل
 کرتے ہیں۔

۱۔ سبب سے مراد وہ اور کشتے کے سپہ سالار ہیں جو حوت سے مدد حاصل
 کرتے ہیں۔
 ۲۔ سبب سے مراد وہ اور کشتے کے سپہ سالار ہیں جو حوت سے مدد حاصل
 کرتے ہیں۔
 ۳۔ سبب سے مراد وہ اور کشتے کے سپہ سالار ہیں جو حوت سے مدد حاصل
 کرتے ہیں۔
 ۴۔ سبب سے مراد وہ اور کشتے کے سپہ سالار ہیں جو حوت سے مدد حاصل
 کرتے ہیں۔
 ۵۔ سبب سے مراد وہ اور کشتے کے سپہ سالار ہیں جو حوت سے مدد حاصل
 کرتے ہیں۔
 ۶۔ سبب سے مراد وہ اور کشتے کے سپہ سالار ہیں جو حوت سے مدد حاصل
 کرتے ہیں۔
 ۷۔ سبب سے مراد وہ اور کشتے کے سپہ سالار ہیں جو حوت سے مدد حاصل
 کرتے ہیں۔
 ۸۔ سبب سے مراد وہ اور کشتے کے سپہ سالار ہیں جو حوت سے مدد حاصل
 کرتے ہیں۔
 ۹۔ سبب سے مراد وہ اور کشتے کے سپہ سالار ہیں جو حوت سے مدد حاصل
 کرتے ہیں۔
 ۱۰۔ سبب سے مراد وہ اور کشتے کے سپہ سالار ہیں جو حوت سے مدد حاصل
 کرتے ہیں۔

عشق کی مستی سے ہے پیکرِ گلِ تابناک
 عشق ہے صہبائے فارِ عشق سے کاشِ کرم
 عشقِ فقیرِ کرم عشقِ اسیرِ جنود
 عشق ہے ابنِ اسبیل اس کے ہزاروں نام
 عشق کے شراب سے نغمہ "تارِ حیات"
 عشق سے نورِ حیات عشق سے نازِ حیات

۱ بال جبریل ۱

دوم: نقشے کا سپہ من اپنے بچے سے ہیں کوئی تیز نہیں کرتا۔ بندہ بوشناس
 کی راہ میں حائل ہوتا ہے۔ اسے ہٹ کر بچینک دیتا ہے۔ یمن
 اقباس کا مردِ کامل جبار و قہار بھی ہے اور ستار و غنم بھی۔ وہ
 اپنیوں کے لیے شہنشاہ ہے اور دوسروں کے لیے مخلوق۔

ہر لحظہ سے مومن کی نئی شان نئی آن
 کستاریں کروڑ ہیں اللہ کی برکت
 قہار کی و غنم کی و قہار کی و جبروت
 یہ چارے منا سر بیوں تو بننا ہے مسلمان
 جس سے جگرِ دلہ میں ٹھنڈک ہو و شہنشاہ
 دریافوں کے دس جس جہتِ دل جبریل و ناز

۱ شرابِ صہب ۱

نقشے کے متبادر و متباہن افکار ہیں سے خیر و شر کا کون نقشِ شہنشاہ نہ کرنا

مستحق ہے۔ البتہ اتنی بات و نشی ہے کہ وہ صرف ن اعمال کو خیر سمجھتا ہے۔

نہن ہا خیر ثلوت ہو اور کمزور کر دیتا و س اعمال کو شر قرار دیتا ہے۔

تو ان میں ثلوت کو خیر قرار دیتا ہے۔ بشرطیکہ اس ثلوت کا مقصد عداوت

نہ نہایت ہا استیصال ہو نہ کہ صرف ذاتی وجہ بہت والی انداز۔

و س اعمال مستحق ثلوت من ثلوت و من ثلوت

نہ نہایت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت۔

حال

اچان تک مرتے ہوئے کے ثلوت اس قدر ثلوت پیدا کر دے کہ

نہ نہایت ہا عداوت اس عداوت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت

نہ نہایت ثلوت ہا عداوت ہا عداوت

بہ حال چرپ ہیں نئے چرپ ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت

نہ نہایت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت

نہ نہایت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت

نہ نہایت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت

نہ نہایت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت

نہ نہایت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت

نہ نہایت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت ہا عداوت

قلم سے بکلیوں کی کڑک نشانی ہے (
 بیشتر اندر دل مغرب نشتر
 و نشتر، ان خون چھپا، امر است
 اس نے یورپ کے دل میں نشتر مہیونک دیا۔ اور اس کے ہاتھ
 صلیب کے لہو سے سُرخ ہیں (
 آنکہ بر طرح حرمت نہ ساخت
 قلمب اوسن و نشتر دفر است
 اس نے حرم کی حرمت پر یک بخت نہ بنا ڈالا۔ اس کا دل سوسن
 اور دماغ کوڑ ہے (

اور یہ بھی :-

ہنر ایسا سنا ہے درو رسن
 نوح دیکر کشت آس حرف من
 اس نے درو رسن علاج سے ملسور کی پرانی بات سے ناز
 میں دہرا دئی (
 حرف اوپ باک وائے ریشیم
 فریبوں انہ ریشی کشتی و نیم
 اس کی بات خوف سے نہاں ورس کے دہر ہیں کشت ہے
 اہل یورپ اس کی شمشیر تار سے پہلے بولے (
 مٹھنے در آدھو دم شستہ
 صاف سے در و خود دم شستہ
 یہ ایک رشتہ ہے جو ہیں آویں کٹر۔ ایک ساری ہے جو اپنی
 ر و جب کٹر (
 مٹھنی اور یہ ریشیم شستہ
 نہ ہی ایسا یہ ریشیم زخم و شستہ

اسے ایک نادر و نادر شرب سمجھیں جس کی مستی کی تاب نہ لے کر ہر مہینہ دلت
 تھی یہ خند اور اپنی دریا کے دس دو ٹون سے کٹ گیا
 ہاتھ پر ہاتھ فدا کیاں قدیم و جدید کے پاس نادر و نادر جس کا
 نادر و نادر ہے۔

۱۔	مستطاب و ک دس	علم	نہیں
۲۔	نادر و نادر	دانش تہا عتہ مند و نادر	
۳۔	نادر و نادر	امند	
۴۔	نادر و نادر	علم باطل	
۵۔	نادر و نادر	نادر و نادر	
۶۔	نادر و نادر	علم و نادر	
۷۔	نادر و نادر	نادر و نادر	
۸۔	نادر و نادر	نادر و نادر	
۹۔	نادر و نادر	نادر و نادر	
۱۰۔	نادر و نادر	نادر و نادر	
۱۱۔	نادر و نادر	نادر و نادر	
۱۲۔	نادر و نادر	نادر و نادر	
۱۳۔	نادر و نادر	نادر و نادر	
۱۴۔	نادر و نادر	نادر و نادر	
۱۵۔	نادر و نادر	نادر و نادر	
۱۶۔	نادر و نادر	نادر و نادر	
۱۷۔	نادر و نادر	نادر و نادر	
۱۸۔	نادر و نادر	نادر و نادر	
۱۹۔	نادر و نادر	نادر و نادر	
۲۰۔	نادر و نادر	نادر و نادر	

اور ساری
 زمینیں نادر

خیر

۱۵۔ کلارک " " عبادت، مساوات

محبت اور محبت

۱۶۔ اسکے " " دوسروں کو

سکھانے پہنچانا

۱۷۔ آدم سمٹھ " ضمیر کی آواز سننا

۱۸۔ ہٹلر " اخلاقی شعور کے ناقص ہونا

۱۹۔ پیٹنم " وہ ملک جس سے مستقل مسرت حاصل ہو

۲۰۔ مل " انسانی خدمت

۲۱۔ ڈارون اور سپنسر " ترقی میں

۲۲۔ رسل سے " آزادی، نسبیت اور اختلاف کرا

۲۳۔ والٹیر " " خدا کا تصور

۲۴۔ بیوم " " داخلی و خارجی

اعتدال

۲۵۔ کانت " " نیت نیک، نسبیت نفس اور

دوسروں کو سکھانا

۲۶۔ فٹے کے " " اخلاقی شعور اور علم

۲۷۔ ٹیلنگ " " روح کو خدا کا

جسٹو سمجھنا

۲۸۔ بیگل " " جدوجہد

اور ان کی تہذیب

مترجم ہے۔

ہے رقی کا نام نکلا پھر یہ ارتقا کی کئی مثالیں سے گذر کر رحم میں کیا رہیں یہ
 سمجھنا ہوں کہ اس پر شیر میں ارتقا کا تصور ہے منطوقہ فیہ اور مثالیں نمونہ۔
 اسی طرح فطرت انسانی ازل سے ایک رہی ہے۔ ذرا اس فطرت کے
 رجحانات پر نگاہ ڈالو۔ ایک رجحان محبت ہے۔ کیا کوئی ایسا زمانہ گذرے کہ
 کہ انسان محبت سے خوں بویا ہے غصہ نہ آتا ہو یا آپ کو معلوم ہو گا کہ
 سفر آدھ کے بیٹے کشت ہیں اپنی حقیقتیں سمجھانی کو مار دے۔ انسانی فطرت
 کے جو بات و رجحانات ہم سے محض نہیں یہ رحم، یہ ہمدردی، یہ ہمدردی، یہ
 یہ نیست، یہ نفرت، یہ خوف، یہ غصہ سب انسانی دل و دماغی اثبات ہیں
 روز اول سے پاتے جاتے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا غلط نہیں کہ انسانی فطرت میں
 بھی کوئی ارتقا نہیں ہو، جب انسانی فطرت بیحد یک نوا رہے اور یہ فطرت میں
 بھی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ تو ہم اس نتیجہ پر پہنچنے کے لیے کہہ رہے ہیں کہ
 مذہب، ازل سے ایک ہی رہا۔ ایک ہے اور ایک رہا۔ ہر مذہب انسانی فطرت میں
 کا یہ خیال کہ انسانی فطرت میں ارتقا ہوتا رہا اور اس لیے ہر دور میں ایک
 نئے مذہب کی ضرورت پیش آتی رہی۔ مگر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ درحقیقت
 ہے کہ انسان کے بعض تصور اس میں تبدیلی ہوئی رہی۔ آج ہمارے تصور میں

یہ فطرت ہے جس سے ہمیں ارتقا کا تصور ملتا ہے۔

اس لیے کہ یہ فطرت ہے جس سے ہمیں ارتقا کا تصور ملتا ہے۔

تذیب تمدن، پرست و غیرہ کے متعلق کافی تبدیلیاں موجود ہیں بہت سی ضرورت
 سنائی دیتی ہے۔ تصورات کوئی تصدیق نہیں یہ تصورات دراصل ذرا اثرات
 عرب و عجم اور مسیح و اسلام و باطنی و ظاہری انسانی حالت اور سنائی دیتی ہیں۔
 اور ان کی حالت ان لوگوں کی سب سے بڑی بے ہوشی سے عجم آب پر ہے
 جو ان کے لئے بڑی بات ہے۔ لہذا یہ انسانی اور سستی رہتی ہیں۔ بین پائی کی نظر
 سے ان کی تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس طرح تصورات و افکار کی مرید و شاگرد
 ہیں اور ان کی رہتی ہیں۔ بین اس لئے سنائی دیتی ہیں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا ہے
 نہ ان کے لئے اور نہ ان کے لئے۔ یہ تبدیلیاں ہیں جو غیر و غریب ہیں۔

نام ہے۔ کیسے بدل سکتا ہے۔

شک و شبہ کی حالت میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ تصورات اور تبدیلیاں
 ہیں اور یہ کہ یہ تصورات اور تبدیلیاں ہیں اور یہ کہ یہ تصورات اور تبدیلیاں

(الشوری)

ابو اسلمہ کی حالت کے سب سے بڑی تبدیلیاں ہیں جو یہ کہہ سکتے ہیں
 ہیں جو یہ کہہ سکتے ہیں۔ یہ کہہ سکتے ہیں اور یہ کہہ سکتے ہیں

یہ کہہ سکتے ہیں اور یہ کہہ سکتے ہیں اور یہ کہہ سکتے ہیں

ایک تبدیلیاں ہیں اور یہ کہہ سکتے ہیں اور یہ کہہ سکتے ہیں

یہ کہہ سکتے ہیں اور یہ کہہ سکتے ہیں اور یہ کہہ سکتے ہیں

ہاں خیر شکور بننے کا نام ہے۔

گور وور سے میں جانتے۔ وہاں کیا فی جی آپ کو کا چپ پٹا کر کر رہا
ایک سو ستر دن کے لیے چار دیواری کی ہیں مٹیہ رکھیں گے۔ چوب آپ سے نہ رو۔
ناف تک سے ہاں تک ورنہ چھپیں ذقن تک پہنچ جائیں گی، وہ آپ و ایک
کٹھنیا اور ایک کرپان سے کر کہیں گے۔

”پہل پٹرا ہٹن موبال کر۔ جو من و ج آوی کر۔ پر من و شایاں نہ
و صیان رکھیں۔“

تو کو یہ کیا نام سب کے ہاں خیر کا چپہ رکھتے۔ کرپان وور دس ہیر
باجوں کا نام ہے۔

اگر آپ کو قدر فراموش ہو۔ تو مسجد میں لڑتے بھی خیر و منہ پر پٹن
جانتے۔ وہ سب سے پہلے کھڑے آمنت سے آپ و سر موندتے۔ وہ موندتے ہیں
بہی صاف کر دے گا۔ و ترخی کو ناف تک آزاد چھوڑ دے گا۔ پھر آپ کو ٹخنوں
سے یا شمت بھرا و پچا شری بابہ چناٹے گا۔ سر پر ایک پڑ۔ ہندو کر اس میں
مسوک تبلیج سمیت تاک دے گا۔ منہ پر تارا میرے ہاتھ میں لے گا۔ و سناہوں
میں ہاں ڈان کر سنار میں و تنکیں دے گا۔ بائیں ہرین کر خیر نہایت عمر پڑتے
کا نام ہے۔ ہر پٹن سے ہو۔ و۔ جو جی میں آتے کرتے جاؤ۔ یہاں تک کہ زن
اور پچوڑ کی کی بھل ابانت ہے۔ حضرت ابو ذر سے روایت ہے۔

قُلْ دُعَاؤُكُمْ لَكُمْ صَلَاتُكُمْ صَلَاتُكُمْ صَلَاتُكُمْ صَلَاتُكُمْ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى رَأَيْتُمْ لَا تَدْعُوهُ

تَنْتِ دَانِ زَوْنِ مَرُوقِ قَبْ وَ نِ شَاقِ دَانِ

مَرُوقِ نِ

درجہ مسند طبع مدینہ پریشان ہندوستان

ج۔ ا۔ س۔

درجہ مسند طبع مدینہ پریشان ہندوستان

پتہ مسند طبع مدینہ پریشان ہندوستان

پتہ مسند طبع مدینہ پریشان ہندوستان

پتہ مسند طبع مدینہ پریشان ہندوستان

پتہ مسند طبع مدینہ پریشان ہندوستان

پتہ مسند طبع مدینہ پریشان ہندوستان

پتہ مسند طبع مدینہ پریشان ہندوستان

پتہ مسند طبع مدینہ پریشان ہندوستان

پتہ مسند طبع مدینہ پریشان ہندوستان

پتہ مسند طبع مدینہ پریشان ہندوستان

پتہ مسند طبع مدینہ پریشان ہندوستان

پتہ مسند طبع مدینہ پریشان ہندوستان

نفع نہ پائے

(دعائے جلیلہ ص ۳)

پتہ مسند طبع مدینہ پریشان ہندوستان

کہ حضرت جبریل آئے اور کہا یا رسول اللہ حق تعالیٰ نے سلام فرماتا ہے اور یہ تحفہ دعاؤں جمیلہ آپ کی اُمت کے لیے بھیجا ہے: سنت نے دریافت فرمایا کہ اس کا ثواب کتنا ہے۔ جبریل نے کہا کہ جو اس کو پڑھے یا اپنے پاس رکھے۔ اگرچہ کنا و اس کے مانند نہ ہو۔ دریا کے۔ یا مثل ریت جنس کے یا سوافق درختوں کے پتوں کے ہوں۔ حق تعالیٰ اس دعا کی برکت سے بخش دے گا.....

(دعاؤں جمیلہ ص ۷)

انصاف فرمائیے۔ کہ جب اس دعا کو صرف پاس رکھنے سے ذریت ربک جتنے گنا وہیں معاف ہو سکتے ہیں۔ تو پھر صوم و صلوٰۃ۔ حج و زکوٰۃ۔ صبر و اجار۔ رحم و انصاف کے جھیلوں میں پڑنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ پوری کی ڈاکے ڈالے۔ عستمیں ٹوٹیں۔ سر توڑے۔ الغرض سب کچھ کیا و دعاؤں جمیلہ کو صرف چھو لیا۔ تمام گناہ کچے رنگ کی طرح اڑ کر ماحول میں جذب ہو گئے۔

اس کذاب ملائے اشنا بھی نہ سوچا کہ اگر جبریل یہ ذمہ اللہ کی طرف سے دیا ہو نا۔ تو یہ لڑنا قرآن کا حقتہ ہو تی، بیکن ملا کو اسفندس و فسفہ سے کیا، غرض اس کا کام تو صرف بڑا یا نکلنا تھا۔ یا نکل دے اور آج سارے قسمت و قدر کی دلدل میں اس طرح گرفتار ہے کہ نجات معلوم۔

بیشک کبھی کہ خیر کا کوئی تصور از بس کمراد کن و رہا کنت آخرین ہے مددوں اور وظیفوں سے گناہ معاف نہیں ہوا کرتے۔ بلکہ معافی ہا ترینہ صرف ایک ہے۔ یعنی گناہوں سے مکمل اجتناب۔ اول تو امانت ہے کہ اللہ اس اجتناب کے بعد

کسی کو کسی سزا معاف کر دے۔ اور اگر نہ بھی کرے۔ تب بھی کڑی سزا دے گا۔
 کی سزا میں ختم ہونے کے بعد تو پہلے دو درختوں پر چڑھ جائے گا۔ لیکن اگر گناہ جاری
 رہے اور وہ اس کے پیکل یا طے پر اعتماد بھی باقی رہا تو آپ کا مختلف منصب
 میں پھنس جائے۔ جو ہم انتظار میں کر رہے ہیں۔ رہاؤں اور سزاؤں کا
 شمار۔ جو ناگزیر قدم پر لائے گی۔ ہاں منہ دیکھنا۔ دنا۔ دتونا۔ ہاں نوچنا اور
 سر ہٹا دینا ہے۔ آئیے ذرا قرآن عظیم کو کھول کر دیکھیں کہ خیر و شر کا دستور
 کیا پیش کیا جائے۔

قرآن کا دستور خیر

فہم نے ہم سے خیر و شر کا جو دستور پیش کیا تھا وہ دیر لگاؤ سے نابل
 تھا۔ شر و شراؤ کے ہاں خیر و فحشاء کا نام تھا۔ جس کے ہاں معرفت خدا
 ہر آدمی کے ہاں آواز تھی۔ اس وقت سلی بند اور وہی سوچا کہ صرف ہم
 سے یہ ملے گی۔ بلکہ میں معرفت خدا سے محبت کیسے اچھی ہو سکتی ہے
 اور خیر کی آواز سننے سے زندگی کے تمام دامن سے کیسے چل سکتے ہیں۔ قرآن
 نے دستور خیر و شر پیش کرتے وقت زندگی کے تمام پہلوؤں کو سامنے رکھا
 اور ہر پہلو کے لیے مفید و نفع آموگ کی عمل نشیں پیش کر دی تھیں۔
 ۱۔ مسافر، انا رب ورمسا کہیں سے ہمدردی کرنا۔

ذاتِ ذی القربىٰ حمداً و الممسکین و الممسکین ذلک

خیر المسکین یربون و یجدون

واقارب، مساکین اور مسفرین کا حق ادا کرو۔ یہ ان لوگوں
کے لیے بہتر راہ ہے، جو اللہ کی خوشنودی چاہتے ہیں۔

۴۔ خدا، رسول اور اولی الامر کی اطاعت کرو، اور نافرمانی نہ کرو
خدا اور رسول کی طرف رجوع کرنا خیر ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا، طِيعُوا اللَّهَ وَطِيعُوا رَسُولَهُ
أُولَئِكَ مَنَّ اللَّهُ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلَتُ فِي شَيْءٍ فَاذْكُرُوا
لَهُ الْوَسْطَىٰ، إِنَّكُمْ تَكُونُونَ
بِاللَّهِ وَأَيُّكُمْ أَكْبَرُ، ذَلِكَ خَيْرٌ

(نساء)

اے ایمان والو! خدا، رسول اور اپنا امیر کی اطاعت
کرو۔ اور اگر کوئی نافرمانی کرے، پھر اللہ اور تم خدا اور رسول
کو تسلیم کرتے ہو، تو فیصلہ خدا اور رسول ہی سے طلب کرو۔
یہی بات تمھارے لیے اچھی (خیر) ہے

۵۔ زندگی کی بندوبست پر چڑھتے وقت دشواریاں پیش آئیں گی۔ ان
مشکلات کو خیر و سکون سے برداشت کرنا خیر ہے۔

وَلَا تَكُونُوا خَائِفِينَ

خیر تمھارے لیے اچھی چیز ہے

۶۔ مجبورات انتشار پیدا کرتے ہیں۔ انتشار منفی چیز ہے
اور منفی بات کو پیش خیر بنانا ہے۔ اس سے بچنا خیر ہے۔

۱۔ اشیاء خدیوۃ

۱۔ اور صلیب خیریت ۱

۱۔ یہ چیزیں قوم کی دوست ہیں۔ بشرطیکہ ان کی مناسب تربیت کی جائے
اور نہ وہ بڑی سوسائٹی میں پڑ کر وہ شر کے لیے سبب بن جائیں گے۔
نہ انہوں نے اس دنیا کی تعلیم و تربیت کے لیے بڑے بڑے ادارے
موجود ہیں اور ان کے ذریعہ داروں کو تیار کرتا ہے۔

۱۔ یہ سب سے زیادہ مستحق توجہ ہے۔

بشرط

۱۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے متعلق چوتھا جائز ہے۔ انہیں کہ

۱۔ ان کی تربیت میں شر کے لیے خیریت ہے۔

۱۔ ان کی تربیت میں شر کے لیے خیریت ہے۔
۱۔ ان کی تربیت میں شر کے لیے خیریت ہے۔
۱۔ ان کی تربیت میں شر کے لیے خیریت ہے۔
۱۔ ان کی تربیت میں شر کے لیے خیریت ہے۔
۱۔ ان کی تربیت میں شر کے لیے خیریت ہے۔
۱۔ ان کی تربیت میں شر کے لیے خیریت ہے۔
۱۔ ان کی تربیت میں شر کے لیے خیریت ہے۔
۱۔ ان کی تربیت میں شر کے لیے خیریت ہے۔

۱۔ ان کی تربیت میں شر کے لیے خیریت ہے۔

۱۔ ان کی تربیت میں شر کے لیے خیریت ہے۔

۱۔ ان کی تربیت میں شر کے لیے خیریت ہے۔

دیکھا ایک غائب و قفا ہر رست کی ندامت اچھٹی ہے یا بیسیوں نندوں
کی پرستش

اس کا جواب ایک ہی ہے کہ ایک خدا کی۔

۷۔ جن لوگوں کو اللہ نے دھن دیا ہے۔ ان کا فرض ہے کہ وہ تہذیب و تمدن
کے پیش رفت کے لیے پونہ سٹیمپاں بنائیں، کالج اور، سرپرستیاں کھولیں
یا اربابِ فلم کی دوسرا افزائی کریں اور جن کے پاس علم ہے وہ اپنے
تاثرات و تجربات تصنیف کی صورت میں محفوظ کر جائیں یہ اور رست
اور یہ کتابیں صدیوں دنیا میں باقی رہیں گی اور کاروانِ زندگی ان کے
سمار سے رواں دواں رہے گا۔ قرآن ایسے اقدامات کو الہامیات
التعمیلات کے نام سے یاد کرتا ہے۔

وَبَقِیْتُ لَكَ خَیْرًا ۝۱۰

اور باقی رہے دانی (پھر یاد نگاریں نہیں رہیں)

۸۔ سقراط اور اس کے متوالوں نے علم کو خیر کہا تھا۔ اللہ بھی علم کو خیر
کہتا ہے۔ یہی فرق یہ کہ سقراط کے ہاں خیر صرف علم کا نام تھا۔ اور
قرآن پیشہ امور خیر ہیں سے است ایک قرار دیتا ہے۔

وَمِنْ یُّسُوفَ یُخَذِّعُ قُلُوبَ قَوْمٍ بِآیَاتِهِ فَهُمْ یُتَبَّرُونَ

تقریباً

اچھے علم میں کیا وہ خیر خیر کا رکھتا ہے

۹۔ ذرا سنو کہ ایک بہت بڑی تعداد صرف ان امور کو خیر کہتی ہے جس

ست دوسروں کو شکست پہنچے۔ اور جس عمل میں اجتماعی بہتری کا کوئی پہلو
 موجود نہ ہو۔ وہ خود غرضی اور شریک ہے۔ اسلام کے ہر حکم میں بھی اجتماعی
 من و مصلحت موجود ہے۔ مثلاً روزے کو سے لیجیے۔ یہ بٹا ہوا انفرادی
 نیکی اثر آتا ہے۔ مین و مصلحت اجتماعی ہے۔ وہ اس طرح کہ مشکل کے
 وقت قوم کی مخالفت و بی لوگ کر سکتے ہیں۔ جو دشواریوں کے ٹوگر ہوں۔
 روزہ انسان کو جتنا عذب اور دشوار پسند نہ آتا ہے۔ اس لیے روزہ
 ایک اجتماعی شے ہے۔ یہی حال مسودۃ و حج کا ہے۔ اجتماعی فلاح و بہبود کی
 مخالفت صورت میں ہیں۔ نہ ہم لوگوں کو بندہ ربیعہ تبلیغ نیکی کی راہیں دکھائیں۔
 یا ان کے لیے مشیدہ میں و مستحق ادارے کھولیں، اندھوں کو راہ پر لڑائیں۔
 ضعیفوں کا سہارا نہیں بنائیں کی پرورش کریں۔ اور اس سلسلے کی انتہا یہ
 ہے کہ ہم دوسروں کے لیے سروس کریں۔

وَلَسَنَ نُنْفِذَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَنُفِذَ مَنْفَعَتُهُ قَسْرًا
 اللَّهُ وَنُفِذَ مَنْفَعَتُهُ قَسْرًا

اور نہ اس کی راہ میں شہید ہو جاؤ یا مرنے کو یا درگزر نہ کرو
 نہ تم و نہ تمہاری دولت و نہ تمہاری کئی بہتر ہے (جو) جو موت
 سے ڈرتے ہو سب سے بہتر ہے

اور عزت، ثواب و دوسری چیزیں جتنی بھی، محنت کا نتیجہ ہے۔ علم
 دولت و تہذیب، گزروں، حکومت سب سے محنت کا ثمرہ ہے۔
 نہ صرف کی ہندیاں صرف محنت سے باقی رہتی ہیں۔ مہنگائی

ایک جسم بہت جس میں محنت لموین کر دور رہی ہے۔ اگر محنت کو دنیا سے نکال دیا جائے، تو بہت بھرے کھیت مڑ جیا جائیں۔ باغ بیابان بن جائیں۔ تہذیب و تمدن کے یہ سرسبز ملک محل زمین پر آریں اور ہوا کا رنگ بھوس، رہوں، ٹھیکاروں اور جھاڑوں کا نشان تک نہ رہے۔ انسان بند ریل اور رکھیلوں کی سطح پر جا گرے۔ جو قوم جتنی محنت کرتی ہے، اتنا ہی اونچا جاتی ہے۔ اقوام مغرب کا ہر فرد محنتی ہے۔ ان کی زندگی عموماً کام پورے نتیجہ پر کہ انھوں نے پہاڑ ٹٹ دیتے، سمندر میں کھنڈ توڑ ڈالے۔ فضاؤں اور شعاعوں کو ٹھیک کر لیا اور کمالی کوششوں سے ان سے ہر چیز کی بنیاد، نگ رہے ہیں۔ اسی بنا پر قرآن نے انسان کو ترغیب دی اور کہا کہ تم اس زمین کی بدولت اللہ تک کو پراسناتے ہو۔

لَيْسَ الْبِرُّ أَنْ تَتَّخِذَ الْوَدَّعَيْنِ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ اللَّهِ يُبْدِي صُفْهِاءَ كُفْرًا
تَمْ يَخُذُ الْبُزْءَ الْأَوَّلَ وَلَا لِيْكَ مِنْهُ خِطَابٌ

۱۔ تقسیم

انسان کو صرف اپنی محنت کا پھل ملے گا۔ ہم اس کی محنت کو دیکھ کر پورا پورا بدلہ دیں گے۔ صرف مجھ کو کہ تمہاری آخری منزل اللہ ہے۔

۔ وہ قومیں آج کس قدر غریب ہیں۔ جو فورد کا اسٹیشن جانتی ہیں۔ ان کی چیتوں پر بل پڑ جائے۔ تو کائنات کا دل دھڑکنے لگتا ہے اور کتنی قابل رحم ہیں وہ اقوام جو بہت کم محنت کی وجہ سے فورد سے ناگوار ہیں۔

سکیتیں۔ اسٹنٹ فورڈ کی نہ صرف خیر کہا ہے۔ بلکہ یہاں تک فرما دیا کہ خود
 رسول کی مدد وہی لوٹ کر سکتے ہیں جو خود کا استغناء جانتے ہیں، اور
 بات بت بھی صحیح کہ گھر کسی وقت منہ منہ نہایت کو کس نام سے پہنچا استغناء
 سے رہائی دلائے کی تہ ورت پیش آجائے تو خدا اور رسول کی آواز پر وہی
 نبیب کہہ سکیں گے۔ جن کے پاس ٹینک، پیارے اور توپیں ہوں گی۔
 کہ "زین ہیں" یا "غیب" کے الفاظ قابل غور ہیں۔ شہر علیہ السلام کے
 راستے میں فوں و کا استعمال صرف اتنا ہی تھا کہ غار کی کے ہاتھ ہیں اٹھائی
 نہ کی یہ تلواریں سے دمی در پاؤں پھر فوں سے نیز سے کا پھیل گیا کہ وہاں
 ہیں۔ میں، کر سچ کہیں جنک۔ چھڑ جائے۔ تو ہزاروں مربع میں زمین فوں کی
 میوں، توپوں، و قلعوں کے نیچے غیب جاتی ہے۔ آج عہد رساست
 سے یہ و سو ہزار بعد از غیب، حق کا دفاع فوراً ہی سے
 سکتا ہے۔

و نوٹا حدید فید باب من نہ، بند و ص دغ
 بت من و بیعدہ ست من یسیرہ و از سلسلہ با غیب
 ۱۔ سلسلہ بید

۱۔ ہر نے فوراً و پیدا کیا۔ ہیں ہر و صفت میبیت اور
 دنیا سے نہائی کے جیتے نئی فوں سے ہیں نہ کہ ہر ہر صدمہ کر سکیں۔
 کہنے سے رہائے اب غیب، ہیں خدا و نبیا کی مدد کرتے
 و سے کون ہیں،

۱۔ مجھے دروازہ دست میں دو ایسے دو قمارت بھی واسطہ پڑے۔ ہر کسی
 مانتے کے خلاف کوئی بات سُن پاتے۔ تو تحقیق کیے بغیر اس سے
 خلاف رپورٹ کر دیتے۔ اور تحقیقت کہنے پر بے حد شہید و شرمسار
 ہوتے۔ دونوں بزرگ ہمیشہ سازشیوں کی جو صلاح فرمائی کرتے وہ وہ
 سازشیوں کا شکار رہتے تھے۔ اگر ہر رپورٹ کو تحقیق کیے بغیر مان لیا جائے
 تو یہ ایسا فائدہ و فتنہ ہے جس سے ہر بات۔ اس سبب شدت تحقیق کر بھی
 ضروری ہے شامل فرمایا ہے۔

ان کے لئے فاسق باب و کتابیں

۲۔ کوئی فاسق کوئی بات تم تک پہنچائے تو اس کی تحقیق

کر لو۔

۳۔ سنت ہیں کہ کسی کو دوست بنانا ہی مشکل کام ہے۔ اگر میں یہ نہیں
 ہو جائے تو اسے کوئی قمارت کہنا اس سے بھی مشکل ہے۔ کروڑ بکڑ جوتے
 تو اسے پیرولیا میں دوسرے بنالین قمارت کہنا ہے۔ بین ان میں کسی
 جانے کر اپنے جانی دشمن کو جانی دوست بن کر رکھ کر تو شاید اس سے
 کے تصور ہی سے ہنسی چھوٹ جائیں۔ جو اس راہ سے کرنا پڑتی ہیں۔
 شہد اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ کر دشمن کی نافرمانیوں کو بدل دینا۔ ہر قسم پر
 اس کی تحریک کرنا اور ہر موقع پر اس کی حدود کے بیٹے ہر قسم پر
 ایسے ہی انداز میں ہیں کہ ایک دشمن دوست بن سکتا ہے اور
 ہمیں غلے مشکل نہایت کو سر کر سنے کی پوری ترغیب دینا ہے۔

ذفعہ ہستی جسے جسے قذافی نے دیا ہے وہ ہے

اس کے بعد

وہ تو کائنات کی حسیں

انہیں اپنی دماغ کے لیے وہ ہندو رویت اختیار کر رہا ہے کہ ہندو دشمن

ہیں انہیں اجماعی دوست بن جائے

بانت یہ ہے کہ ہر اوت انڈیا کے ایک بہت بڑا وارنڈ ہے۔

کریم دشمنوں کو ٹھیک کی تمنا سے ذبح کر دیں۔ تو یہ درد زدہ اور بھڑکا

بند ہو جائے گا۔

۱۲۔ انہیں آمریت اور ملوکیت کا قتل نہیں۔ بلکہ صرف ایسی حکومت

کو خیر سمجھتا ہے جس کی بنیاد باہمی مشاورت پر رکھی گئی ہو۔

۱۳۔ ہر قسم شوریٰ پسند اور

۱۴۔ اور ان کی حکومت باہمی مشورے سے چلتی ہے

۱۵۔ انہیں ہندوستان میں اور غائب ہیں۔ میں شتعلیٰ ہولڈر دست و پا انجام کے

سیدھے سیدھے ہیں۔ ایسی حالت میں دشمن کو صاف کرنا گویا

ہاتھوں پر ہتھ پڑا ہے۔ یہی امر ان کہتا ہے کہ ایسا کرنا ہی ہو گا۔

اس میں ہندو کی خیر نہیں ہے۔

۱۶۔ ہندو انہیں خیر و برکتی سمجھتے ہیں کہ ہندو اور

۱۷۔ خلیفہ و سید ہیں جو ہندو کے لیے ہندو اور

۱۸۔ ہندو انہیں خیر و برکتی سمجھتے ہیں کہ ہندو اور

۱۹۔ ہندو انہیں خیر و برکتی سمجھتے ہیں کہ ہندو اور

کو طہیں کے جو ایمان رہنے کے بعد اللہ پر ضرور مرتے ہیں۔ ہر
 بڑے کناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب ان کے
 بندہ بہت غائب شمس ہوتے ہیں۔ تو وہ اپنے مقابل کو
 معاف کر دیتے ہیں۔)

۱۴۔ عیسائی ہائے ہر زمانہ آج بھی اسی حیات کے لیے متعلق ہوتے
 رہتے ہیں۔ اس کا اندازہ صرف اس بات سے دیا جاسکتا ہے کہ ان کے
 دانت کی طرف سے جو چھین مرتبہ تو جہ و مال ہے۔ اس کو اپنے
 پھر کسی دانش نہ ہو تو اپنی شمس۔ ان توں۔ یہ ہیں اور سبہ دست و پا
 توں۔ ہر متاثر ان انور سے کہے جن کی غنیمت و عینیت سے ہر زمانہ
 کا پ رہی ہے۔ ان کی غنیمت ہر سو اس کے دریا بہت کہ اس
 کے علم کے زور سے زمین کا سینہ چیر کر اس میں سے اسباب قوت
 نکالتے۔ سمندروں، سیلابوں اور بھیبوں کو شکر کر کے اپنی خدمت
 پر لایا اور آج ہائے کی خوفناک ترین قوتیں اپنی توانائی کے
 مالک بنے ہوئے ہیں۔

ان فی شمس و آسمان کلا یک و ہر کواکب ہر
 (الجائزہ)

رہے شمس زمین و آسمان میں اب ایمان کے لیے سب قوت و
 عینیت موجود ہیں۔)

شمس کی بات مست ہو کر قوت شیریں اور شمس شرانہ اس

میں اتنی شرافت کرتا ہے کہ ٹوٹ خیریت۔ اگر وہ ایمانداروں کے ہاتھ
میں ہو۔ بن کے دل سنانی ٹیبت سے لبریز ہوں اور زمین کا مفلس
الٹان کی بہبود و مسرت ہو و نہیں۔

۔۔۔ سچ نیبیاں کی ۔۔۔ اور جیوت کنا ہوں کی ماں۔ تمام نفرادی
قومیں اور ریاستیں۔ نواریں معاہدوں کی بیندیاہیں اعتقاد پر رکھ جاتی ہے۔
جیوت اعتقاد ہوتا ہے۔ اعتقاد ختم ہوتے ہی تمام ان ختم ہو جاتا ہے
نہ اس میں نہ ہوتا ہے۔ ہیں میں اعتقاد و توفیق کی روح موجود
ہی نہ ہو۔ یہ سب سے شریف کا کوئی فرد کسی طرح بھی مسرت حاصل کر سکتا
ہے۔ اپنے معاہدوں کے وزیر اعظم پیٹنٹ جواہر لال نہرو کی پیشکش
مورخ و مصنف بڑے پایہ کے انسان ہیں۔ لیکن کشمیر کے معاملہ میں انہوں
نے اس قدر پتہ کھائے۔ بات کہہ کر اسے اتنی مرتبہ ٹوٹا کہ اب پاکستان
ہا کوئی کام کی بات پر اعتماد نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے کہ پتہ نہرو
نہ نہروں کو یہ سب سے جتنے ہوں۔ ہیں کی اس سیاست سے
نہ نہروں و نہروں کی نظر سے مرگے۔ بھارت کی قوم کا وقتا رہی ہے کہ
حد تک کہ ہو گیا ہے۔ بھارت و نہروں ان سے کوئی معاہدہ کر سکتا ہے
اسے یہ شرط بھی ہے کہ نہ بھارت کب پر ان معاہدہ کو اپنی غرض
کی قربان نہ ہو۔ پھر ٹیبت چتر ہوا سے۔ قرآن اس سیاست کا قائل نہیں۔
وہ نہایت سچ ہیں اور نہروں بات کو نہ سنا ہے۔

بہت تازہ نئے نئے نئے نئے نئے نئے نئے۔

راے، پانڈار و بالائے دست ڈرو اور بہت ہی سیدھی۔

سچی اور سکھ کر۔

کیسے پورے دس میں شمال ہیں گوندل ایک مقام ہے جس پر سو
کوڑے کی گنتی ہے اور بہت بڑے پیمانے پر خرید و فروخت ہوتی ہے
سو و اگر عموماً حاجی اور نمازی ہوتے ہیں۔ لیکن اس قدر بیشمار اتار
کہ ان کے منہ سے کوئی سچی بات سبیل کر بھی نہیں سکتی۔ بات بات پر
تسبیح کہتے اور پیرایوں کو لے نہیں دیتے ہیں۔ پھر ایسے ایسے بہت سے
ہیں کہ دو پیر دو رو دینے والی بھینس کے کھیر سے نو سیر اور سو رو کر
کھانکھانے لگتے ہیں۔ یہ لوگ پانچ وقت کے نماز کی تہذیبوں
بالکل گتے روزے رکھنے والے، مانتے پر خراب، منہ پر رسول کی
واڑھی، صوفی اور حاجی لیکن اس قدر جھوٹے بیانیات اور سو بڑے
کہ ان سے شہین ن بھی ڈرتا ہے۔ کہ کہیں اس غریب کے کھیر سے جس نہ تار
لیں۔ ان حاجیوں کو کون سمجھتا ہے کہ وہ اس کے انتقام سے کسی طرح
نہیں بچ سکتے۔ انہیں تباہیوں میں خسار دہشتہ ہے۔ ان کے کھیر سے
نہیں دیں گے۔ ان کی اور تباہیوں جانتے کی۔ انہیں پیاریاں اور
پریشانیں کھیر لیں گی۔ نہ انہیں دائیں بائیں آگے بڑھیں اور اوپر نیچے
سے کھیر نہ لیں۔ یہ بڑی حرج مرید کے۔ اور مرشد کے بعد بہترین مقام
میں جا پہنچیں گے۔ گوندل منڈی کے حاجیوں کے ساتھ ڈرو اور بات
بیشمار سیدھی سچی اور سکھ کر۔

لَا يَنْفَعُ ظُهُورُ شَيْءٍ مِمَّا قَدْ خَلَتْ مِنْهُ
 سُنَّتُكَ يَا قَلِيلُ يُسْرِفُ فِي الْمُنَافِقَةِ وَالْمُنَافِقُونَ
 لَا تَقْرَبُوا مَا لَيْسَ إِلَيْكُمْ إِلَّا بِقِيَمَةِ الْحُسْنَى
 يَبْتَغِ الشُّدَّةَ وَالْوُفُوبَ يُعْطِ الْغَنَى كَانُ مَسَدٍ
 وَالْوُفُوبَ الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ إِذَا كُنْتُمْ تُؤْتُونَ
 الْمَسْكِينَةَ قِيمَ ذَرِّبِ الْغَنَى وَالْحَسَنَ ذَرِّبِ الْوَلَّاءَ
 مَا بَيْنَ يَدَيْكَ بِمَنْزِلَتِكَ تَسْمَعُ وَتُبْكَرُ الْغَنَى
 وَنُفُوسُ كَانُ مَسَدٍ الْوَلَّاءَ وَالْكَافِرِينَ
 الْغَنَى وَالْمُخْرِقَ الْكَافِرِينَ وَالْمُخْرِقَ الْكَافِرِينَ
 ذَرِّبِ الْمَسْكِينَةَ بِمَنْزِلَتِكَ الْمَسْكِينَةَ

ابنی سرین

اتیرے رب سے یہ ناکم نہ تھا کیا ہے کہ صرف اللہ کے غلام ہو کر
 والدین سے احسان کرو۔ اگر ان میں سے ایک یا دونوں مٹ جائیں
 تک چاہے پیسے۔ تو تم ان کی پوری طرح خدمت کرو۔ خبردار
 تمہارے منہ سے آفت نہ نکلے۔ اور نہ کوئی کستاخانہ لگے۔ نہ
 سائے ادب سے کٹا کر وہ نہایت انکسارت پہنچ آؤ اور دُعا کرو
 کہ اسے رستہ جس طرح انھوں نے مجھے نافرمانی کی ہے میں پارس
 آج ان پر کہ یہ خود ناتوان ہیں رحم کرنا اور کہ اللہ تعالیٰ سے
 خیریت تک سے آشنا ہے۔ اگر تم سعادت مند ہو تو شکر سے پہنچو

کہ مرنے پہلے دلوں پر ہمیشہ رحم کیا کرتا ہے۔ رشتہ داروں، مسکینوں،
 اور مسافروں کا حق ادا کر دے اور بے جا خرچ نہ کرے کہ دولت
 بڑھانے کے واسطے شیطان کے بھائی شکار ہوتے ہیں اور تم جانتے
 ہو کہ شیطان امداد سے ہمیشہ باطنی رہا۔ اگر تم تہید ست ہو، تو کچھ
 نہیں دے سکتے۔ لیکن اللہ کی رحمت درزق الٰہی، مہذب و درگفتہ
 ہو، تو ان دنوں کو بڑھاتا ہے۔ تم نہ تو کنجوس بنو، اور نہ
 اتنے مہربان کہ کس نام پر نہ ہو، ناپڑے۔ اور لوگ تمہیں طعن دیں۔
 نہ ایسے چاہتے زیادہ، ورنہ چاہتے کم، روزی دینا ہے۔ وہ اپنے
 بندوں کو یہی طرح بابت ہے۔ انہیں اس کے خوف سے اپنی اولاد کو
 قتل نہ کرے۔ سب سے بڑا رزق ہیں۔ بچوں کا قتل ایک بھیاں تک
 جرم ہے۔ زنا کے قریب مت جاؤ۔ کہ یہ بے حیائی اور ذکر کی راہ
 ہے۔ کسی بھان کو شرعی نہ رکھو بغیر قتل نہ کرو۔ پوشیدہ سے گناہ مارا
 جانے اس کے ورثہ کو نقصان پہنچا دیتا ہے۔ لیکن وہ انسانی ہم
 میں زیادتی نہ کرے۔ ہر س کی مدد کریں گے۔ جانور، فطرتوں کے سوا
 یہ قید خانہ میں نہ آتا اور اس کے جوان ہونے تک اس کے مال
 و خاقت کر دے۔ وعدوں کو چھوڑ کر دے کہ وعدوں کے متعلق بارگاہ
 ہدیٰ، سب ناپو، پور ناپو، اور صحیح تر از دے تو وہ بے خیریت ہے۔
 اس کا نتیجہ اچھا ہوگا۔ کسی ایسی خبر سے پیچیدہ مت ہونا کہ وہ جس کے
 متعلق تو اللہ جہنمی وعدہ حاصل نہ ہو۔ اس سب کے دن۔ کہ وہ اور وہ

سب کے شقائق ہم جو سب سب کریں گے۔ زمین پر گرنے کو مستعد ہو۔
 کہ تم نہ تو زمین کو چھو سکتے ہو۔ اور نہ بلند می میں پہاڑوں کے
 پر برسو سکتے ہو۔ یہ وہ حرکات ہیں۔ جنہیں ہم سنو سنہ نہ پسند
 کرتے ہیں۔

بات نہیں ہو رہی ہے۔ فتنہ اتنا کہہ دینا کافی ہو گا کہ اللہ نے انسان کی قوموں و
 افراد کی زندگی کے ہر پہلو کو سمجھ کر تمام حسنات و مینات کا ذکر کر دیا۔
 صلوٰۃ و زکوٰۃ سے لے کر آئینہ چلنے اور نرم آواز میں بات کرنے تک سب کچھ
 بتا دیا۔ یا ہمیں روایات۔ لیکن دین و عین القوامی معاہدات۔ حلال و حرام اشیاء۔
 زنا و حرق۔ انسانی حقوق۔ پردہ۔ سب پر روشنی ڈالی اور دوسری طرف
 تمام ان امور سے روکا۔ جو انسان کے لیے کسی پہلو سے بھی مضر تھے۔ مسخر
 باد و خوشی۔ قمار بازی۔ صنم پرستی۔ تنہا اسراف۔ جہالت غلامی۔ غلامی
 بیوپ۔ خمر بازی۔ فواحش۔ کم توانا۔ کم ناپا۔ قبیح کھانا۔ جمع و است۔ کثرت۔
 اندر۔ خود غرضی۔ بدویات۔ دروغ گوئی۔ حرام خوردگی۔ فرقہ بندی۔ بددلی۔
 موت سے ڈرنا۔ انتشار پھیلنا۔ بخل و ست۔ چوری۔ کتاب اللہ کی خدمت سے بیزار
 کرنا۔ انبیاء میں تفریق پیدا کرنا وغیرہ۔ قرآن کے نزدیک ہر سب شر میں داخل
 ہیں۔ ہم قرآن کو ایک کمال کتاب سمجھتے ہیں۔ ان معنوں میں کہ اللہ نے تیرے
 کو کوئی چھو نظر انداز نہیں فرمایا۔

وَلَقَدْ هَمَمْنَا تَحْقِيقَ شَأْنِ

قرآن میں ہر شے کی تفصیل موجود ہے

اس "سنہ" سے مراد ریاضی کے قورموسے یا جغرافیائی تفصیل نہیں بلکہ
 غیر و شرعیہ حجت کی عملی تفصیل یا سبب قرآن میں موجود ہے۔

دیگر امامی صحائف اور خیر و شر

ہم کہہ چکے ہیں کہ مذہب ہر زمانہ میں ایک تھا۔ اس سبب خیر و شر ہر
 دستور قرآن کی یہ سبب پیش کیا۔ وہی نور است و زبور میں بھی کتابت تفصیل کی
 کتابت نہیں۔ اس سبب اجماع اہل علم و راجح کیا جاتا ہے۔ میں یہ مثال نور است
 میں درج ہے:-

پورکی نہ کرو..... ایک دوسرے سے جھوٹ مرث بد کرو۔
 بیوی قسم نہ کھاؤ۔ اپنے بڑے بڑے سے دمانہ کرو.....
 محکومت میں بے شکائی نہ کرو..... میہب سے خونہ و اور
 اپنے بھائی کے خون پر کمر نہ باندھو..... اپنے بھائی سے نفرت
 نہ کرو..... اپنی قوم کے جھوٹ سے بدلہ مرث نہ کرو۔ نہ کیہ رکھو۔
 بہت سے اپنے بھائی کی طرح بدست کرو..... حکومت کھاؤ۔
 بداد و مرث کرو..... بوڑھوں کی عزت کرو..... اپنے منہ
 سے ڈرو..... ناپسند اور توہینیں دیکھو کہ نہ دیکھو۔

(اجبار باب ۱۱)

نہیں صاحب ہر

"توبہ کاروں کی وجہ سے یہ بھی نہ ہو۔ بدکاروں سے حسد نہ کرو۔

کہ یہ لوگ بہت جلد کسی کی خراج کاٹ دیئے جائیں گے۔ اور
 ہر کسی کی طرح سوکھ جائیں گے۔ خداوند پر تو حق کر۔ نیک
 بن۔ دیا تدارانہ زندہ کی بسر کر۔ خدا کی یاد میں مسرور رہ۔
 غصہ کرنے سے باز آ اور غصہ کو ترک کر۔ مشتعل مت ہو۔
 ایسا نہ ہو کہ تو نہ کر۔ ہمیشہ۔ بدکارہ مت ڈالے جائیں گے اور
 وہ جو خداوند کے منتظر ہیں۔ زمین کو میرا بنائیں گے۔
 .. شہر برمت جائے گا۔ اور عظیم زمین کے درخت ہوں گے۔
 ... صادق کا تختہ راس شہریر کی زیادہ دولت سے بہت ہے۔ کہ
 شہریروں کے بازو توڑے جائیں گے۔ پر خداوند خداؤں
 کو محتاج نہ رہے۔

اور پھر۔ ۱۳۸

شہریت سیدان عیدہ اسدیم کا رشتہ ہے :-

.. خداوند کا خوف دانش ابتدا ہے۔ خدا پر تو حق کر اور
 اپنی سمجھ پر نکیہ نہ کر۔ خداوند کی راہ میں خوشی کی راہیں ہیں
 اور اس کی ساری روشیں سونہ کی ہیں۔ جو لوگ احسان
 کے مستحق ہیں ان سے احسان کر۔ اپنے ہمسایہ کے رشتہ
 سازش نہ کر۔ عکوں سے بے سبب مرنے جھگڑے۔
 ناموں کی رہ ہوں ہیں سے کسی کو پسند نہ کر۔ کہ کج روئے خداوند کو
 شہریت ہے۔ شہریروں کے گھر پر لعنت برستی ہے۔ پر خداوند خداؤں

کے مومن ہیں برکت بخش ہے۔ گو بیجا نہ عورت کے ہونٹوں سے
 شہدہ چھتا ہے..... عین اس کے پاؤں موت میں ترس جوتے
 ہیں اور اس کے قدموں میں جہنم بھول رہا ہے..... خداوند
 کا پیڑوں سے نھرتے کرتا ہے۔ گو پچی آنکھ نہ بھولی زبان، بھولی
 ہاتھ سازشیں والی۔ بڑائی کی طرف بڑھتے واسطہ قدم۔ جھوٹا خواہ
 اور نکتہ پرور کون۔ بڑھتی بیویں کو ترانا سب..... صادق و غافل
 زندگی ٹاپتے ہیں..... سمکھتے سب زندگی کی راہ پر رواں ہے۔
 دھوکے سے ترانوں سے خداوند کو نھرتے ہیں..... رقص
 ہنسا تھیل کرتا ہے..... جو دوست بڑے ہریتوں سے
 مٹ جاتے وہ کہتے جاتی ہے اور حال کی کمالی بڑھتی رہتی ہے
 چہ شائیں خراف کی رہیں۔ ہارنے کسے رشوت لیتا
 ہے وہ شہریر ہے..... بیاباں میں رہنا بکا اوجہ رست کے
 ساتھ رہنا ہے بہتر ہے..... ہنسی پر پائے دشمن کو پائی دست
 اور بیک وقت کو کھانا کھو..... خوب اچھے تھیں نکتہ پرور جاتے تو
 کہ بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح جہاں غبار نہ ہو وہاں جھڑا نہیں
 رہتا..... ہر کوئی کہ چھوٹی باتیں ملتے سب تو اس کے
 ساتھ ساتھ ہم نہیں ہیں جاتے ہیں

انسان

نہایت صبر و بردباری ہے

نہایت صبر و بردباری ہے یہ نہ تو سکتی یا نہیں ہے

خوش کامیاب ہے اور دنیا سے جنس کو نقصان پہنچاتا ہے۔
 وہ نعلی من کہیں نہیں پاتا..... دوسروں کی عیب جوئی
 آسان ہے۔ تم اپنے محبوب کو ٹھوکر اور ان سے بچو.....
 یہی اور عمر بہترین نریز ہیں..... تم دوسروں سے وہی سلوک
 کرو جو اپنے سے پسند کرتے ہو۔

(بدلتا سنت باب سوم)

مفتیس گیتا میں لکھا ہے:-

جو شخص کسی سے کینہ نہیں رکھتا وہ ایک کا دوست اور سر دشمن
 پرہیزبان ہے۔ جمع و نکو سے سہم خالی ہے۔ غم و مسرت میں متبادل
 رہتا ہے۔ گن و صفت کر دیتا ہے۔
 رخ اور منتہی ہے۔ ہندوستان پر غالب ہے۔ اور دو عالم متسلط
 ہے اور دس و دھانچ ہیں صرف اللہ آباد ہے۔ یہ شخص میر
 محبوب ہے۔

و دشمن جس سے دنیا دور نہیں بھاگتی۔ اور نہ وہ دنیا سے
 میں کتا ہے جو خوش، غم اور خوف سے آزاد ہے۔ وہ میر
 محبوب ہے۔

”جو شخص کا محتاج نہیں، جس کے دل و دماغ میں پاکیزگی ہے
 وہ ہندوستان سے آزاد و مناسب میں معتدل اور تقاضا رکھنے والے سے
 میر محبوب ہے۔ وہ میر محبوب ہے۔“

وہ جس کی مہویت کا یہ دم ہے۔ کہ نہ محبت کرتا ہے نہ
 نفرت۔ نہ مسرور ہوتا ہے نہ مغموم۔ جو خیر و شر کے تشویش تک
 سے آزاد ہو کر مجبور ہیں ڈوب چکا ہے۔ وہی میرا پیار ہے۔
 یہ دوست اور دشمن سب سے برابر سلوک کرتا ہے۔
 شہرت و کم نامی، گریں و مسرت، غم اور خوشی و تعویف و برداشت
 سب میں یکساں رہتا ہے۔ ہر حال میں خوش۔ تیرے دشمن سے گزرتا
 صاحبِ عزم اور میرے دشمنوں میں غرق نہیں ہوتا۔ میرا پیار ہے۔
 دیکھتا ہے۔

وہ تھا اربابِ خیر کا تہیہ۔ بے ذرا ہی شر کی تسویہ، بیکشتہ۔
 فیضانِ سیرت لوگ نیل۔ تنویر کی پاکیزگی، مٹنے سے دور خداقت
 کے تشویش تک سے نا آشنا ہوتے ہیں۔
 اور سمجھتے یہ ہیں کہ اس حالت میں نہ سہانی موجود ہے۔
 نہ خدا، اور اس تمام کارِ خدا کی بنیاد حرص و بویہ پر نہیں آتی ہے۔
 یہ ادنیٰ ترین قوم کے ذہن غلام ہیں۔ بدکار و کسبِ بدوشت سہانی
 کے دشمن ہر طرف تباہی پھیلتے رہتے ہیں۔
 بدبانت حیوانی کے غلام مغرور کی قوم، متعجب بہ دنیاں بدعقل
 و بد تربیت۔

ایسے مشائخ کے کر وید و۔ جن کا نتیجہ تباہی ہو۔ اور بدعقلانیت
 حیوانی کی سکین گن و متعجب نہ ہو۔

منہر دولت کی سینکڑوں بیڑیوں میں بکڑے ہوئے حرمس و
 منصب کے بندے۔ بیانی کی خاطر، جائز ذرائع سے دولت کے ذریعہ
 جمع کرتے رہتے۔

یہ دیکھ کر، اس صحن کی باتیں کرتے ہیں کہ آج نرس و میاں
 ہوئی۔ نرس و میاں جسد ہو گئی۔ اتنی دولت کا چٹا ہوں۔ اور اتنی
 اور مافوق کاہ نرس و دشمن کو چہاں تباہ کر چکا ہوں۔ میں بادشاہ ہوں۔
 میں مہر و اثر کا ہوں۔ ہر ملک سے ملنے والی تھوڑی اور خوش ہوں۔
 میں دولت مند، شریف زادہ اور سب مثال ہوں۔ میں نر و کز خیرات
 اس کے اور دیوانہوں کے سامنے چڑھتا ہوں۔ چڑھ کر خوش ہوں۔
 بے شمار نیابت میں کرتا رہا۔ دیکھو میں مہر و ترنس و ہوا میں
 رہتا ہوں یہ وہ ایک خوش حال چہرہ ہیں۔ دولت کے گرد رہتے ہیں۔

دیکھو ۱۳۷

نکتہ صحت سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ملک کے ہاں تصور
 خیر و شر ہم زمانہ ہے یا نہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہ مسرت و سرور
 خیر و شر ہے اور شر کا انجام مرگ و بربادیت ہے۔

گدا گری

باتوں میں کہ گریوں کی تہ و ثابا و نیا ہر کے کہ گریوں سے زیادہ ہے
 یہاں یہ نرس و میاں ہوں کہ وہ ہزار ہا ہوں۔ ہر ایک آپ کی

پہنچا نہیں جمپوڑ سے گا۔ بعد میں اور تانے پر بھی فرنگی بھرپ کے پیچھے
 دوڑے گا۔ اگر تھر کا دروازہ کھلے گا تو کمرہ میں بھڑائی ہوئی
 اور بچوں سے بھر جائے گا۔ شاہزادوں پر دوڑ دوڑی ہوئی بیٹوں کے
 اور خدا کا واسطہ دے دے کر پیسہ مانگ رہے ہوں گے۔ سو یہ ہے کہ
 ان کے مشفق قوم کا رویہ کیا ہونا چاہیے؟

قرآن نے بے شک اشارہ کی حکمت دی ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ مذہب کی
 شہادت اور معرفت کی جمع اکون کون سے ہیں۔

آج کی مشق ان اقوام کے ہاں نیرات کے مصروف کچھ میں سے ہیں۔
 ۱۔ یونیورسٹیاں کھولنے۔ ۲۔ صنعت کی دو مشہور یونیورسٹیاں۔ ۳۔ یونیورسٹی
 اور کیمبرج عوام کی غیرت سے چل رہی ہیں۔

۴۔ لائبریریوں، ششماخانے، عجائب خانے، تفریحی گاہیں، پیپر خانے۔
 جس کی فائسائی ورکر کی تربیت دینا، صنعتی فنون کے بچے، بچہ بہنوں کی تعلیم
 وغیرہ جاری کرنا۔

۵۔ نادر و نادر کے وراثت ہائے تہذیب۔

۶۔ بین روں کو کوئی ہر ملک نے کے لیے ٹھکانے دروں، جہاز
 ۷۔ سیلابوں، زلزلوں اور دیگر دشواریوں سے تباہ شدہ بستیوں کی دیو کیوں کر مدد
 کرنا۔ گزشتہ سس کے سیلابوں سے متاثرہ پاکستان کو سب سے پہلے مدد دینا چاہیے۔

۸۔ مسلمانوں کی ایک بین الاقوامی تنظیم سے موجود ہے جس میں سب سے زیادہ مسلمان

میں سے مسلمانوں میں بڑے بڑے فریق ہیں۔ ان میں سے ایک ہے کہ مسلمانوں کے

وران کی مدد کے لیے امریکہ سے دو درجن ڈاکٹر اور دیگر حسہ انت ایسے
خریج پر دونوں ہر کپڑوں کے جہاز بھر کر لائے تھے۔

۱۔ موزکی امرائن کے خدات بٹک کرنا۔ آج سے چار برس پہلے امریکہ کے کئی
ڈاکٹر دق کی ایک مشہور درامنوں کے حسب سہ پانچ سو سے لے کر
افسوں سے ایک کروڑ پاکستانیوں کو مفت ٹیکہ لگاتے تھے۔

۲۔ دنیا کی زرعی مددنی اور نقص پیدا ور میں اضافہ۔

۳۔ بہترین کتابوں، مکتبوں اور موجودوں کی توسل انزالی۔

۴۔ دو سو دن کا دل مویشی کے لیے خرچ کرنا جس طرح کہ آج امریکہ پاکستان اور
چند دیگر ملک کی مفت مدد کر رہا ہے۔

اوقس سل بند

بہترین کے بیان کردہ مصارف طر حنفیہ نیار۔

شَدَّ تِلْكَ يَنْفَعُكَ وَ مَسْحُ حَيْثُ وَ اَعْمَلِي

عَيْنِي وَ اَعْمَلِي نَفْعًا قَدْ بَلَّغْتَهُ فِي سَوَابٍ وَ اَعْمَلِي

دَفِي كَيْسِي لَمْ وَ اَبِي سَيِّسِي ۱ سَوَابِ

آں فقرہ انبیاء کی جو تعریف حد سنہ پانی سے ہے۔ وہ چند مسطور کے بعد

پیش کرتا ہے۔

دو در مسکین۔ "مستحق۔ رب" میں مسکین کے معنی وہ پیشہ ور ہیں جسے

خوشنہیب جہن کی مددنی ان کے مہیاں کے لیے لگائی ہو۔

یہ اس فقرہ کا صحیح مفہوم خود اس فقرہ میں موجود ہے۔

۱۵۔ نذہبہ سکن جس کے معنی ہیں سکنوں۔ یہ نامہ نشین۔

تو مسکین و دیکھوں کے جو کسی وجہ سے نامہ نشین ہو پٹ

ہوں و صاحب رزق کے قابل نہ رہ پٹ ہوں۔ مثلاً

۱۔ سن رسیدہ وک

۲۔ پیر و نشین پیر۔

۳۔ نامینا، پائستہ نہی نہ دیو یا درجہ۔ نہ کہ وہ ہیں نہ

بہرہ کی جو فہم بہرہ پٹ کھانٹ کر پٹ کر یہ روز

موجود نہ کر پٹ مالک۔ یا قیامت نہ کھوں کر پٹیموں کو نہ نہ

کے یہ استغفار کرے۔

سوم۔ زکوٰۃ و صدقہ جمع کرنے کے یہ کہ عدا ہی رشتہ ہونا اور بہ

بہ چہ نہ وری۔ کہ نہ خود بہت کم وک میں فرض کو ادا کرتے

ہیں۔ میں نے کی تعداد وغیرہ زکوٰۃ سے ادا ہوں۔

چہارم۔ دوسروں کا دل جینے کے لیے جیتہ کر آج کل مرگیا کر رہا ہے۔

پنجم۔ خدمتوں کی آزدگی کے لیے۔ غلاموں سے مراد وہ غلام و غلام

جس کا جی روئی نہیں رہا، اور غلام انور بھی۔

ششم۔ قرضہ، قرض و فردک قرض نہارنے کے لیے یہ چہ نہیں

نی مرگیا کر رہا ہے۔ یہ کوئی قرض جس بڑی غصہ دی ہوتی

سید کی تکیوں میں نہ ویش ہو جاتی ہے، تو یہ کہ کر وریوں

نہ رشتہ دینا ہے۔

جنتزدہ در فی سبیل اللہ یہ لفظ قرآن میں اند نہ اسوہ ثبہ استعمال ہوا ہے
 ہے اور ہر جگہ اس کا مفہوم ایک ہی ہے یعنی خوش نصیبان
 کی بھود و مستہ ہے جو شخص کوئی عمل یا تہذیبی ادارہ کھولتا ہے
 کوئی شفا خانہ یا پتھریم خانہ یا مدرسہ کھولتا ہے۔ تجربہ کاروں و تربیت
 کاروں کی بنیاد ڈالتا ہے۔ یا اقوام و افراد کی سائنس کے لیے
 کسی طرح کا کوئی اقدام کرتا ہے۔ اس کی یہ مسائل فی سبیل اللہ
 فی ذیل ہیں آئیں گی۔

بیشک ہم در مسافروں کی سائنس کے سبب شریک بنوانا۔ کئی ہیں و مسافروں نے
 تیار کرنا۔ وسائل آمد و رفت کو متعلق کرنا۔

انسانی پرچند آیات و رکبھی ہیں جن کی روت سے مندرجہ ذیل
 مسافر ہیں اسرار شمار ہوں گے۔

۱۔ والدین کی پرورش۔

۲۔ گارب کی مدد۔

۳۔ سائنس کی جستجو۔ سائنس کے غنی معنی ہیں سوائے سائنس
 عیب و جویا۔ سائنس میں ہر قسم کے سائنس آجاتے ہیں۔ مثلاً جبر و
 سائنس و شریعت و بیان آراء کی۔ نباتات انسانی کے لیے خوشہ نش

سے نفی کیا اسلئے کہ وہ سبب و ذریعہ ہیں و سبب ہی بہتر ہے۔

نہ و سبب آئیں و فی سبیل اللہ۔

کرتے واسے۔ زمین کی درانت یعنی مددوں ڈنوائے واسے
وغیرہ وغیرہ۔

اب سوس بہتے کہ بچہ ہر کس ذریعہ میں آتا ہے۔ وہ نہ تو سب سمجھتا
نہ سب بچتے و آواز کی اور نہ سب رزق۔ کہ وہ روزی کا شکر نہ بوتا و بڑبڑ
اٹھاتا۔ کلڑیاں پھرتا۔ ڈھنڈھ چراتا۔ جنگل سے ایسے یا ایندھن مع کر کے بچہ چاہا
بناتا۔ دس آنے کے چٹے پے کر چپا بڑ کی لکھنا، اجرت پہل چلاتا یا کوئی اور
ایسا کام کرتا جس سے رزق حاصل ہوتا ہے۔ جب وہ کوئی ایسا کام نہ کر رہا
محنت سے جی چراتا اور کام سے بھاگتا پھرتا ہے تو ایسے کام چوپڑہ محنت نورس
کو ہم طلب رزق کہہ سکتے ہیں۔ یہ بتاؤ کہ اور کتنے معاشیہ کی محنت
قوم کے لیے باعث نفع۔ زمین کا بوجھ اور راجکاروں کے سب مستقل ضلع
بنا ہوا ہے۔ تو لوگ ان محنت خوروں پر رحم کھاتے ہیں۔ وہ قوم کو رستہ رستہ
اور کد اگری کی جو مسئلہ افزائی کرتے ہیں۔ اگر ساری قوم برقیہ کرے کہ ان بچہ یوں
کو وہ قطعاً کچھ نہیں دے گی۔ تو یہ لوگ فوراً ہمارے کرتے نہیں اور یہ محنت دہشت
جو ہمیں کھٹے میں ختم ہو جاتا ہے۔

جب انگلستان اور امریکہ کو ال آدمی ہماری بستیاں میں دانت بڑا
ہے اور اسے ہر طرف غلبہ و بد صورت بچہ یوں کے نواں نظر آتے ہیں تو
وہ ساری قوم کے متعلق غمازت بڑ کی رستہ قائم کر لیتا ہے اور کچھ بیتہ ہی
متاثرات ہیں جو قوم کا وقت رشتہ نہیں دیتے۔

”فقرا کا مفہوم“
 : مہن ہے آپ یہ خیال کریں کہ یہ مجھ کا رہی ”فقرا“ کی
 ذراں میں آئے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ قرآن حکیم نے جن فقرا

توسعتی اثرات قرار دیا ہے ان کی صفات یہ ہیں۔

لَا يَسْتَفْتُونَ مِنْ خَيْرِ ثَوَاتٍ يَتْلُو وَاسْتَفْتُونَ
 تَحْمِلُونَ ۚ يَفْقَرُونَ ۚ التَّذِينَ تَحْمِلُونَ فِي سَبِيلِ
 اللَّهِ لَا يَسْتَفْتُونَ تَحْمِلُونَ فِي الْأَرْضِ يَحْسِبُهُمْ
 جَاهِلًا غَنِيًّا ۚ مَنْ تَعَفَّفَ عَنْ ثَوَاتِهِمْ بِمَنْعِهِمْ كَ
 يَسْتَفْتُونَ تَحْمِلُونَ ۚ وَاسْتَفْتُونَ مِنْ خَيْرِ ثَوَاتٍ ۚ

۱۱ البقرہ

ب۱ سیدہ

اگر کو یا اللہ کی رہ میں جو کچھ بھی روکے وہ تمہیں دیا جائے گا
 ورنہ کسی طرح بھی خسارت میں نہیں رہو گے۔ تم ان فقرا پر خرچ
 کرو جو اللہ کی راہ میں رتبہ علم، تہاد تاہیت و تہلیف تہلیف
 تہلیف یاد دیکر جتناں سرگرمیوں کی وجہ سے ایسوں کے ہونے
 ہیں کہ ان کی رزق کے سب وقت نہیں سماں سکتے۔ چونکہ وہ کسی کے
 آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔ اس لیے ان جان انہیں دولت مند
 سمجھتا ہے۔ وہ دونوں سے بہت کر خیرات نہیں مانگتے۔ تم انہیں
 ان کے متور بہروں سے پہچان لو گے۔ تم جو بھی خرچ کرو گے وہ
 اللہ کے علم میں رہے گا۔

تو کو یا اللہ کی اختیار کی صفات تین ہوں گی۔

اول۔۔۔ وہ جتنی سی بھڑوس کے مشاغل ہیں ان کے ہوتے ہوں اور توش
 رزاق کے جیسے وقت نہ تھاں سکتے ہوں۔

دوم۔۔۔ وہ کسی سے کچھ بھی نہ مانگتے ہوں اور زبان نہیں دانتے
 سمجھنا ہو۔

سوم۔۔۔ ان کے چہرے پر شرافت، نہایت، عبادت اور عزت وغیرہ
 کے آثار نمایاں ہوں۔

کیا پاکستان کے بھائیوں میں یہ نسبت موجود ہیں؟ ہاتھوں پر جیسے
 تھے پناہ مانگیے۔

۱۔ اسی کے مصروفِ مصروف کی جمعیت اب شمار ہو سکتے ہیں۔
 ۲۔ اندازہً ان کے پیٹ پر کچھ روٹی دے دینا۔
 ۳۔ کسی صاحبِ علم کی مدد کرنا۔

۴۔ اس مسجد یا مدرسے وغیرہ کی تعمیر میں جتنے دینار
 ۵۔ کسی محنت کی مدد کرنا۔

۶۔ کوئی چھوٹی سی خدمت۔

۷۔ کسی بھی شخص کی مدد کرنا جو فوس کوئی تقویٰ بنانے کے سبب کموشی زمین
 سے کوئی چیزوں، ان کے دیو میوں، ان کے دیو میوں، ان کے دیو میوں

۸۔ انسانی رنج کی ترہست مانیں بنانا۔

دشمن کی ہڈ

۹۔ بہت کم جو غیر انتہائی بیوقوف اور کمزور ہیں ان کے وقت کی ترقی

کوتلیوں میں جو ہمیں سے قوم کی ذات و قدر و دولت اور عظمت میں اضافہ ہوگا۔
وہ سب خیرات سے بہت بڑے سمجھے جائیں گے جس سے صرف اندتہ نہ نظر پڑے۔
جو سب آپ خود ہی انداز فرمائیں کہ ایک یونیورسٹی کے ایام سے علم میں کس قدر
تندر و تندر قوم کو کتنی طاقت و رزق حاصل کی۔ اور انہ کی استعداد و کسب کتنی
بڑھ جانے کی۔ قرآن مجید و مثنویوں میں چھ ہیں جو خیرات کی ترغیب دیتے ہیں۔

وہی سب خیرات و خیرات و خیرات و خیرات

پہلی تمثیل

وہی سب خیرات و خیرات و خیرات و خیرات

وہی سب خیرات و خیرات و خیرات و خیرات

وہی سب خیرات و خیرات و خیرات و خیرات

بیت

ابو داک احمد کی رو میں خیرات کرتے ہیں۔ ان کی مشاغل و کاموں
کی سب سے خیرات ہے۔ ان میں صرف ایک دوا ہے جو ان کے ساتھ
ساتھ ہوئے ہوئے ہے۔ وہ ہر وقت میں ہوتا ہے۔ اس کو کہیں
دینا بھی ضروری ہے۔ اس کے خزانے سے وسیع و فراخ ہے۔
عمر بھر خیرات

نہیں سوچیں کہ وہ کون سا خیرات ہے جو ایک روپ کے ساتھ سوچ
جو وہ سوچیں جائیں۔ اس پر ہر شخص متفق نہیں ہے۔ یہ نہیں جانتے کہ وہ کیا ہیں۔
بیک سہارا ہے وہ ہیں جن میں سے ہر شخص دوا ہے۔ وہ ہیں جو دینا ہے۔
نہیں کہ وہ ایک روپ ہے۔ وہ تو دوا ہے جو دینا ہے۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا

دوسری نمونہ

مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا

بہشت

جو لوگ اپنی دولت اللہ کی رضا حاصل کر لیں اور اپنے آپ کو

استوار و محکم بنائے کہ یہ خرچ کرتے ہیں ان کی دولت

اس بارش کی طرح بہے، جو کسی ٹیلے پر واقع ہو۔ اس پر بارش

برے اور وہ ڈگنا پھیل دے۔ اس کی سہ سہریں اور زمین کی

ترخیزیں کا یہ عالم ہو کہ اگر بارش نہ ہو تو شہر ہی سے دور ہیں

جائے اللہ تو رستہ اٹھاں کو دیکھ رہا ہے

اس نمونہ میں انسانی کے دو متنازعہ بنائے گئے۔

اول :- خدا کی رضا، یعنی خلق خدا کا بھلا۔ جس کی اصل تر برکت

در سخا ہوں، تجربہ کار ہوں اور کمال ہوں اور ان کی

معاہدہ کے ادارے، قائم ہے

دوم :- بتی اسٹوڈیو، مشہور ویسی فیکٹری کی رضا و اہمیت

اللہ تعالیٰ ہے۔

ان تینا میں کوئی اثر رکھتے ہوئے بنائے گیا گدا پروری میں توڑیں

کوئی پہلو موجود ہے ! ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ چیز صفت ہے

اول : اس سینہ کو اس سے ہر چہ روں اور منت خوردوں کی

نعمت دینے کے لئے ہوتا ہے۔

دوم : اس سینہ کو اس سے قوم و قبیلہ اور سوا بوقی ہے

سوم : اس سینہ کو اس سے امت مسلمہ کی روں کے سینہ بنتی کہ

رہنہ پیش ہے۔

اور اس سب کے درمیان پر غزل کرنا شیر نہیں ہے

مشترک ہے۔

کچھ عورتوں کے منتہا

جناے معاشروں میں چھپے رہنے والے ہیں جو عورتوں کی نیواریں

اضافہ کر رہے ہیں۔

اسلام نے ایک سے زیادہ نکاح کی اجازت صرف

سو گھر کا رشتہ ایک صورت میں دی ہے کہ تہتم بیویوں کے

ساتھ پورا پورا انصاف کر سکیں۔

فَوَاقِدُ خُنُوفٍ لَا تُخْذَلُونَ فَأَجِدَوا

(النساء)

اور اگر تمہیں خوف ہے تو کہہ دو کہ بیویوں سے برابر برابر ملو

نہیں کر سکو تو صرف ایک سے نکاح کرو

میں نے ایک سے زیادہ بیویوں والے شوہر کو بے شمار عیبوں سے

نزدیک جو تمام بیویوں سے برابر ملو کر رہا ہو جسے تمام بیویوں

کے رُوسے بچر اور رُوسے کا دوسرا زوجہ بھی خائف رہتا ہے وہ

کوئی شوہر پہلے بیوی کو اس کے تمام حقوق اور اس کے رُوسے سے

بہا معروفت، رخصت کرو دے تو اسے دوسرے نکاح کا حق حاصل ہو جاتا ہے

بن ہوئوں سے دو تین یا چار بیویاں رکھی ہوئی ہیں۔ ان کے بچر بچر سے کیا تم

توں کے بہر وقت دُکھ، فدا و سزا سہیں، شور، ٹوٹن، کدھم اور بھٹ

ان تمام چیزوں کا بہت شہسہ کی جان تا توں بھٹ اور دھوئوں کے

میں بے حیا کے دیدے پھوڑ ڈالیں۔ نہیں نہیں، میرے منہ کی حد ہو جائے۔ جب
 لکھن میں یا یہ رہتے تھے اور یہاں ہیں..... انعامات و یہ سلسلہ میں وہ اتنے نہ ہوا
 رہتا ہے۔ جب تک وہ بچہ بچا نہ جاسکے یا خودکشی نہ کرے میں سے ہوتا
 ٹانڈن میں ایسے ہیسیوں منظر دیکھتے ہیں۔ وہ زمین پر سے ڈاڑھ سے گھٹوں سے
 میں غیر فحش سٹ سے نہ آرا ایک سوٹیک نیچے سے اپنے بکھرے چٹوڑ ہیں۔
 لیا اور اس طرح سوٹیکوں کی آتش بار زبان سے بات کرتا ہے۔
 شرت و آئین کی دوست سے شیر نیچے کی ٹاٹ ہے۔ اس روز سے وہ تباہ ہیں۔
 مایہ پریتا نیوں، اور دیگر ہیبتوں کی شیں میں نہرا بھگت رہی ہے اور وہ ایک
 اور نہ مل بھی ہے جس جہاز کے پچھتے ہوئے شے میں نمودار ہیں وہ وہ ہیں۔
 رہتے ہیں۔

سے نوٹین پاکستان، آج کیے۔ کیا میں غلط برائی کر رہا ہوں؟ کیا تم میں
 سے ہر ایک ہر سوک پنے سے نہ درموسوم سوٹیک ہوں سے جی نہیں؟
 کر بھی ہے تو پرانے مسائب سے بیہ تیار ہو جاؤ۔ جو میں نے اور شہر میں
 وار و زمانہ توڑ سے ہر ایک ہو سکتا ہے۔ کہ تو دوسروں کی لڑائی کے
 لئے میں ہوں بچاؤ۔ اور نہ منار سے بچوں کے یہ بیہوشوں کی سستی نہیں
 کرے۔ نہ یہ فیصلہ نہ نہیں؟

..... نہ سکتا ہے یہ نہ سکتا

بڑا ہی ہے ہر ایک لڑیں جی بڑا ہی ہے

پیشہ و..... اور اب سے ایک ایسی سوٹیکوں میں وہ وہ جس نے سوٹیکوں

ہم دھڑکنے کے بعد اپنی اور دیکھو خدائی تیروں سے بچا لیا ہو۔ اگر اس کا ثبات
 میں کوئی خدا موجود ہے اور وہ ہاں بھی ہے تو کچھ یہ کہتے ہیں کہ وہ تو دوسروں
 کی اور دیکھو پر باد کرو۔ اور ہاں خدا ہماری اور دیکھو کی سلامتی فراہم کرے
 بہت حسرت آدمی کے کرتاج تک نہیں ہوتی۔ اور نہ قیامت تک ہوگی۔
 اس لیے اسے سوچنی ہوتی۔ اگر تمہیں اپنی دل دسڑ نہ ہے تو تم اپنے بچوں کو
 برومن دیکھنا چاہتی ہو تو سوچیے بچوں پر ظلم کرنا چھوڑ دو۔ ہم کہیں کس سے نہیں پاتا۔
 اور دوسروں کو ہر بار دیکھتے ہیں کہ وہ نہیں ہو سکتا سوچنی بچہ ہاں کی
 خوش قسمتیت سے پیدا ہو گیا ہے۔ وہ موت کے اس شیریں و خشک سرچشمے
 سے محروم ہو گیا ہے۔ اس کی دل دیکھو کے دل سے ابل رہا تھا۔ نہ جانتی ہو کہ
 ہاں کی گوریوں کتنی سکوں ملتا ہے۔ اس کی باتوں سے کتنی مٹاں میں چلتی ہے۔
 اس کی باتوں میں ہیں کتنی مینیں اور فراروں محبت جھگڑتی ہے۔ اس کی دعاؤں
 میں کتنی کہانی اور کتنی دعاؤں ہوتا ہے اور اس کے خیالوں میں کتنی حسین
 آرزوئیں ہیں رہی ہوتی ہیں۔ یہ بچہ اسی جنت سے محروم ہو گیا اور اس لیے
 ہے کہ وہ ہم سے کہیں تر اس کی جان کی بیر کی بن کر اس پر ڈو ڈو شرم
 بھرتی ہو کر رہتی ہے۔ میں اسے میں آکر سوئے گئے ہیں۔

کوئی پڑ گیا اس لیے نہ منی راہ لایا کہ کہتا ہے کہ وہ اسے
 ہاں میں سے ہاں سے کہہ رہا ہے۔ ہاں میں سے ہاں سے کہہ رہا ہے۔
 ہے ہاں میں سے ہاں سے کہہ رہا ہے۔ ہاں میں سے ہاں سے کہہ رہا ہے۔
 کہہ رہا ہے کہ وہ کی نہ دے رہا ہے۔

ہمارے ادیب کہتے ہیں کہ عورت اپنا ہے بارشیر کہ عینت جہان
 ہے۔ چاند کی صبح کو ان سے ش غری نازک نہیں ہے یہ ہے شایہ
 ن ادیبوں کا ورستہ کبھی سو نہیں ماں سے نہیں پڑ۔ اور نہ پیشیں اس جاتیں اور
 انہیں نہیں ہو جاتا کہ اس بچوں کے چہرہ میں یہ مردوں نے جیدہ دتے اور اس
 بارشیر کے دامن میں بادِ موم کے ہزاروں ٹونڈ پتے ہوئے ہیں۔
 اس موضوع پر چند نکتے پیش کرتے ہیں۔
 خواہ اور بڑی آپ بھی سنبھالیں۔

- ۱۔ ویپر ہر کو دل سے شادی کے بعد ایک گھر رہتی ہے۔
 دس دن بر شادی سے پہلے ہیں دستار دس دن سے تار دس دن
 پچیس چارپ ستن رشتی شادی کے بعد دو چار دن تک
 اور دس دن سے دس دن رتی رہتی ہیں ستن دن سے پہلے سب
 مرد و عورت سناٹے ہیں اور سناٹہ سناٹہ ہے۔
- ۲۔ میہ نہیں ہر سے چہرے پر یہ شخص دیا سے رخصت ہو کر نہیں جاتا
 پچیس دن سے اس کی ٹر ٹر سے اس سے نہیں ہر سے
 نامہ جس دیکھنے سے یہ دانی ولف چاہیے ہیں سب
 نورج ڈوب چکا ہے اور یہ شخص اس جہاں تک نہیں
 کرتے کے لیے تیار نہیں ہوتا اور سناٹہ سناٹہ ہے
 چہرے پر یہ شخص بھی کوئی شخص ہے یہ سناٹہ سناٹہ ہے اس کی قسمت
 ہر جہاں تک یہ تیار ہوا ہے یہ شخص کوئی سب کر سکتا ہے۔

کیا آپ شادی کرنا چاہتے ہیں۔ جواب میں: ہنس کر کہنے لگے
 کیا کوئی چاہتا ہے کہ میں تم سے کہیں شادی کر لوں گی؟
 میں بہت شرمیلی ہوں۔

میں نے کہا: اور پھر کیا؟ اس نے کہا: چاہتا ہوں کہ میں
 تم سے شادی کر لوں۔ اس نے کہا: میں شادی کرنا چاہتی ہوں۔
 تمہاری شادی کرنا چاہتی ہوں۔

پھر میں نے کہا: تمہاری شادی کرنا چاہتی ہوں؟
 ہنس کر کہنے لگے: ہاں، میں شادی کرنا چاہتی ہوں۔

پھر میں نے کہا: تمہاری شادی کرنا چاہتی ہوں؟

پھر میں نے کہا:

پھر میں نے کہا:

پھر میں نے کہا: ہاں، میں شادی کرنا چاہتی ہوں۔
 ہنس کر کہنے لگے: ہاں، میں شادی کرنا چاہتی ہوں۔

پھر میں نے کہا: ہاں، میں شادی کرنا چاہتی ہوں۔
 ہنس کر کہنے لگے: ہاں، میں شادی کرنا چاہتی ہوں۔

پھر میں نے کہا: ہاں، میں شادی کرنا چاہتی ہوں۔
 ہنس کر کہنے لگے: ہاں، میں شادی کرنا چاہتی ہوں۔
 ہنس کر کہنے لگے: ہاں، میں شادی کرنا چاہتی ہوں۔

پھر میں نے کہا: ہاں، میں شادی کرنا چاہتی ہوں۔

اور چھوڑا تھی کہ تختے کی خاک و دہشت سے بھاگ کر
 آئی، پڑے مٹا کر دھتکے سے تڑپتی تھی تو یہی حالت
 کنواریوں اور وہ بوجھ میں تھیں ایسا یہی پرستش ہے
 انہی رگوں کی پیچیدگی اور بدلیں اگر گویا غائب پتھاروں کی
 پوئی ہے، میری چوڑی بدن سے چار مرتبہ نرگس شائینہ
 پڑا ہے اور بھی عمر ہی کیا ہے شائینہ بدن اور
 تکیہ پار کرتے کی غور نہیں بھی عمریں قدم رخصتیں تو کیا
 سے دیوار کی طرف منہ پھیرتی ہے اور وہ سر کی طرف
 غنڈہ کی ہیں۔ تو برتو بہ اتنی بالوں کی سٹوٹ اور چھپل کہ
 زبان تو رہی ایک طرف نہ ہاتھوں اور آنکھوں سے جس
 باتیں کرتی سے تو بہ تو بہ کیا زمانہ آگیا ہے شرم و حیا
 رہا ہے غیب..... وغیرہ وغیرہ

اس شہر پرست دل پسند کی برکت میں وہ تو خود کے رشتہ داروں سے
 بہتری برتی ہے۔ نرگس میں سے کوئی بلبل زمانہ وار وہ تو معلوم سے ہے کہ
 اب ہاگس اس کے آگے رشتہ سے متاثر ہوئی کہ اس ایک دوسرے سے
 متاثر ہو جائیں۔

مگر سن کر بعض یوویاں، اس عیب سے پاک ہوں، لیکن جتنی یوویاں کو
 ہیں ہاتھ بول، اور اب اس میں اتنی بڑی اسناد اور فوٹو اس کے شہزادوں
 سے لڑتے ہیں، اس قدر مایوس کر نہیں آتے ہیں اپنا کروا لیتا ہے۔

تویریں وہ چند دیوانے۔ جن کی بنا پر تقریباً ہر گھر (خطابہ) ایک بابہ بنام

بنا ہوا ہے۔ ان مشعلات کا وہ حرج سے علیحدہ ہو سکتے ہیں۔

اول :- کہ وہ لوگ غور توں کی بات نہ کر دیوں پہ انہی کے رہیں۔

اندسہ دیکھو ان کا مشورہ دیکھو نہ کریں۔ پر پہنچنے سے

بچیں۔ اور دیویوں کے ہاتھ میں صرف ایک بات رہے۔

کہ بڑائی کا پیچہ ہمیشہ بالکل تھکے کر آئے۔ پہنچنے سے پہلے

ست۔ اس کی لکھی ہے۔

دوم :- کہ غور نہیں ہے۔ سنبھلنے کی کوشش کریں۔ آخر وہ لوگ نہ

اس پر اثر کرتے۔ یہاں سے رشتہ داروں سے راز کی

کوشش کریں تو کس پر کی کا مدد نہ کریں۔ نہ توں کی رہے۔

کا کلمہ ہے اور نہ اس سے کہیں کوئی نہ ہو۔ ہو سکتا ہے۔

وہ وہ لوگ کے اندر میں پڑنے والے کی کوشش کریں۔

تو اس کے لئے اس کے لئے میں تو اس کے لئے۔

پہرہ ہر برس خیال اور بڑے ادارے پر گرفت لیا کرتا ہے

اور وہ بدینوں کو کہیں معاف نہیں کیا کرتا۔ اس سے اسے

خوشی پائے اگر تم پہنچو۔ میں سکون اور بہت آپ کو

خوشی دیکھنا چاہتی ہو۔ وہ بھی ایک دن اور یہ سب نہیں

اصول بنا کر۔ مختار سے دروغ جہاں ہو رہا ہے۔

جیتے رہنے کی ایک حد ہے۔ جس سے عبور نہیں

۲۔ بسا خدائی ہے کہ یہ تشریف آفرینہ جہان میں نہ ہو سکتا ہے۔
 کسی کی با امانت دیکھنا اور اس کے معنی معلوم ہونا سب سے بڑا کلمہ ہے کہ اس
 نے عورت کی حیثیت سے اس کی وساطت سے کی ہے اور اس سے
 بھی نہیں۔ اس لیے کہ مرد و عورت کے اپنے ناموں میں اپنی عزت و شرف میں
 اپنی بے بسیوں کی حیثیت کے لیے سب کچھ قربان کرنا ہوتا ہے۔
 جب کہیں تک پہنچنا ہے تو مرد و عورت دونوں کو اپنا حصہ
 سب سے پہلے اپنی باندہ کرنا ہے اور اس کے لیے وہ اپنی عزت و شرف
 کو دشمن و مخالف قرار دیتی ہیں جو کہ انہیں ہرگز نہ دے گا۔ اور
 وہ عورتوں کو یہ وعدہ کر دیتے ہیں کہ چلی جائیں۔

۳۔ اس نے مرد کو اجازت دی ہے کہ اگر عورت کی زبان و لہجہ اور
 سرشت کسی اور طرح ختم نہ ہو تو وہ اسے بدلتی ہے۔ اس لیے اسے
 ہی جیتے بپ بیٹے کو اور اشدائے کرد کو پہنچاتا ہے۔ اس کے اثر و نفوذ
 نہیں ہوتا۔ ہر منہ سے بولتا ہے۔

اگر بیوی کی زبان و لہجہ اور سرشت کی وجہ سے غم جائے
 بنا ہوا ہو تو اس کے لئے اسے نہیں ہی ہے۔

اول۔ افہام و تفہیم،

دوم۔ ہست و نیست۔ اگر یہ حربہ بھی نہ کامیاب ہو

سوم۔ بدلتی سزا۔

اور اگر اس کے بعد بھی بیوی کا دل نہ سست ہو تو اس کے لئے

اور یہ بھی جانتی ہیں کہ خدا و رسول سے زیادہ مقربند میں تو کچھ نہیں خدا و رسول
کے فیصلوں کو سرِ آسمانوں پر رکھنا چاہیئے ۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ دُفْقَىٰ سَتًا وَلَا سُبُكَةً
فَرَّ كُنْ يَكُونُ سَنَهُمْ خَيْرٌ مِنْ كُرْهِهِمْ وَرَضَىٰ يَفْعَلُ
سَتًا وَلَا سُبُكَةً فَرَّ كُنْ فَرَّ لَا يَفْعَلُ ه

(الحزاب)

کس مومنین یا مومنہ سے یہ من سب نہیں کہ جب خدا و رسول نے
کسی معاملے میں اپنا فیصلہ دے دیا ہو تو وہ اپنی مرضی کرنے پھریں نہ
سوگنا اور رسول کی مرضی سے نہ ہٹ چھیں گے وہ نلاج و سترت کی
ربڑوں سے جھپٹ کر جنت اور جہنم جانیں گے ۔

حروفِ احمر

ہم حروفِ احمر میں اس کیفیت کو واضح کر رہے ہیں کہ
 سے لے کر ا، و، راستہ ہیں۔ یک راستہ امن و سکون و راحت و آسائش ہے
 اور ربِ جنت کی طرف جاتا ہے اور دوسرا جہنم و پادشہ پریشانیوں،
 تاریکیوں، دکھوں اور سزاؤں میں جاتا ہے۔ اس سبب جہنم پر جاتا ہے کہ
 اگر آپ اس میں غفلت و کوتاہی ہو جائے۔ تو اس سے بچنے کے لیے
 بہادری اور فیاضی کی صفات رکھیں گے۔ اور اس سے بچنے
 سے بچیں گے۔ انتخابِ آپ کا کام ہے۔ اس معاملے میں کوئی شک نہیں
 نہیں جانتے۔ انسان کو یہ دیکھنا ہے کہ انتخاب میں کون سا عمل ہے۔ اس
 نعمانی سے پروردگار مجبور ہے۔ آپ چاہیں تو آپ کو چاہیے اور چاہیں تو
 اس معاملے میں کوئی شک نہیں کہ کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔ یہی ہے کہ انتخاب
 آپ کو اپنا دست نہیں دیتا۔ قدرت کی طرف سے یہ ہے۔ اور اس سے بچنے
 میں ہمارے خیال کے مطابق ایک اور شعبہ کے بارے میں چاروں طرف سے
 کرنا ہی پڑتا ہے۔

لَا خَيْرَ فِي ابْطَالِ قَوْمٍ مُّسِيْرِيْنَ سَرَّحْنَاهُمْ
 فِيْ فُتُوْنٍ يَّكُوْنُ بَيْنَ يَدَيْهِمْ اَلْجَنَّةُ
 فَقَدْ اَسْمَعْتُمْ بِاَنْفُسِكُمْ اَلْوَيْلُ لَكُمْ
 لَمْ يَكُنْ سَمْعُكُمْ سَمِيْعًا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ

فَمَنْ يُفْرِجْهُمْ مِنْ أَسْرِهِمْ إِلَىٰ أَسْرِهِمْ
 تَسْرٍ مِنْ مَفْرُورٍ أَوْ يُبَايِعَهُمْ أَوْ يُخْلِفُهُمْ
 يُخْلِفُهُمْ مِنْ أَسْرِهِمْ إِلَىٰ أَسْرِهِمْ
 فَتَحِبُّ شَرَّكُمْ فَمَنْ يُفْرِجْهُمْ مِنْ

بِقَدَرِ

انہم پہاڑوں پر پکڑے ہوئے ہیں۔ پابندی پر سے نکلنے والے ہیں۔
 دانت اور میں کراہی ہیں۔ اب جو شخص شہادت کو دیوے گا اسے
 فی حد سے دے گا۔ اس سے کوئی ایک ہیں مسعود در وقت کو ختم ہوا
 جو بھی نہیں آئے گی۔ اس سے شہادت ہے اور کیا ہے کہ اس سے
 دوسرے سے ہے۔ انہیں سمجھوں سے کہ اس کے نور و نور کی دیر میں
 سے جو تاسیہ و سر کی طرف شہادت ہیں اس سے شہادت و دوست
 ہی ہے کہ ہیں۔ اس کے انہیں نور و پانی سے کہ اس کے نور و نور
 کی تیر ہی کی طرف سے پابندی ہیں۔ اس کے نور و نور ہیں
 بد کی پابندی سے

اس کے نور و نور سے کہ اس سے شہادت

برقی شہادت

بیشمار شہادت

اسماءیت

زندگانی سید الشہداء حضرت سید علی نقی ترجمہ سندھو نقی ۱۰

شمس الدین ۱۰
اشرفی ہشتی زیور ۱۰

بہار شریعت ۱۰
فتاویٰ عالمگیری ۱۰

فتوح الغیب ۱۰
نہج بدعت ۱۰

مشکوٰۃ شریف ۱۰
سند مصریٰ تہذیب ۱۰

سند بیہکت و حکومت کے بیانیہ اصول ۱۰
شمال فہری ۱۰

اصولیات فہری ۱۰
اسکندریت کیشیت ۱۰

یورپ پر اسلام کے تہذیبی اثر ۱۰
دوسرے ۱۰

من کونیا ۱۰
دو قرآن ۱۰

حرف تحریر ۱۰
شیخ غلام علی ہند سنزیریٹ

مبشر پبلشرز لاہور ۰ حیدر آباد کراچی

مسلم شخصیات کا انسائیکلو پیڈیا

مفتیہ : ایم۔ ایس۔ ناز قامت ۲۰ x ۱۰ کاغذ سفید

- حضرت آدم سے لیکر حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک و پھر اس کے بعد کے دورِ خلافت حضرت امیر معاویہؓ تک کے حالات پر مکمل انسائیکلو پیڈیا۔ اس میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ شخصیتوں کے حالات زندگی اور کارناموں کو تاریخ کے پس منظر میں منظر کشی کیا گیا ہے۔
- قسط ۱ : حضرت آدم سے حضرت عیسیٰؑ تک منصفہ شہود پر آنے والی عظیم شخصیات کا مکمل جائزہ۔
- قسط ۲ : زمانہ ماقبل اسلام سے موجودہ دور تک کا تاریخی پس منظر تاریخ کی روشنی میں۔
- قسط ۳ : پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ اور سیرت مطہرہ کا اجمالی تذکرہ۔
- قسط ۴ : غزوہ بدر کے صحابہ کی تعداد ۳۱۳ نہیں بلکہ ۳۲۳ تھی۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں اصحاب بدعت کا تذکرہ۔
- قسط ۵ : ۲ ہجری سے ۱۱ ہجری پر محیط ۲۳ غزوات و سرایا اور ۵۵ مسلم شخصیات کی ایک اہم دستاویز۔
- قسط ۶ : حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شخصیت، حالات زندگی اور خلافت کا تفصیلی تذکرہ اور جائزہ۔
- قسط ۷ : حضرت عمرؓ کی شخصیت، حالات زندگی اور ان کے خلافت کے سبھی دور کے تفصیلی واقعات۔
- قسط ۸ : حضرت عثمانؓ غنیؓ کی شخصیت، حالات زندگی اور خلافت کے دور کا تفصیلی تذکرہ تاریخ کی روشنی میں۔
- قسط ۹ : حضرت علیؓ کی شخصیت، حالات زندگی، ان کی شجاعت اور خلافت کے دور کا تفصیلی تذکرہ۔
- قسط ۱۰ : فضیلت صحابہ کرامؓ، انصار و مہاجرین کا تذکرہ اور ۴۳ صحابہ کرامؓ کے حالات زندگی اور روشن کارنامے۔
- قسط ۱۱ : حضرت عمر بن العاصؓ ابو ایوب انصاریؓ سے عمر بن سعدؓ تک کے حالات زندگی اور کارناموں کی سرگزشت۔
- قسط ۱۲ : انسائیکلو پیڈیا کی ۱۲ اقساط میں پیش کی جانے والی شخصیات کا اشاریہ اور ۲۴ اہل کتاب صحابہ کے حالات۔
- قسط ۱۳ : حضرت امام حسن علیہ السلام اور ان کے عہد کی پوری تفصیل، تاریخ اسلام کے حوالے سے۔
- قسط ۱۴ : خلافت راشدہ دور بنو امیہ سے امیر معاویہؓ تک کے تاریخی اور دستاویزی حالات۔

اس تاریخی انسائیکلو پیڈیا کی اہمیت کے پیش نظر تمام اقساط کو نہایت عمدہ رکھیں جلد میں یکجا کر دیا گیا ہے اور یہ مکمل ۱۴ اقساط یکجا ایک جلد (مجلد سہری) میں بھی دستیاب ہے قیمت مجلد - / ۵۵ روپے

شیخ غلام علی بینڈ سنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ پبلشرز - لاہور - حیدر آباد - کراچی

===== اعلیٰ معیاری طباعت کے ساتھ =====

عبدالعزیز خالد کا نعتیہ کلام

● فارقلیط : آنحضرتؐ کی سیرت پر عالمانہ شاعری
مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اب میسر ایڈیشن شائع ہوا ہے
قیمت : ۴۰/- روپے

● مثنوی : طویل میمہ نعتیہ تصیدہ جو نعتیہ
شاعری میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے
قیمت : ۱۸/- روپے

● گلِ نغمہ (ٹیکور کی "گیت انجلی" کا منظوم ترجمہ) ۲۰/-

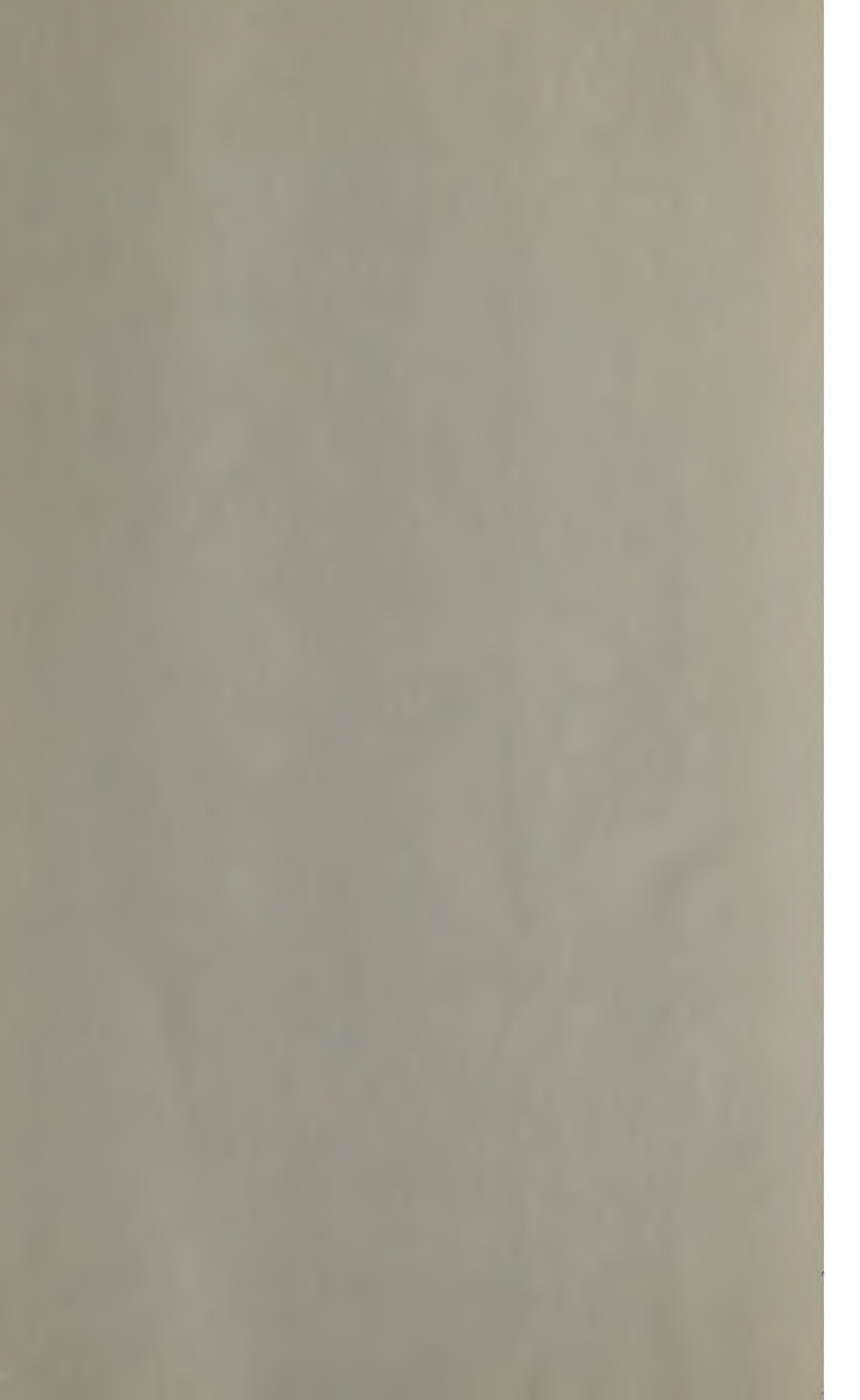
● سلوی ۱۰/- ● زنجیرِ رم آہو ۱۵/-

● دکانِ شیشہ گر ۱۸/- ● کفِ دریا ۱۸/-

● برگِ خزاں ۱۸/- ● کھلک موج ۱۸/-

● ورقِ ناخواندہ ۱۰/- ● غزلِ الغزلات ۱۰/-

شیخ غلام علی بینڈ سنز (پرائیٹ) لمیٹڈ پبلشرز۔ لاہور۔ حیدر آباد



دُنیا کے تاریخ ایک نظر میں

انسائیکلو پیڈیا (تاریخ عام)

مرتب :
ولیم ایل لینگر
ترجمہ و تہذیب :
مولانا غلام رسول

انگریزی زبان میں ۱۰۰۰۰۰ جلدیں
فروخت ہو چکی ہیں
خوشنما اردو ٹائپ بہترین دلیتی کاغذ، حسین
گروپوش، تین جلدوں میں مکمل سیٹ : ۲۱۰/-

● انسائیکلو پیڈیا تاریخ عام (تاریخ اسلام) حضرت رسول کریم کی ولادت سے لے کر
(جلد اول) ۱۹۵۹ء تک مسلم ملکوں کے تمام اہم واقعات ۶۰/-

● انسائیکلو پیڈیا تاریخ عام (تاریخ عمومی) اقوام عالم کے حالات یعنی ابتداء
(جلد دوم) سے لے کر عہد نپولین کے آخر تک ۷۰/-

● انسائیکلو پیڈیا تاریخ عام (تاریخ عمومی) عہد نپولین کے بعد سے
(جلد سوم) ۱۹۵۹ء تک کے حالات ! ۸۰/-

بہ اشتراک مکتبہ فرینکلٹ - لاہور

شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ پبلشرز
لاہور ● حیدر آباد ● کراچی